سیرتِ شجاعیہ

مؤلف

ممتاز المشائخ ابوالفضل
حضرت مولانا سید شاہ شجاع الدین قادری ثانیؒ
نبیرہ و سجادہ نشین خامس قطب الہند

زیر اہتمام

مولانا سید شاہ عبید اللہ قادری المعروف آصف پاشاہ صاحب
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہ عیدی بازار خطیب و متولی جامع مسجد شجاعیہ چارمینار

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	:	سیرتِ شجاعیہ
تالیف	:	ممتاز المشائخ ابوالفضل مولانا سیّد شاہ شجاع الدین قادری ثانیؒ
ناشر	:	شعبہ نشر و اشاعت انجمن خادمین شجاعیہ، حیدرآباد تلنگانہ
صفحات	:	152
تعداد	:	1000
مطبع	:	لمعان پرنٹرس، چھتہ بازار، حیدرآباد 9440877806
قیمت	:	100/-

ملنے کا پتہ
- انجمن خادمین شجاعیہ (شعبہ نشر و اشاعت)
  چارمینار، حیدرآباد، فون: 66171244 40 91+
- خانقاہ شجاعیہ، چارمینار

www.shujaiya.com

www.youtube.com/user/TheShujaiya

فہرست مضامین کتاب

سلسلہ شمار	مضمون	صفحہ
●	دیباچہ	8
●	پیش لفظ	12
	باب اول	
●	سلاسل عالیہ ونسب حضرت قطب الہند غوث دِکن ۔۔شجریہ عالیہ قادریہ	14
●	شجرہ عالیہ چشتیہ	17
●	شجرہ عالیہ نقشبندیہ	19
●	شجرہ رفاعی	22
●	حضرت قطب الہند کا سلسلہ نسب	23
●	شجرہ نسب	24
●	حضرت قطب الہندؒ کے والدین اور دادا صاحب کا ذکر	25
●	حضرت قطب الہندؒ کے نانا بزرگوار کا ذکر	26
●	حضرت قطب الہندؒ غوث دکن، شیخ اعظم علامہ میر شجاع الدین قدس سرہ کا ذکر	27
●	حضرت قطب الہندؒ کی تعلیم و تربیت	28
●	حضرت کی تصانیف برہان پور	30
●	حضرتؒ کا شوق پیر کامل	31

سلسلہ شمار	مضمون	صفحہ
●	حضرت قطب الہندؒ کا تحصیل علم باطن کیلئے قندھار شریف لے جانا	32
●	حضرت قطب الہندؒ کے اخلاق و عادات	33
●	علم قراءت	35
●	حضرت قطب الہندؒ کو دکن جانے کی بشارت	36

باب دوم

قطب الہند کے تصنیفات غزلیات وقصائد وغیرہ

●	حضرت قطب الہندؒ کے تصنیفات غزلیات وقصائد وغیرہ	40
●	جواہر النظام عربی	40
●	کشف الخلاصہ (اردو)	41
●	رسالہ علم قراءت ہندی نما اُردو	42
●	رسالہ رویت (فارسی)	43
●	رسالۂ رویت (اردو)	45
●	رسالہ فوائد جماعت (فارسی)	48
●	رسالۂ فوائد جماعت (اُردو)	50
●	رسالہ جبر و قدر (جبر و اختیار) (فارسی)	52
●	ترجمہ رسالہ جبر و اختیار (اردو)	56
●	رسالہ سماع (فارسی)	62
●	رسالہ سماع (اُردو)	67
●	رسالۂ خواب (رسالہ احتلام) (فارسی)	73

مضمون	صفحہ

- رسالۂ خواب (رسالہ احتلام) (اُردو) 75
- رسالۂ سلوک قادریہ (فارسی) 77
- رسالۂ حضرات قادریہ (اردو) 80
- رسالہ سلوک نقشبندیہ (فارسی) 84
- ترجمہ: رسالۂ حضرات نقشبندیہ (اردو) 87
- مناجات ختم قرآن (منظوم) 92
- خطبات عربی منظوم وغیر منظوم 93
- غزلیات فارسی 99
- مکتوبات وقصائد 101
- قصیدہ عربی 102
- خطوط منظوم عربی اُردو تصانیف 104

باب سوم

(کرامات وخرقہ عادات)

- دربیان کرامات 108
- راجہ شنبھو پرشاد وزیر فینانس کا اسلام سے مشرف ہونا 109
- غلام مرتضی کمندان سپہ سالار کے اسلام لانے کا واقعہ 111
- صاحب حسین کمندان سپہ سالار کا اسلام لانا۔۔۔ 113
- کرامات وخرق عادات ۔۔ مختلف واقعات
- واقعہ [۱] نماز اشراق میں مریدین پر توجہ فرمانا 113
- واقعہ [۲] حضرت قطب الہند کے صاجزادے شہید الاسلام کی شہادت 114

-
- واقعہ[۳] مولانا رحیم خاں صاحب وجد واضطراب 117
- واقعہ[۴] حضرت قطب الہند کا نوجوان کو زنا سے روکنا 118
- واقعہ[۵] داڑھی منڈوانے پر تنبیہ 119
- واقعہ[۶] قطب الہند نے فرمایا مجھ سے کیا نادم ہوتے ہو مالک حقیقی کے سامنے نادم و پشیما ہونا 120
- واقعہ[۷] حضرت رفیع الدین قندھاریؒ کا احسان اللہ خان کے ہاتھ کو قطب الہندؒ کے ہاتھ میں دینا 121
- واقعہ[۸] ہماری زندگی تک اس کیفیت کو خبردار پوشیدہ رکھنا 122
- واقعہ[۹] شاہ ولایتؓ کا قطب الہند کی پیٹھ تھپ تھپانا اور حضرت کا مرتبہ قطبیت 123
- واقعہ[۱۰] قطب الہند کا اپنی نبیرہ کو خواب میں تنبیہ کرنا 124
- واقعہ[۱۱] سجادہ حضرت نائب رسول کو قطب الہند سے بیعت کرنے کا اشارہ 125
- واقعہ[۱۲] قطب الہندؒ کا بادشاہ جن پر رعب 126
- واقعہ[۱۳] برہان الدین پشاوری کو تکمیل سلوک پر عطائے خرقہ وخلافت 127
- واقعہ[۱۴] حضرت قطب الہند کا غلام مرتضیٰ صاحب کو شفاء یاب کرنا 128
- واقعہ[۱۵] حضرت قطب الہند کی کرامت سے کلال کا مسلمان ہونا 129
- واقعہ[۱۶] قطب الہند نے واقعہ معراج سے برہمن کی زندگی معراج کردی 130
- واقعہ[۱۷] شہید اعظمؓ کا اسم گرامی کا کہنا تھا کہ مجمع پر رقعت طاری ہوگئی 131
- واقعہ[۱۸] قطب الہند کی صاحبزادی کا نکاح 132
- واقعہ[۱۹] قطب الہند کا حضرت شیخ جی حالیؒ کے انتقال سے قبل مریدین و معتقدین کو جمع کرلینا 133

- واقعہ[۲۰] قطب الہند کا رکھایا ہوا مضعفر کا حصہ سترہ دن بعد بھی بلا تغیر رہنا 134
- واقعہ[۲۱] قطب الہند کی کرامت سے پانی کا ظاہر ہونا 134
- واقعہ[۲۲] قطب الہند کا اپنے مرید کے حال سے باخبر رہنا 135
- واقعہ[۲۳] ایک عجیب واقعہ 136
- واقعہ[۲۴] قطب الہند کے غمِ فراق سے بے ہوشی کے عالم میں بھی نماز کی پابندی 137
- قریب انتقال کے واقعات 139
- جماعت اجنہ کی آہ و زاری 142
- گنبد مبارک کا احوال 143
- فرزند و نبیرہ گان (سجادہ گان) حضرت قطب الہند 143

قطب دکن شہید الاسلام علامہ العصر حضرت سیدنا حافظ عبداللہ شاہ صاحب قادری شہیدؒ

- حضرت قطب الہندؒ کے صاجزادے کی شہادت کا واقعہ 144
- [۲] حضرت مولانا حافظ میر محمد دائم صاحب قبلہ (جانشین اولیٰ) 145
- [۳] حضرت مولانا حافظ عبداللہ ثانی قدس سرہ العزیز (جانشین ثانی) 146
- [۴] حضرت علامہ یاسین شاہ صاحب قبلہ (جانشین ثالث) 147
- [۵] حضرت سید شاہ غلام صمدانی قادری قدس سرہ العزیز (جانشین رابع) 147
- [۶] تعارف مؤلف حضرت مولانا سید شاہ شجاع الدین قادری ثانیؒ 149
- فہرست سجادہ گان بارگاہ شجاعیہ 150
- فہرست خلفاء حضرت قطب الہند 151
- ماخذات 152

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دیباچہ

امابعد بندہ عاصی نے ہر چند اس بات کی کوشش کی ہے کہ حضرت قطب الهند غوث دکن الحاج الحافظ القاری میر شجاع الدین حسین صاحب قدس سرہ العزیز کے حالات و واقعات عام تذکروں میں مختصر ملتے ہیں لیکن برادر مولانا انوراللہ خاں صاحب فضیلت جنگ (مولانا امیر اللہ شاہ فاروقی مؤلف مناقب شجاعیہ) اور والد بزرگوار (ابومحمد شجاع الدین) نے مدت تک حضرت غوث دکنؒ سے فیضِ صحبت اُٹھایا تھا انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے ذریعہ حضرت غوث دکنؒ کے متعلق سوانح و احوال ''مناقب شجاعیہ'' کے نام سے لکھی ہے۔ تاریخ برہان پور، تاریخ گلزار آصفیہ اور دیگر تذکروں وغیرہ میں بھی ان کا مفصل تذکرہ ہے ۔میں نے زیادہ تر انہیں دو تین کو ماخذ قرار دیا ہے لیکن یہ کتابیں بہت ہی قدیم ہوگئی ہیں اسلئے ضروری بکارآمد باتیں اس سیرت شجاعیہ میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ آپ کے فضائل۔کمالات۔احوال وتصانیف۔وقصائد وغزلیات وغیرہ ناظرین و وابستگان سلسلہ شجاعیہ کیلئے باعث برکت و فیوض کا سبب ہو۔حضرت قطب الهندؒ کی برکات و فیضان سرزمین دکن کے ذرہ ذرہ کو حاصل ہے اور حضرت قطب الهندؒ کی علمی و روحانی کارناموں سے اہلِ دکن ہی کو نہیں بلکہ سرزمین ہند کو بھی فخر و عزاز حاصل ہے۔

قدماء بزرگان دین دکن میں حضرت قطب الهندؒ کو یہ طرہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے علوم دینیہ کے خدمات اس وقت کی اہمیت افادیت کے لحاظ سے جو کارنامے و فیوضات

چھوڑے ہیں شاید ہی کم مثال اسکی تواریخ میں ملتی ہے۔سرزمین دکن میں اس سپوت اسلام وکامل انسان نے ایسے وقت میں قدم رکھا جب اس سرزمین کو اشد ضرورت تھی اور دنیا نے ایسی بابرکت ذات سے استفادہ وفیض حاصل کیا اور آج تک ان فیوضات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔آپ جب تک سرزمین برہان پور میں تشریف فرما رہے لاکھوں انسانوں کو اپنے علمی و ادبی وروحانی فیوض سے مستفید کیا۔تفسیر قرآن مجید بزبان فارسی اور دیگر تصانیف اسی سرزمین کی یادگار ہے اور جب بحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین دکن پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے نہ صرف انسانوں کو بلکہ اجنہ کو بھی اپنے دبدبہ روحانی وعلمی سے بہرہ ورکیا۔ایک جماعت اجنہ کی مستقل طور پر حضرت قطب الہندؒ سے وقت مقررہ پر درس حاصل کیا کرتی تھی۔

آپ کے اخلاق حمیدہ علمی تبحر و بے لوث خدمات روحانی کی کشش و دبدبہ و رعب ایمانی نے دکن کے سلاطین ورؤساء وامراہی کو گرویدہ نہیں کیا بلکہ بڑے بڑے اہل کمال و علماء وقت وخاص وعام انسانوں نے آپ کی صحبت بابرکت سے استفادہ کیا۔

مولانا محمد حسین صاحب شیخ الہندؒ مولانا انوراللہ خاں صاحب فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ مولانا میر فیض الدین صاحب محدث مولانا عبدالکریم صاحب بدخشانی مفسر قرآن مولانا حافظ ظہیر الدین صاحب شیخ الاسلام مولانا سید عبداللہ صاحب بحرالعلوم مولانا عبدالقدوس صاحب تاشقندی وغیرہ وغیرہ جیسے اسلام کے آفتاب ومہتابوں نے حضرت قطب الہندؒ سے مکمل استفادہ علمی فرما کر سارے جہاں کو فیض پہونچایا جس کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے۔جامع شجاعیہ کے قیام میں سلاطین وقت و امراء نے بڑھ چڑھ کر مالی امداد کی جو تھوڑے سے وقت میں اتنی بڑی اعلیٰ درسگاہ عربیہ بن گئی جس میں وقت واحد میں دو ہزار

طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہوئے قیام پزیر تھے۔اوران کیلئے لنگر خانہ شجاعیہ سے جو عام و خاص غرباء ومساکین کیلئے تین وقت کے کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا اسی لنگر خانے سے طلباء جامع کے لئے بھی طعام کا انتظام تھا۔

آپ تقریباً نصف صدی سے زیادہ مسلمانوں کے علمی و دینی خدمت انجام دیتے رہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں محدثین، مفسرین، فقہا، صوفیہ، شیوخ، حفاظ وقراء مورخین اسلام بن کر نکلے آج تک علماء وحفاظ دکن اسی درسگاہ کے سلسلہ کی کڑیاں ہیں اور سرزمین دکن کو یہ اعزاز وفخر حاصل ہے کہ دور دور مقامات سے لوگ یہاں آکر حفاظ کو عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں یہ سب اسی بابرکت ذات کے فیوضات کا نتیجہ ہے۔حضرت قطب الہندؒ نہ صرف زبردست عالم تھے جن کے تصانیف بیشمار ہیں بلکہ مختلف عنوانات پر آپ نے مستقل رسائل لکھے ہیں۔

عربی فارسی میں آپ کے کلام کا ایک مستقل دیوان بن سکتا ہے۔عربی و فارسی علم و ادب میں آپ کا ایک بلند پایا مقام ہے۔عربی فارسی کے چوٹی کے ادیبوں وشعراء میں صف اول میں شمار کیئے جاتے ہیں۔آپ کے علمی تبحر وادب کی بڑے بڑے علماء معاصرین نے داد دی۔مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی، مولانا شاہ امداد اللہ صاحب، مولانا قاسم نانا توی بانی دیوبند وغیرہ نے تواپنے کلام میں جابجا آپ کو سراہا ہے۔

حضرت قطب الہندؒ کی جامع الکمال شخصیت تھی اپنے وقت کے ایک بڑے قطب ابدال باکرامت بزرگ مقدس تھے اوراپنے علم لدنی وروحانیت سے ہر پیاسے کی پیاس کو بجھادیا۔بڑے بڑے سرکشوں کو ایک ہی نظر میں اسیر کردیا۔اوراپنے تقویٰ وروحانیت

سے کرَّ اونچے اقتدار رکھنے والوں کو ایمان سے بہرآور کردیا جس میں وزیر فینانس دکن سپہ سالارِ اعظم کمندان اور دیگر علماء ہنود سینکڑوں کی تعداد میں اسلام سے مشرف ہوئے جن کی جملہ تعداد ۵۵ ہزار کے لک بھگ بتائی جاتی ہے۔

آپ کی اولاد و دیگر جانشین سلسلہ رشد و ہدایت علم وفضل و کمالات میں یکتائے روزگار تھے اورابھی تک یہ کمالات وفضائل جانشینوں میں سلسلہ بہ سلسلہ چلے آرہے ہیں اوران شاءاللہ آگے بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔عاصی دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فیوضات کے سلسلہ کو تاقیام قیامت جاری وساری رکھے۔

راقم الحروف
ابوالفضل قاری سیّد شاہ شجاع الدین قاری فضلؔ کان اللہ لہ
نبیرہ وسجادہ نشین حضرت قطب الھند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

سیرتِ شجاعیہ مؤلفہ والدی و مرشدی حضرت سید شاہ شجاع الدین ثانی قادریؒ جدی سیدنا میر شجاع الدین حسین قادری قبلہ کے احوال، خدمات، واقعات و کرامات پر مختصر جامع تحریر ہے۔ کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ اب سلسلہ عقیدت مندان کے اسرار پر پھر اشاعت عمل میں لائی جارہی ہے تاکہ عقیدت مندان اولیاء اللہ و وابستگان سلسلہ تذکرہ شجاعیہ سے اپنے قلوب کو ٹھنڈک بخشیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس کتاب کو استفادہ کنندگان کیلئے حصول فیوض و برکات کا ذریعہ بنائے اور معاونین کو اجر عطا فرمائے۔

المرقوم: ۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ

م ۱۵/ جولائی ۲۰۲۲ء بروز جمعہ

فقط : احقر العباد سید شاہ عبید اللہ قادری آصف پاشاہ

سجادہ نشین حضرت قطب الہند

باب اول

سلاسل عالیہ ونسب

حضرت قطب الہندؒ غوث دکن

- قادریہ
- نقشبندیہ
- چشتیہ
- رفاعیہ

سلاسل عالیہ ونسب

حضرت قطب الہندؒ غوث دکن کو بیعت کی اجازت چار سلسلوں میں تھی۔

(۱) سلسلہ قادریہ (۲) سلسلہ نقشبندیہ

(۳) سلسلہ چشتیہ (۴) سلسلہ رفاعیہ

اور خرقہ خلافت طریقہ عالیہ قادریہ میں حاصل تھا۔عادت شریف تھی کہ بیعت کے وقت اس شخص سے پوچھ لیتے کے کون سے طریقہ میں داخل ہونا چاہتے ہو جس طریقہ کو وہ شخص معین کر دیتا اس میں مرید فرماتے۔

شجرہ عالیہ قادریہ

الحمدللہ رب العالمین

والصلواۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و اٰلہٖ و اصحٰبہ اجمعین

امابعد

حضرت قطب الہند غوث دکن حافظ وقاری..

..سیدنا میر شجاع الدین حسین صاحب قدس سرہ العزیز

حضرت شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ العزیز

حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول

حضرت علوی بروم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ علی رضاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبد اللہ بروم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید عبد اللہ بالفقہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد القشاشی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ امین الدین مرواحی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سراج الدین عمر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد القادر الیمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید بن احمد الیمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد بن موسیٰ المشروعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر سلامی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ اسماعیل ابن صدیق الجبرتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مزحاجی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ اسماعیل ابن ابراھیم الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سراج الدین الیمنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محی الدین احمد بن محمد الاسدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ فخر الدین بن ابوبکر بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد بن احمد الاسدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد بن عبد اللہ الاسدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد اللہ بن یوسف الاسدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبداللہ بن علی الاسدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث الثقلین قطب الدارین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ ابی سعید المخزومی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ ابی الحسن علی ابن احمد بن یوسف القریشی الھنکاری قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ ابی الفرح محمد بن عبداللہ الطرطوسی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ عبدالواحد التمیمی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ ابی بکر محمد دلف بن خلف الشبلی قدس سرہ العزیز

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ السری السقطی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ داؤد الطائی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ حبیب العجمی قدس سرہ العزیز

حضرت الشیخ حسن البصری قدس سرہ العزیز

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا سید المرسلین خاتم النبیّن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم

حضرت قطب الھند غوث دکن کا تینوں سلسلوں کا یعنی چشتیہ، نقشبندیہ و رفاعیہ کا تعلق بانیان سلسلوں سے ملتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

شجرہ عالیہ چشتیہ

۱۔حضرت میر شجاع الدین حسین قادری چشتی نقشبندی رفاعی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔حضرت سید خواجہ رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نائب رسولؐ

۴۔حضرت سید علوی بروم رحمۃ اللہ علیہ (بیجاپور)

۵۔حضرت سید عبداللہ بروم رحمۃ اللہ علیہ

۶۔حضرت سید عبداللہ بالفقیہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔حضرت احمد القشاشی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔حضرت شاہ صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔حضرت وجہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔حضرت محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔حضرت ظہور حاجی حضور رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔حضرت ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔حضرت میراں زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔حضرت محمد بن عیسیٰ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔حضرت فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔حضرت صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مسعود بن سلیمان الفاقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔حضرت حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔حضرت ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔حضرت ابو اسحق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔حضرت ابو اسحق ہبیرہ البصری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔حضرت حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔حضرت سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔حضرت فضیل ابن عیاضی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔حضرت عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔حضرت حسنِ بصری رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۹۔ حضرت سید المرسلین خاتم النبین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

شجرہ عالیہ نقشبندیہ

۱۔حضرت میر شجاع الدین حسین قادری چشتی نقشبندی رفاعی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔حضرت سید خواجہ رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نائب رسولؐ

۴۔حضرت سید علوی بروم رحمۃ اللہ علیہ (بیجاپور)

۵۔حضرت سید عبداللہ بروم رحمۃ اللہ علیہ

۶۔حضرت محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ

۷۔حضرت سید عبداللہ حداد رحمۃ اللہ علیہ

۸۔حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

۹۔حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔حضرت شرف الدین مقبلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔حضرت سید شیخ رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔حضرت سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔حضرت خواجہ امکنیکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔حضرت رفیع الدین احمد البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔حضرت خواجہ درویش رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔حضرت حمید الدین المرواحی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔حضرت قاضی صاحب الانوار رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔حضرت قطب خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔حضرت خواجہ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔حضرت خواجہ محمود بالخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف دیوگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت خواجہ یوسف الھمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت ابوعلی فارمدی حمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت بایزیدِ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت امامِ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۴۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱۔ حضرت سید المرسلین خاتم النبین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یہاں سے شجرہ اس طرح بھی منقول ہے۔

۳۷۔ حضرت امامِ محمد باقر رضی اللہ عنہ

۳۸۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۳۹۔ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنھم

۴۰۔ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱۔ حضرت سید المرسلین خاتم النبین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

شجرہ عالیہ رفاعی

۱۔حضرت میر شجاع الدین حسین قادری چشتی نقشبندی رفاعی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔حضرت سید خواجہ رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نائب رسولؐ

۴۔حضرت سید علوی بروم رحمۃ اللہ علیہ

۵۔حضرت سید عبداللہ ابن احمد بروم رحمۃ اللہ علیہ

۶۔حضرت محمد طاہر بن عبدالخضر رحمۃ اللہ علیہ

۷۔حضرت سید عبدالخضر رحمۃ اللہ علیہ

۸۔حضرت رجب الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔حضرت سید شعبان رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔حضرت سید صالح رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔حضرت سید عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔حضرت سید حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔حضرت سید رجب رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔حضرت قطب الاقطاب سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔حضرت علی القاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔حضرت فضل ابن کاتخ رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔حضرت ابو علام الترکمان رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔حضرت علی بازیاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔حضرت علی العجمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔حضرت ابوبکر الشبلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔حضرت سری السقطی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔حضرت معروفِ الکرخی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔حضرت حبیب العجمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھم

۳۱۔حضرت سید المرسلین خاتم النبین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حضرت قطب الہندؒ کا سلسلہ نسب

حضرت قطب الہندؒ غوث دکن کا سلسلہ نسب ماں کے توسط سے حضرت سیدہ النّساء فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور والد کے توسط سے حضرت محمد بن امیر المومنین سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

حضرت کے جد امجد کا ملک کو چک کے والی و شاہ تھے۔ دور اقتدار ہی میں ترک حکومت و ملک کر کے خدا کی معرفت میں صحرا بہ صحراء پھرتے رہے اور بہت بلند مرتبہ حاصل ہوا۔

حضرت قطب الہندؒ کے پیر و مرشد حضرت شاہ رفیع الدین صاحب قندھاریؒ اور ان کے پیر و مرشد خواجہ رحمت اللہ نائب رسولؒ ان دونوں کے تفصیلی حالات و احوال کتاب ثمرات ملکیہ و مناقب شجاعیہ میں ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

شجرہ نسب

حضرت قطب الہند (۱) مولانا سید شجاع الدین حسینؒ صاحب ...ابن (۲) سید کریم اللہ صاحب (۳) ابن مولانا سید دایم (۴) ابن سید شاہ مرزا...(۵) ابن سید کریم اللہ (۶) ابن سید عبداللہ ...(۷) ابن سید محمد امین ...(۸) ابن سید جمال الدین ...(۹) ابن سید اعراق (۱۰) ابن سید میر شاہ کو چک...(۱۱) ابن سید خواجہ حسن (۱۲) ابن سید خواجہ حسین...(۱۳) ابن سید خواجہ احمد یسوی...(۱۴) ابن سید ابراہیم شیخ...(۱۵) ابن سید افتخار...(۱۶) ابن سید عمر (۱۷)...ابن سید اسمعیل...(۱۸) ابن سید موسیٰ ...(۱۹) ابن سید یونس ...(۲۰) ابن سید ہارون ...(۲۱) ابن سید اسحاق...(۲۲) ابن سید عبدالرحمن ...(۲۳) ابن سید عبدالفتاح (۲۴)...ابن سید عبدالجبار...(۲۵) ابن سید عبدالمفتح ...(۲۶) ابن سید الامام محمد حنفیہ.... (۲۷) ابن امیر المومنین سید علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ۔

حضرت قطب الہند غوث دکن کے والدین اور دادا کے حالات

حضرت قطب الہند غوث دکن کے دادا صاحب کا ذکر

حضرت قطب الہند غوث دکنؒ کے دادا بزرگوار کا احوال مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کے دادا بزرگ حضرت علامہ قاضی اعظم میر دائم صاحب قدس سرہ العزیز برہان پور میں اپنے وقت کے زبردست عالم و فاضل ہی نہیں بلکہ مرد کامل بزرگ بھی تھے۔(شہنشاہ کوچک حضرت قاضی اعظم کے پڑدادا تھے) تحصیل علوم کیلئے آپ دہلی تشریف لے گئے جہاں پر حضرت مرزا بیدلؒ سے بھی تلمذ حاصل کیا۔اور اپنے غیر معمولی فضائل و کمالات ذہانت و ذوق طلب کی وجہ سے بہت جلد علوم ظاہری میں مہارت حاصل کرلی اور دلّی میں اس قدر ہر دل عزیز علمی شہرت حاصل کرلی تھی کہ جس کی وجہ سے نواب ناصر جنگ بہادر فرزند نواب آصف جاہ بہادر آپؒ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔جس کی وجہ سے جب نواب آصف جاہ بہادر دکن پر حکومت کرنے لگے تو اس وقت حضرت میر دائم صاحب کو مفتی اعظم و قضاءت عظمٰی کے عہدوں سے سرفراز کیا۔ ان عہدوں کو تا حیاتِ نواب آصف جاہ بہادر حضرت ممدوح نے نہایت عمدگی و سلیقگی سے ادا فرمایا۔جب فرزند نواب آصف جاہ بہادر نے جلوس فرمایا تو غیر معمولی فریفتگی کے ساتھ آپ کو آنکھوں اور دل میں جگہ دیا اور وزارت عظمٰی کے عہدہ سے نوازنا چاہا لیکن آپ نے ناپسند فرمایا جس کی وجہ سے مشیر اعظم کی حیثیت سے اور دوسرے مذہبی اُمور کا صدر الصدور بنادیا۔

<u>حضرتِ قطب الہندؒ کے والد بزرگوار کا ذکر</u>: حضرت میر دائمؒ کے فرزند ارجمند حضرت علامہ سید کریم اللہ صاحب قدس سرہ العزیز تھے۔بہت بڑے صوفی اور صاحب کمال تھے۔

سلاطین وقت اس قدر عزت کرتے تھے کہ نواب ناصر جنگ بہادر نے پائگاہ آپ کے حوالے کردی تھی۔ علم و فضل میں یکتائے روزگار گنے جاتے تھے۔ معمول تھا کے صبح سے دوپہر تک علوم درسیہ کا درس دیتے تھے۔ ظہر کے بعد حقائق اور اسرار بیان کرتے۔ پیر اور جمعہ کا دن وعظ کیلئے خاص تھا۔ آپ کی شادی قریب ساٹھ سال میں ہوئی آپ کے خسر بزرگوار حضرت مولانا سید خواجہ صدیق صاحب عرف غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے اور آپ کی صاجزادی سیدہ عارفہ بیگم صاحبہ ایک زبردست جید عالمہ و حافظہ تھیں۔ ان کی بھی شادی ۴۰ سال کی عمر میں حضرت علامہ کریم اللہ صاحب قدس سرہ العزیز سے ہوئی۔

حضرت قطب الہندؒ کے نانا بزرگوار کا ذکر: حضرت قطب الہندؒ ۱۱۹۱ھ میں برہان پور (مدھیہ پردیش) میں تولد ہوئے۔ حضرت علامہ کریم اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے واحد فرزند تھے۔ سوئے اتفاق اسی سال حضرت علامہ کریم اللہ صاحب قدس سرہ العزیز نے رحلت فرمائی۔ آپ کی پرورش تعلیم و تربیت آپ کے نانا حضرت سید خواجہ صدیق صاحب قدس سرہ العزیز عرف غلام محی الدینؒ نے کی جو اپنے وقت کے زبردست ادیب اور کامل بزرگ تھے۔ حضرت قطب الہند غوث دکنؒ نے صرف و نحو و منطق حدیث وغیرہ آپ ہی سے پڑھی۔ وزراء رؤساء و علماء وقت برہان پور غلام محی الدین کی زیارت کو خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ برہان پور کی جامع مسجد کی تولیت آپ ہی کے تحت تھی اور یہ جامع مسجد سنگ سیاہ کی بنی ہوئی آج بھی موجود ہے۔

حضرت قطب الہند غوث دکن شیخ اعظم

علامہ میر شجاع الدین صاحب قدس سرہ العزیز کا ذکر:

جب حضرت حافظہ سیدہ عارفہ بیگم صاحبہ حاملہ ہوئیں تو ان ایام میں ایک بار حضرت غلام محی الدینؒ جو حضرت قطب الہندؒ کے نانا بزرگوار ہوتے ہیں نے خواب میں دیکھا کہ برہان پور میں ہوا کا سخت طوفان چل رہا ہے جس سے تمام چراغ خاموش ہو گئے ہیں ۔لیکن جامع مسجد برہان پور کا چراغ روشن ہے جس کی روشنی سے ہندوستان کا چپہ چپہ روشن ہے ۔صبح اپنے داماد علامہ سید کریم اللہ صاحب قدس سرہ العزیز سے تعبیر بیان فرمائی کہ مسجد کا چراغ گل نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ چونکہ مسجد اپنے علاقہ کی ہے ان شاء اللہ آپ کو ایک فرزند صالح تولد ہوگا۔ اور اس کا فیض سارے ہندوستان کو منور کردے گا۔چنانچہ بعد انقضائے مدت حمل کے حضرت قطب الہندؒ تولد ہوئے ۔

جب قطب الہند چودہ برس کے تھے تو حضرت کے نانا بزرگوار حضرت خواجہ صدیق صاحب قدس سرہ العزیز کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

حضرت قطب الہندؒ غوث دکن کی تعلیم وتربیت

حضرت قطب الہند غوث دکن کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے نانا بزرگوار حضرت علامہ سید خواجہ صدیق عرف غلام محی الدینؒ نے ہی کی۔ درسی کتب صرف ونحو، عربیت فقہ حدیث اور تفسیر اور معقول اپنے نانا بزرگوار سے ہی پڑھتے تھے۔ ۱۲ برس کی عمر میں مکمل حافظ قرآن ہوگئے۔ برہان پور کی نسبت یہ پتہ نہیں چلتا کہ کس مدرسہ میں رہ کر تحصیل کی۔ مصنف تاریخ برہان پور نے ایک ضمنی موقع پر لکھا ہے کہ

وقتیکہ خداوند گار نادر ولی بود مدرسہ عالمگیریہ درحجرہ کہ تمکن بودند

لیکن ہم کو مدرسہ عالمگیریہ کے کچھ حالات معلوم نہیں ہوسکے۔ جس وقت آپ کی عمر شریف ۱۷ برس کی تھی علوم ظاہر میں زبردست کمال حاصل فرمائے۔ ذکاوت وطبع کا یہ عالم تھا کہ جس کتاب کو ملاحظہ فرماتے اس کے مضامین کو سمجھتے ہوئے یاد وحفظ فرمالیتے۔ جب آپ کی عمر شریف [۱۸] سال کی ہوئی تو اپنے والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر ایک اہل قرابت کے ساتھ جو صوفی منش بزرگ تھے حج بیت اللہ وزیارت حضور سرورِ کائنات محسن اعظم ﷺ و بزرگان سلسلہ کے لئے باوجود استعداد سواری کے ذوق طلب عشق نبی میں پیدل روانہ ہوئے اس توکل پر آپ نے سفر کا قصد فرمایا کہ سوائے ایک لباس کے دوسرا لباس نہ تھا۔ جب راستہ میں آپ کا پائیجامہ پاریدہ ہوگیا تھا تو آپ نے رومال کو ایک موضوع وضع پائجامہ بنالیا۔

راستے میں بڑے بڑے کٹھن مراحل کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے طے فرمائے۔ بخیر وعافیت حج وزیارت سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ کی سب سے بڑی

درسگاہ عالیہ سے قراءت عشرہ کی تکمیل فرمائی۔ اثنائے تحصیل علوم میں آپ کے کمالات و فضائل علمیہ کی ایسی قدر ومنزلت عام ہوئی کہ مکہ مکرمہ کے علمائے وقت آپ کے علمی تجر سے بیحد متاثر تھے اور آپ کو واپس وطن جانے نہیں دیتے تھے۔ بڑی مشکلوں سے آپ نے بغداد شریف کا قصد کیا اور بغداد شریف کے خلیفہ وقت نے خواب دیکھا کہ شمال کی طرف سے آفتاب برآمد ہو رہا ہے۔ انہوں نے صبح میں بڑے علماء نجوم سے تعبیر دریافت فرمایا تو انھوں نے یہ تعبیر دی کہ شمال کی طرف سے بغداد شریف میں ایک مرد کامل بزرگ داخل ہو رہے ہیں اس پر خلیفہ وقت نے فوری شمال کی طرف اپنے خاص لوگوں کو روانہ کیا اور حضرت قطب الہند غوث دکنؒ کا شاندار استقبال کر کے لانے کی تاکید کی۔ ان لوگوں نے قطب الہند غوث دکن کا شاندار استقبال کر کے جب خلیفہ وقت کے دربار میں چلنے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا پہلے میں اپنے سرکار غوث پاک کے دربار میں حاضری دے لوں تو پھر تمہارے سرکار کے یہاں چلوں گا۔

پھر آپ نے روساء وامراء بغداد کے ہمراہ حضرت غوث اعظم دستگیرؒ کے دربار میں حاضری دی اور زیارت سے مشرف ہو کر خلیفہ وقت کے دربار میں تشریف لائے۔ تو خلیفہ وقت نے آپ کا والہانہ عقیدت کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی گدی پر بٹھایا۔ آپ نے بعد خیر و عافیت دریافتی احوال واپسی کا قصد فرمایا۔ خلیفہ وقت چند روز قیام کیلئے مصر ہوا تو آپ نے مسجد غوثیہ میں قیام کا ارادہ فرمایا جس پر خلیفہ وقت نے تمام انتظام رہائشی کر دیا۔ چند روز قیام فرمانے کے بعد آپ نے خلیفہ وقت سے کہلا بھیجا کہ درویش واپس ہونا چاہتا ہے خلیفہ نے فوری حاضر خدمت ہو کر زر و دولت کے تحفے خدمت عالیہ میں پیش کئے۔ جس پر حضرت قطب الہند غوث دکن نے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اس پر خلیفہ وقت نے آپ کے

دبدبہ بزرگی و رعب و استقلال سے متاثر ہو کر چند موئے مبارک سرکار دو عالم ﷺ و غوث الاعظم دستگیرؒ اور حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہ کا عبا مبارک وسیدنا غوث الاعظم دستگیر کے کچھ قلمی نسخے تحفے میں بطور نذرانہ پیش کئے۔آپؒ نے بسر وچشم قبول فرمایا اور واپس روانہ ہو گئے۔

خلیفہ وقت وزراء و روساء و امراء وعلماء وغیرہ نے آپ کو بیرون شہر تک چھوڑ کر الوداع کیا۔اونٹ پر آثار مبارک کو رکھ کر برہان پور تشریف لائے۔اہلیان برہان پور عرصہ سے آپ کی آمد کیلئے بیحد منتظر اور تڑپ رہے تھے۔جب آپ کے آمد کی اطلاع ملی تو جوق در جوق شہر کا شہر ٹوٹ پڑا اور خدمت عالیہ میں آ کر بعد تمام حالات و واقعات سے متاثر ہو کر صحبت بابرکت سے متفیض ہونے لگے۔

<u>حضرت قطب الہندؒ کے تصانیف برہان پور</u>: حضرت قطب الہندؒ نے سب سے پہلے قابل فخر جو کام انجام دیا وہ آپ کے قیمتی تصانیف میں برہان پور کے قیام میں آپ کی سب سے پہلی تصنیف تفسیر قرآن حکیم وسہل فارسی ترجمہ ہے جو جامعیت وخصوصیت ہر لحاظ سے قابل قدر وفخر ہے۔

حضرت قطب الہندؒ کی علمی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ آپ کو بڑے بڑے اہل کمال کی صحبتیں میسر آئیں۔علماء سے میل اور علمی مجلسوں میں شریک ہونے کا شوق حضرت قطب الہندؒ کے خمیر میں داخل تھا۔ساتھ ہی ان کی شہرت اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ جہاں جاتے تھے استفادۂ ملاقات ومناظرہ کی غرض سے خود ان کے پاس ہزاروں آدمیوں کا مجمع رہتا تھا۔مختصر یہ کہ جب آپ کا علمی فیض اہلیان برہان پور وغیرہ کو مستفید کر دیا تو آپ کا وسیع علم تقوی و ریاضت

سلوک الی اللہ و اعراض ماسوا اللہ کے کافی تھا مگر عشقیہ خیال فنافی الشیخ نے جو وقت روحانی کے اثر سے پیدا ہوتا ہے آپ کو توجہ الی اللہ کی طلب میں شیخ کامل کے طرف مائل کیا۔

حضرت قطب الہندؒ کا شوق پیر کامل: چوں کہ مقبولیت ازلی نے ریاضت و اتباع شریعت کو آپ پر آسان کر رکھی تھی اور مژدہ آیت وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کے مشتاق تماشائی عالم ملکوت کی ازل سے رکھی تھی اس لئے آپ کو شوق تحصیل سلوک وفنافی اللہ کا پیدا ہوا اور بحکم مَنْ طَلَبَ وَجَدَ کے سرمایہ مطلوب و مقصود بمصداق الغیب یصیب کے ہاتھ آیا۔

سفر خوشا وقتی وخورم روزگارے
کہ یارے برخوردارے وصل یارے

حضرت قطب الہند غوث دکن کی عادت شریف درویشانہ تھی اور جو اوقات کار وغیرہ جس طرح قبل خلافت و اجازت کے تھے بعد خلافت و اجازت کے بھی اسی طرح رہے البتہ زیادتی و ترقی چند امور کی ہوئی جس کا ہونا سلوک و ریاضت و توجہ شیخ کامل سے ضروری ہے۔فیض بغیر سلوک و اجازت جب تک کہ ایک طریقہ یا بعیت نہ ہو ناممکن ہے اسی طرح کشف و کرامات کا بھی صادر ہونا اسی بیعت کا اثر ہے۔

بزرگان دین کا قول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اس کا ثبوت بھی یہی کہ کوئی مرد صالح بغیر توجہ فیضان پیر کے درجہ ولایت کو نہیں پہونچتا الاماشاء اللہ پیدائش سے ہی ولی ہوئے ہوں اگر کسی ناقص عقیدہ والے نے کہا کہ بعیت و سلوک و ریاضت طریقہ شریعت کے منافی ہے تو اس کے جواب میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔

حضرت سرور کائنات رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علوم باطنی کے بحر تھے جس سے تمام صحابہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے صلاحیت طلب پر فیض حاصل کئے لیکن شاہ ولایت حضرت امیر المومنین سید علی کرم اللہ وجہہ کو جو علوم باطنی سے نوازا گیا وہ اکثر صحابہ اس خصوصیت میں نہیں آتے ہیں۔علم ولایت کے بارے میں کئی احادیث قدسی وارد ہیں ان کو سب اہل علم جانتے ہیں اور امت محمدیہ کے اصل مومنین و متبع شریعت بھی وہی حضرات کامل ہیں جن کے قلوب وصدور محبت نبوی میں جل کر آتش عشق الٰہی و رسالت پناہی سے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ان دینوی طبعیت وفکر معیشت والوں کے عقائد وخیالات سوائے اس کے کہ اپنی کوتاہ نظری اور پردہ غفلت کو اکابرین مقبولین نورانی الصفات ایمان یا اسلام میں برابری کا جھوٹا دعویٰ کر کے ان کے خصوصیات وفضائل جو اللہ ورسول کے نزدیک اسلام سے خارج ہونا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ مُحَبَّتِكَ وَ مُحَبَّتَ رَسُوْلِكَ الْمُخْتَارْ ﷺ

حضرت قطب الہند ؒ کا تحصیل علم باطن کیلئے قندھار شریف لیجانا:

حضرت قطب الہند ؒ نے شوق تحصیل علم باطن میں قندھار کا قصد فرمایا اور حضرت شیخ کامل وواصل مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ العزیز کے خدمت میں جیسے ہی حاضر ہوناتھا حضرت مولانا معز ؒ کے زبان سے یہ جملے نکل پڑے ۔

''اے میر صاحب اگر آپ نہ آتے تو ہم کو تمہیں لینے کیلئے آنا پڑھتا''

تمام مجمع میں ایک کیفیت طاری ہوگئی اور فرط مسرت سے تمام مجمع مریدین کا تکبیر کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت مولانا معز ؒ نے حضرت قطب الہند کو گلے لگایا اور اپنے بازو

میں جگہ دی چھ ماہ تک محبت پیر روشن ضمیر سے اکتساب سلوک و ریاضت وغیرہ میں مشغول رہے بعد چھ مہینے کے حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قندھاریؒ نے آپ کی جدت طبع روحانی و ذوق طلب کو دیکھ کر اور اتنے قلیل عرصے میں آپ سے خرق عادات کا ظہور دیکھ کر کہہ اُٹھے کہ اب ہمارے یہاں سے جتنا بھی باطنی فیض تھا حاصل کر چکے اب آپ کیلئے کوئی گنجائش یہاں سے حاصل کرنے کی نہیں رہی اور حضرت قندھاریؒ نے حضرت قطب الہندؒ کو خلافت چاروں سلسلہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، رفاعیہ میں مرحمت فرما کر رخصت فرمایا۔

حضرت قطب الہندؒ حضرت قندھاریؒ کے قیام کے زمانے میں ایک مرتبہ حضرت قندھاریؒ کے خانقاہ میں تمام مریدین وعوام کا اژدھام تھا اسی موقع پر کسی مرید خاص نے حضرت قندھاریؒ کی خدمت میں ایک ٹوکری چند لڈؤں کی پیش کی تو آپ نے حضرت قطب الہند سے تمام مجمع میں تقسیم کر دینے کیلئے فرمایا تو آپ اُٹھے اور اپنا رومال مبارک اس پر رکھ کر ایک طرف سے ایک ایک لڈو نکالتے اور ہر شخص کو دیتے جاتے یہاں تک کہ کوئی شخص محروم نہیں رہا اور جب واپس ٹوکری خدمتِ شیخ میں پیش کی گئی تو آپ نے رومال اٹھا کر جو دیکھا تو اس میں گیارہ لڈو موجود تھے۔

حضرت قطب الہندؒ کے اخلاق وعادات

حضرت قطب الہندؒ کے محاسن اخلاق کی صحیح تصویر دیکھنی ہو تو حضرت مولانا عبد القدوس تاشقندی امام الوقت کے ارشادات جس میں حضرت قطب الہندؒ کے محاسن اخلاق اپنے مریدین خاص کے سامنے فرماتے تھے جو فیوضات قدوسیہ میں دیکھے جاسکتے ہیں فرماتے ہیں (حضرت قطب الہندؒ) نہایت پرہیزگار منہیات سے بچتے اکثر چپ رہا کرتے

تھے۔نہایت سخی وفیاض تھے کسی کے آگے حاجت نہ لیجاتے اہل دنیا سے احتراز تھا۔دنیوی جاہ وعزت کو حقیر سمجھتے تھے۔غیبت سے بچتے تھے۔جب کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی کے ساتھ کرتے بہت بڑے عالم و ادیب و شاعر،کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔اور دن و رات میں سونوافل ادافرماتے روزانہ کا معمول تھا روز نماز فجر میں طویل قرأت فرماتے جس کے سبب جماعت فجر اس قدر کثیر ہوا کرتی عیدین کی نمازوں کا اژدھام جامع مسجد میں دیکھا جاتا بعد نماز فجر اشراق تک مریدین ومعتقدین پر نظر کیا کرتے ان کے مختلف امراض وحاجتوں کی حاجت روائی کرتے۔

چونکہ حضرت قطب الہندؒ صاحب فتوی اور ناصر الدولہ وافضل الدولہ آصفجاہ خامس کے دور میں امور مذہبی کے عہدا عظمی پر معمور کرنے کے لئے پیش کش کیا گیا لیکن آپ نے عہدہ قبول کرنے سے انکار کیا لیکن تمام فتوے آپ ہی سے طلب کئے جاتے اس لئے حضرت قطب الہندؒ دامن شریعت کو کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے حالانکہ طریقت و معرفت وحقیقت کے پیر کامل وقطب الاقطاب تھے۔اکثر نماز فجر میں حالت نماز میں کسی آیتہ کریمہ پر اس کے اثرات سے توجہ فرماتے تو قریب میں کھڑے ہوئے مصلیوں میں سے بعض چیخ کر حالت نماز میں بیہوش ہوجاتے تو بعد نماز فراغت ایسے مریدین کو تاکید فرماتے کہ جب توجہ کی تاب نہیں تو سب سے پیچھے کھڑے رہا کرو۔

آپ اکثر اوقات نماز تہجد میں دس پارے ختم کیا کرتے اور حالت استراحت میں تلاوت کلام پاک زبان پر جاری رہتا استغنائی وقناعت کا یہ عالم کہ بادشاہ ناصر الدولہ آصف جاہ وافضل الدولہ خامس حضرت قطب الہندؒ کے خاص معتقد و گرویدہ تھے جامعہ شجاعیہ اور لنگر خانہ کے لئے جاگیرات معہ اسناد کے خدمت میں پیش کئے تو آپ نے لینے سے انکار فرمایا

اور تاکید فرمادی کہ ہماری زندگی تک ان باتوں کو روانہ رکھنا جس کی وجہ سے آپ کی زندگی تک کوئی جاگیرات یا اسنادات یا مناصب بادشاہ وقت پیش کرنے سے احتراز کئے۔ بعد وصال مبارک کے جاگیرات و اسناد مناصب آپ کے پوتروں پر کئے گئے۔

بعد ظہر تا عصر تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے عصر تا مغرب لنگر خانہ پر نظر کرتے۔ چونکہ آپ نے لنگر خانہ سے جامعہ دینیہ کے طلباء ہی مستفید نہیں ہوتے بلکہ صبح و شام خانقاہ شریف میں (اندرون جامع مسجد چارمینار) تین وقت عام و خاص طعام کا انتظام رہتا جس سے ہزار ہا غرباء و فقراء مستفید ہوتے۔ مغرب تا عشاء دربار عام ہوا کرتا ہر ملاقات کا مشتاق و دیگر مریدین و معتقدین علماء و وزراء ہر عام و خاص شخص ان اوقات میں ملاقات کیلئے حاضر خدمت ہو کر فیضان سے مستفیض ہوتے۔ بعد نماز عشاء اپنے مکان میں تشریف لیجاتے اور بعد نصف شب کے نماز تہجد کو بیدار ہوتے۔

علم قراءت: آپؒ علم قراءت کے بھی زبردست عالم تھے قراءت میں سے جس قرآت کو شروع فرماتے آخر تک قرآن مجید کو اسی قراءت میں ختم فرماتے۔ سرزمین دکن کو یہ فخر حاصل ہے کہ دکن میں پہلا حفظ قرآن و قراءت کے مدرسہ کی بنیاد آپ کی بابرکت ذات نے رکھی جس کی وجہ سے آج تک بھی اسی سرزمین کو یہ فخر رہا ہے کہ یہاں بے شمار جید حفاظ کرام پیدا ہوئے۔ اور آج تک بھی اسی مقام سے دیگر مقامات پر لوگ حافظ قرآن کو لیجایا کرتے ہیں۔ حضرت قطب الہندؒ کے پرخلوص خدمات نے ہی دکن کی سرزمین کو یہ اعزاز بخشا آپ کے فیض یافتہ شاگردوں اور مریدین کی کئی لاکھ تعداد شمار کی جاتی ہے اور آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ [۵۵] ہزار (پچپن ہزار) تک پہونچ جاتا ہے۔

حضرت قطب الہندؒ کو دکن جانے کی بشارت:

جب سن شریف چالیس سال سے تجاوز کر گیا اور عطائے الٰہی و رسالت مابؐ سے ولایت نصیب ہو چکی ایک شب جامع مسجد برہان پور جس کی تولیت کی خدمت قطب الہند کو وراثتاً تھی میں سو رہے تھے کہ آدھی شب کو بشارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی اور حکم ملا کہ سرزمین دکن کو ثمرات شریعت و معرفت سے بہرور کرو۔

جیسے ہی صبح ہوئی آپ نے تمام احباب و مریدین کو جمع فرمایا اور دکن روانہ ہونے کی تیاری فرمانے لگے۔ اہلیان برہانپور کیلئے یہ جدائی برداشت نہ ہوسکی اور تقریباً آدھی سے زائد آبادی آپ کے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہوگئی لیکن حضرت قطب الہندؒ نے ان سب کو روک دیا اور ان میں اپنے ساتھ صرف دو مریدین کو لیکر ان سب کو تلقین فرما کر پھر دوبارہ آنے کا وعدہ فرما کر حیدرآباد دکن میں سب سے پہلے جامع مسجد چارمینار میں قیام فرمایا۔

اس وقت جامع مسجد چارمینار کی یہ حالت تھی کہ صحن مسجد میں مغل صاحب صوبیدار صاحب جن کا مکان جامع مسجد کے دروازہ کے روبرو تھا ہاتھی باندھے جاتے تھے۔ اور اندرون مسجد اماری ہودہ میانہ پالکی رکھی جاتی تھی اور حوض میں کڑوں (ہاتھیوں کا خوراک رکھا رہتا تھا)۔ آپ ایک کونہ مسجد کو صاف فرما کر وہیں نماز ادا فرماتے اور چند دن اس طرح گذرے آپ کی بزرگی و اخلاق حمیدہ و فیضان تبحر علمی تو ایسا نہیں تھا کہ آپ کو اسی گوشہ نشینی میں رہنے دیتا۔ چند روز میں اس قدر شہرت ہوگئی کہ ایک کے بعد دیگرے ہزارہا لوگوں کا اژدھام ہونے لگا۔ خدمت عالیہ میں امراء وقت نواب منیر الملک، نواب شمس الامراء، بہادر نواب، عزت یار خان بہادر صدر والصدور، راجہ چندو لعل، بادشاہ وقت ناصر الدولہ آصف جاہ

رابع و افضل الدولہ آصف جاہ خامس وغیرہ نے شرف مریدی سے مشرف ہوئے۔اور غیر معمولی آپ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔لیکن حضرت قطب الہندؒ امراء وزراء کی صحبت سے اجتناب فرماتے۔چند دنوں میں جامع مسجد چارمینار جو فیل خانہ تھی علوم ظاہری کا چشمہ اور مرکز عرفان بن گئی۔نواب منیر الملک بہادر صدر المہام نے حضرت قطب الہندؒ کے ارشاد پر جامع شجاعیہ کی تعمیر کا حکم دیا۔اور جامع مسجد کے قریب میں ایک زبردست عمارت جامع شجاعیہ کیلئے تیار کردی۔جس میں وقت واحد میں دو ہزار طالب علم قیام وطعام کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکتے تھے۔

جامعہ ہذا میں تمام شعبہ جات اسلامیہ کی تعلیم کا انتظام تھا۔حضرت قطب الہندؒ ابتداء میں کچھ ایسی نظر کامل فرماتے کہ علم کا مشتاق بغیر تکمیل علوم ظاہری و باطنی کے نہیں نکلتا۔

طالب علموں کیلئے پختہ حجرہ جات تیار کئے گئے اور دیگر مریدین ومسافرین جو کہ دور دراز مما لک سے حضرتؒ کی خدمت عالیہ میں بغرض حاجت روی وطلب روحانی آتے اور مقیم رہتے اور حضرت قطب الہندؒ کیلئے ایک خاص حجرہ معہ ایک عظیم خانقاہ تعمیر کروائی گئی جو اب بھی موجود ہے۔آپ کے فرزند صالح حضرت قدوۃ السالکین مولانا حافظ حاجی عبداللہ شہیدؒ قدس سرہ العزیز کیلئے نواب فخر الدین خان شمس الامراء بہادر نے ایک بڑی زمین جو متصل خانقاہ طویلہ (علاقہ سلطان الدین خان بہادر نے پانچ سو روپیئے میں سید محمد نظیر الدین صاحب داروغہ سے خرید لیکر اسی زمین پر مکان تیار کروادیا۔اسی مکان میں حضرت قطب الہندؒ کے متعلقین وفرزند صالح اقامت پذیر ہوئے)۔

نواب عزت یار خان بہادر صدر الصدور نے مسجد وعلاقہ جات تحت مسجد کی تولیت کی سند دیوانی نواب منیر الملک بہادر ایک سے سند پیشکاری راجہ چندو لعل اور ایک سند صدارت

العالیہ کی حضرت قدوۃ السالکین مولانا عبد اللہ شہیدؒ فرزند حضرت قطب الہندؒ کے نام سے کر کے حضرت قطب الہندؒ کی خدمت میں گزران دیئے۔

ان تمام واقعات کی سند حسب ذیل تواریخ سے ماخذ ہے۔

(۱) تاریخ برہان پور (۲) تاریخ مناقب شجاعیہ

(۳) تاریخ محبوب ذو المنن (۴) تاریخ خورشید جاہی

(۵) تاریخ گلزار آصفیہ (۶) تاریخ تذکرہ اولیاء دکن

حسب بالا تواریخ شاہد ہے کہ حضرت قطب الہندؒ دکن میں پہلے بزرگ دین و دنیا ہیں جنھوں نے اپنے دور ولایت میں رہ کر تعلیمات محمدی ﷺ اور اسلام کو فروغ دینے میں ایک زبردست نمایاں حصہ ادا کیا۔علمی و ادبی خدمات میں تو بے مثال کارنامہ سرانجام دیا۔ آپ کے جامعہ شجاعیہ سے سینکڑوں کی تعداد میں محدثین، مفسرین، محققین، مورخین، شیوخ، حفاظ، قراء فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور ان میں سے اکثر اپنی زندہ کرامت باقی رکھ کر دنیائے فانی سے روپوش ہوئے۔ دکن میں آج تک جن علماء کا علمی فیض جاری و ساری ہے وہ سب اسی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں جو ان شاء اللہ تا قیامِ قیامت جاری و ساری رہے گا۔آپؒ کی یہ خاص امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ سے انسانوں نے ہی فیضان و برکات حاصل نہیں کئے بلکہ مستقل طور پر ایک جماعت اجنہ بھی حضرت قطب الہندؒ سے درس و استفادہ کیا کرتی تھی۔ اور آپ بعد عشاء بغیر کسی سے ملے اس وقت میں اجنہ کو درس دینے میں مشغول رہتے۔اور یہ عمل بلاناغہ رہا کرتا اور ہر سال میں ایک دفعہ ان کی دعوت خاص کیا کرتے۔اور اس دن کسی آدمی سے ملاقات نہیں فرماتے۔

باب دوم

حضرت قطب الہندؒ کے

- تصنیفات
- غزلیات و
- قصائد وغیرہ

حضرت قطب الہندؒ کے

تصنیفات غزلیات و قصائد وغیرہ

چونکہ حضرت قطب الہندؒ فارسی، عربی و اُردو کے زبردست ادیب و شاعر تھے۔ عربی میں دائم تخلص فرماتے اور اُردو فارسی اور ہندی میں فقیر۔ فارسی اور عربی زبان میں ایک ضخیم قلمی دیوان جو برہانپور کے کتب خانہ میں آپ کے ہاتھ کا لکھا موجود ہے جس میں رموز و اسرار معرفت پر بحث کی ہے۔ ہندوستانی عربی ادب میں آپ کا بلند مرتبہ ومقام ہے۔ فصاحت و بلاغت میں آپ کا کلام نادر و نایاب شمار کیا جاتا ہے جس کو ممالک عربیہ میں بھی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ آپکی مایہ ناز تصانیف میں سے چند کو نقل کیا جاتا ہے۔

** جوہر النظام عربی **

فقہ حنفی کے مسائل کو اس عربی رسالہ میں نہایت ہی بلیغ اور جامع اشعار میں منظومات کی صورت میں تمام مسائل کو یکجا کر دیئے ہیں جن کے اشعار کی تعداد لگ بھگ (۲۲۴۰) ہے۔

فقہ میں رسالہ ''کشف الخلاصہ'' ہندی زبان میں جس طرح کے مفید ومقبول ہوا ویسا ہی یہ رسالہ عربی میں بھی بلیغ ہے۔

چند اشعار نمونے کے طور پیش کئے جاتے ہیں۔

قال الفقیر اضعف العبید الحمد للمھیمن المجید

فقیر بندۂ لاغر نے عرض کیا تمام تعریف مھیمن و برتر خدا کیلئے ہے

صلواته و سلامه کما امر علی رسول اللّٰہ افضل البشر

اسکا درود و سلام اسکے حکم کے مطابق افضل البشر رسول خدا ﷺ پر ہو

واله و الصحب اجمعین واهل بیته المبارکین

اور آپؐ کی آل پاک و تمام اصحاب و بابرکت اہل بیت پر ہو

لاسیّما الاربعة الکبار مستخلفی نبیّنا المختار

خصوصاً بڑے چار صحابہ پر جو ہمارے با اختیار نبی کے خلیفہ ہیں

صدیقهم فاروقهم عثمان علیّهم علَیْهِم الرّضوان

جن میں صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی و علی رضی اللہ عنھم ہیں

ثم الأیمة الهداة الاربعة مهبط رحمة الا له الواسعة

پھر رہنمائی فرمانے والے چار اماموں پر درود و سلام ہو جو کشادہ رحمت الٰہی کے برسنے کا مقام ہیں

من یبتغی دقأیقالشریعة اما منا النعمان بوحنیفة

جو شریعت کی باریکیوں کو تلاش کرتے رہے وہ ہمارے امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ ہیں

فی العلم والهدی هو السّراج وکلهّم لفقه محتاج

علم و ہدایت کے وہ چراغ ہیں سب علم فقہ میں ان کے محتاج ہیں

علیه رحمة الاّ له علٰی مقلدّ یه من خَلا ومن تلا

ان پر اور ان کے پیروں میں جو منفرد اور تابع ہیں ان پر (درود و سلام ہو)

٭٭ کشف الخلاصہ (اردو) ٭٭

کسی کتاب کی مقبولیت دو طریقوں سے ہوتی ہے کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ سادگی اور صفائی اور عام دل آویزی کی وجہ سے پہلے وہ کتاب عوام میں پھیلتی ہے پھر رفتہ رفتہ خواص

بھی اس کی طرف توجہ کرتے ہیں اور مقبول عام ہو جاتی ہے یہی حال کشف الخلاصہ کا ہے جو ٹھیٹ ہندی نما اردو میں لکھا گیا ہے جو (۳۸۳) اشعار پر مشتمل ہے تمام مسائل فقہ حنفی کو کوزہ میں سمندر کی طرح بھر دیا گیا ہے۔ انتہائی مقبول خاص وعام ہوا یہاں تک کہ ہندوستان کے باہر افغانستان وغیرہ میں بھی اس کو کافی مقبولیت ہوئی اس میں ایسے دقیق نازک، مسائل کو نہایت جامع اور سلیس طریقہ سے مکمل نظم کی شکل میں بیان کئے ہیں۔ آخر مصرع شعر سے اس کی تاریخ ختم تالیف بھی نکلتی ہے۔ مصرع

<u>ہندی یہ کشف الخلاصہ سے نکال</u>

۱۱۵۷

اگر یہ رسالہ کسی کو حفظ ہو تو وہ عالم فقہ ہو جائے گا۔

* * <u>رسالہ علم قراءت ہندی نما اُردو</u> * *

یہ تو معلوم ہو چکا کہ آپ علم تجوید کے بھی زبردست عالم تھے۔ ایک رسالہ تجوید میں بھی آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ جس میں مکمل علم قرآءت کو نظمی صورت میں نہایت ہی عمدہ اور سلیس طریقہ سے بیان فرمایا ہے جس کے چند اشعار بطور عنوان بیان کئے جاتے ہیں۔

حمد حق سے جو ہو شروع کلام ‏ ‏ ‏ ‏ اس کا بہتر ہے سب طرح انجام

نیست کو قول کن سے ہست کیا ‏ ‏ ‏ ‏ پھر دو عالم کا بندوبست کیا

وہی اول ہے وہی آخر ہے ‏ ‏ ‏ ‏ وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے

** رسالہ رویت (فارسی) **

اس رسالہ میں آیات واحادیث سے آپ نے کشف والہامات محققانہ ومدلل طور پر رویت الٰہی کو جو روز محشر ہوگی ثابت فرمایا ہے اور وہ رسالہ یہ ہے۔

رسالۂ رویت (فارسی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد بے حدوثنائے بے عدمر خدائے راکہ مومنان را بوعدہ رویت خود بشارت داد و فرمود۔ ''وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ'' وصلوٰۃ زاکیات بروح مقدس سید کائنات و خلاصۂ موجودات کہ در تفسیر این آیت کریمہ فرمود سَتَرَوۡنَ رَبَّکُمۡ کَمَا تَرَوۡنَ الۡقَمَرَ لَیۡسَ دُوۡنَہٗ سَحَابٌ و برآں واصحاب کہ نجوم ہدایت اند نازل باد۔ امابعد۔

پوشیدہ نماند کہ رویت حق سبحانہ جل شانہ در دنیا بچشم سر و بیداری ممتنع وغیر جائز است۔ وقائل جواز گمراہ ومخالف سنت است اما بچشم دل در دنیا و درخواب ممکن الوقوع و در آخرت بچشم سر ہمہ مومنان را میسّر۔ و این رویت اگر چہ کیفیتش صراحۃً وتفصیلاً از نقل ثابت نیست۔ لکن آنچہ کنایۃً باجمال مستفاد می شود وعقل سلیم آنرا قبول می کند۔ حاصل آن بطریق سہل نوشتہ می شود۔ معتقد اہل ایمان این است کہ ذات حق سبحانہ جل شانہ از حدّ و جہت وکیفیت وکمیت و جسم وجوہر منزہ است۔ پس ہر چہ این چنین باشد درک آن از حواس ظاہر و باطن محال بود۔ لہٰذا پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند۔ تَفَکَّرُوۡا فِیۡ اٰلَآءِ اللّٰہِ وَ لَا تَفَکَّرُوۡا فِیۡ ذَاتِ اللّٰہِ۔ چون فکر نمودن ممنوع شد۔ بصر ظاہر چہ قوت دارد کہ ذات او سبحانہ را بیند لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ

وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ درنمی یابد اورا بینائے چشم واو در یابد بینائے چشم را۔ پس وعدۂ رویت چیست ومبشر بدین بشارت کیست۔ معلوم باد کہ ذاتِ الٰہی تعالیٰ شانہ چنانکہ ہست بکنہ خود از اول خلق تا آخر اورا ہیچ کس نہ دیدہ و دریافتہ است۔ ونخواہد دریافت نہ در دنیا نہ در آخرت۔ چنان کہ موسیٰ علیہ السلام خواست۔ کہ رَبِّ اَرِنِیْ جواب آمد لَنْ تَرَانِیْ۔ وآنحضرت فرمود کہ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کُشِفَ ذٰلِکَ النُّوْرُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ۔ او سبحانہ نور است۔ اگر کشادہ شود آن نور ہر آئینہ بسوزاند درخشندگیہائے ذات او چیزے را کہ برسد بدان چیز۔ بصر او سبحانہ ومعلوم است کہ بصر او سبحانہ بہمہ چیز می رسد۔ یعنی ہیچ مخلوق موجود نماند ہمہ معدوم شوند۔ و نیز فرمود کہ در آخرت نباشد میان ذات الٰہی ومومنان مگر چادر کبریا۔ اما آن ذات را تجلیات است بے حد وشمار کہ برائے بندگانِ خاص او برحمت و لطف و برائے بعضے مغضوبان بغضب وقہر آن تجلیات ظاہر می شود در دنیا بر دل یا در خواب۔ و در آخرت ظاہر می شود ببصر و بیداری۔ وآن تجلی را دیدہ گفتن کہ من خدائے را بدل دیدم یا در خواب دیدم جائز است۔ چنان کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی نورانی بطرف کوہ طور دید۔ حال آن کہ در جہت بود ومحدود بود۔ چون نزدیک شد، ندا در رسید اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ بدرستی کہ من خدایم۔ وہم چنین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خواب در صوتے دیدہ فرمود کہ رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ در حدیث معراج فرمود رَاَیْتُ رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَۃِ اَمْرَدَ۔ پس ثابت شد کہ تجلی دیدن وآن را خدا گفتن جائز است زیرا کہ آن تجلی از خدا است۔ چنان کہ دریا را آب گفتن وقطرہ را آب گفتن جائز است۔ اما از آن تجلیات بے شمار در ذات ہیچ تغیر وتبدل نیست۔ چنانکہ شعاع آفتاب۔ اگر لکہا باشد قرص آفتاب برحال خود است و در رویت قیامت کہ تشبیہ بقمر است تمثیل

آشکارا دیدن است نہ تمثیل قرص قمر۔

سوال۔ چون تجلیات الٰہی بے شمار اند۔ و بینندہ از کیفیات آن قبل از دیدن آگاہ وشناسا نیست۔ پس اگر کسے در دنیا بدل یا در خواب یا در آخرت بسر و بیداری تجلی از آن تجلیات بیند۔ چگونہ شناسد کہ این تجلی الٰہی است؟

جواب۔ آن است کہ خالق قلوب ہمہ و موجد عقول ہمہ او سبحانہ است۔ بر دوستان تجلی خود نماید و در عقل آنہا نیز خود انداز د کہ این خدائے ماست۔ چنان کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی آتش دانستہ بودند ندا شنید کہ ''اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ'' ہم چنان در دل مومنان الہام کند۔ و در عقل وے انداز د کہ این تجلی من است۔ این چند سطور بسرعت ارقام پریرفت۔ شرح این طولے دارد کہ بر وقت موقوف است۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا فِیْكَ بَصِیْرَۃً وَّاغْفِرْلَنَا بِرَحْمَتِكَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تمت تمام شد

ترجمہ: رسالۂ رویت (اردو)

حمد وثنا بے حد اس خدا کو کہ جس نے مومنوں کو اپنی رویت کی بشارت دی اور فرمایا

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃ

اور صلوٰۃ وسلام روح مقدس سید کائنات وخلاصہ موجودات پر کہ اس آیت کی تفسیر میں فرمایا سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْسَ دُوْنَہٗ سَحَابٌ

اوران کے آل واصحاب پر جو نجوم ہدایت ہیں۔امابعد۔

واضح ہوکہ خدائے تعالیٰ کا دیدار دنیامیں سر کی آنکھوں سے اور بیداری میں ممنوع اور ناجائز ہے۔اوراس کے جواز کا قائل گمراہ اور سنت کا مخالف ہے مگر دل کی آنکھوں سے دنیا میں اورخواب میں اس کا وقوع ممکن ہے اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے تمام مومنوں کو میسر ہوگا۔اوراس دیدار کی کیفیت صراحۃً اور تفصیلاً نقل سے ثابت نہیں ہے۔لیکن کنایۃً اجمالی طور پر یہ ثابت ہے۔

اور عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے۔اس کا حاصل،آسان طریقہ سے بیان کیا جاتا ہے۔اہلِ ایمان کا اعتقاد یہ ہے کہ ذاتِ حق سبحانہ جل شانہ حدّ اور جہت اور کیفیت اور کمیت اور جسم اور جوہر سے پاک ہے۔پس یہ جس طرح بھی ہو اس کا ادراک حواس ظاہر و باطن سے محال ہے۔لہٰذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ۔جب فکر کرنا ممنوع ٹھہرا۔تو ظاہری بصارت میں کیا قوت کہ اس کی ذات سبحانہ کو دیکھے۔لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارُ۔آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کرسکتی اور وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔پس پھر دیدار کا وعدہ کیا ہے۔ اور بغیر بشارت کے مبشر کیسا۔معلوم ہوا کہ ذاتِ الٰہی تعالیٰ کی ایسی شان ہے جس کی حقیقت کو مخلوق میں اول سے لے کر آخر تک کسی نے نہیں دیکھا اور نہ اس کا پتہ پایا۔ اور نہ پاسکتا ہے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ رَبِّ اَرِنِیْ۔ جواب آیا لَنْ تَرَانِیْ

اور آنحضرت نے فرمایا کہ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کُشِفَ ذٰلِکَ النُّوْرُ لَاَحْرَقَتْ

سُبُحَاتُ وَ جُھِہٖ مَا انُتَھٰی اِلَیۡہِ بَصرُہٗ۔

وہ سبحانہ تعالیٰ نور ہے اگر اس نور کو ظاہر کر دیا جائے تو اس کی ذات کے انوار کی درخشندگی ہر اس چیز کو جس تک پہنچے گی جلا دے گی۔اس کی بصارت سبحانہ معلوم ہے کہ اس کی بصارت ہر چیز کو پہنچتی ہے۔یعنی (اس کے انوار سے) کوئی مخلوق موجود نہیں رہے گی سب معدوم ہو جائیں گے۔اور فرمایا کہ آخرت میں ذاتِ الٰہی اور مومنوں کے درمیان (حجاب) نہیں ہوگا مگر کبریائی کے چادر کی۔مگر اس ذات کی تجلیات بے حد اور بے شمار ہیں کہ اس کے خاص بندوں پر رحمت اور لطف اور بعض مغضوبوں کیلئے قہر اور غضب کی تجلیات ظاہر ہوتی ہیں۔دنیا میں دل پر یا خواب میں۔اور آخرت میں ظاہر ہوں گے بصارت میں اور بیداری میں۔اور اس تجلی کو دیکھنے والا کہے کہ میں نے خدا کو دل سے دیکھا ہے یا خواب میں دیکھا ہے جائز ہے۔چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے نورانی تجلی کو کوہ طور پر دیکھا حالانکہ جہت میں تھی اور محدود تھی۔جب نزدیک ہوئے ندا آئی اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ میں خدا ہوں تمہارا اور اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک صورت کو دیکھا فرمایا رَاَیۡتُ رَبِّیۡ فِیۡ اَحۡسَنِ صُوۡرَۃٍ۔حدیث معراج میں فرمایا رَاَیۡتُ رَبِّیۡ عَلٰی صُوۡرَۃِ اَمۡرَدَ۔پس ثابت ہوا کہ تجلی دیکھنا اور اس کو خدا کہنا جائز ہے اس لئے کہ وہ تجلی خدا کی طرف سے ہے۔چنانچہ دریا کو پانی کہنا اور قطرہ کو پانی کہنا جائز ہے۔اس کی تجلّیات بے شمار ہیں مگر ذات میں کسی قسم کا تغیّر و تبدّل نہیں ہے۔چنانچہ سورج کی شعائیں، اگر لاکھوں ہوں سورج کا کرّہ اپنے حال پر رہے گا۔اور قیامت میں دیدار جس کی تشبیہہ چاند سے کی جاتی ہے اس کی مثال ظاہر ہونے اور دیکھنے سے ہے نہ کہ چاند کے کرّہ سے۔

سوال ۔جب کہ تجلیات الٰہی بے شمار ہیں اور دیکھنے والا اس کی کیفیات سے، دیکھنے سے پہلے آگاہ وشناسا نہیں ہے ۔پس اگر کوئی شخص دنیا میں دل یا خواب میں یا آخرت میں سر کی آنکھوں سے اور بیداری میں ان تجلیات کو دیکھے ۔کس طرح جانے کہ یہ تجلیات الٰہی ہے ۔جواب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام قلوب کا خالق اور تمام عقلوں کا موجد ہے ۔دوستوں پر اپنی تجلی ظاہر کرتا ہے اوان کی عقل میں یہ احساس ڈال دیتا ہے کہ یہ ہمارا خدا ہے ۔چنانچہ موسیٰ علیہ السلام آگ کی تجلی کو جس سے کہ واقف تھے، آواز سنی کہ ’’اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ‘‘ اسی طرح مومنوں کے دل میں الہام کرتا ہے ۔اوران کی عقلوں میں یہ احساس ڈالتا ہے کہ یہ میری تجلی ہے ۔یہ چند سطریں جلدی میں لکھی گئی ہیں اس کی شرح طویل ہے جو وقت پر موقوف ہے ۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا فِیْكَ بَصِیْرَۃً وَّ اغْفِرْلَنَا بِرَحْمَتِكَ
وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔
تمت تمام شد

** رسالہ فوائد جماعت (فارسی) **

یہ رسالہ بھی جماعت کے فضائل میں بدلائل نقلیہ عقلیہ نہایت اہم اور بے حد مفید ہے ۔اس کے مضامین پر بیحد دلچسپی ہوتی ہے اور بہت ہی حکیمانہ ومحققانہ انداز میں جماعت کی اہمیت کو عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے وہ رسالہ یہ ہے ۔

** رسالۂ فوائد جماعت (فارسی) **

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فوائد جماعت بعضے متعلق بآخرت و بعضے متعلق بدنیا۔ ہر یک بر دو قسم است۔ خارج نماز: اما فوائد آخرت خارج نماز آن کہ فائدہ بر ہر قدم کہ بر می دارد بسوئے برائے داخل شدن جماعت یک یک نیکی در نامہ اعمال ثبت می شود۔ و یک یک بدی محو می گردد۔

فائدہ وثواب نماز جماعت بست و پنج حصہ زین تنہا خواندن زیادہ می شود۔ حدیث: صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تُفَضِّلُ عَلٰی صَلٰوۃِ الْفَرْدِ سَبْعٍ وَّ عِشْرُوْنَ دَرَجَۃٌ۔ چون چہل روز متواتر تکبیر تحریمہ با امام فوت نہ شود آتش دوزخ برو حرام می گردد۔ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثُ۔

فائدہ : و چو عالمیان را بیند کہ قریب امام استادہ اند امام را از خطا باز می دارند۔ در نقض وضو خلیفہ امام می شوند شوق خواندن علم می افزاید۔

فائدہ : و ہر نماز بر وقت مستحب خواندہ می شود۔

اما فوائد آخرت داخل نماز آن کہ فائدہ و اگر اُمّیٰ است سہو در نماز نمی افتد۔ و اگر خطائے واقع شود سہو نمی آید۔

فائدہ : و اگر می است از شنیدن امام قرأت می آموزد۔

فائدہ : و ارکان نماز با امام کامل ادا می گردد۔

فائدہ : ملائکہ کہ صف بستہ عبادت می کنند مشابہت بآنہا پیدا می شود۔ کہ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنُ۔ در قرآن مجید واقع است

اما فوائد: متعلقہ بدنیا نیز خارج نماز و داخل نماز اند۔

فائدہ : چون کہ پیادہ برائے نماز ہر بار بسوئے مسجد رود۔تکبر زائل گردد۔

فائدہ : چون غنی وفقیر ومملوک وآزاد واجلاف واشراف درنماز برابر استادہ بیند یقین می داند در درگاہ الٰہی ہمہ در بندگی برابراند بزرگی دنیوی اعتبار ندارد۔

فائدہ : وملاقات وسلام بر دوستان ہر وقت دست می دہد وحاصل می گردد۔

فائدہ : درنظر اہل زمانہ معزز ومکرم می گردد۔

فائدہ : بچشم خلق عزیز آن زمان شود۔حافظ کہ بر در تو نہد روئے مسکنت برخاک۔

فائدہ : ولطافت بدن ولباس و پرہیز عادت اکتیار می کند۔ اَحیَاءُ مِنۡ اِخۡوَانِہٖ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ چنانکہ حدیث: بُنِیَ الۡاِسۡلَامُ عَلٰی نَظَافَۃٍ۔اما فوائد دنیاوی داخل نماز آنکہ۔

فائدہ : اگر کسے از کسے کدورتے در دل باشد از برابر استادن و در سلام ونشست کردن در چندان روز دفع می شود۔

فائدہ : وقیاس کند چنان کہ در ارکانِ نماز بموافقت اخوان مامور شدہ است در امور دنیوی نیز موافق ہمہ باید بود۔ چنان کہ حدیث: لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیۡہِ مَا یُحِبُّ لِنَفۡسِہٖ وَیَکۡرَہُ لِاَخِیۡہِ مَایَکۡرَہُ لِنَفۡسِہٖ۔

فائدہ : چون کفار اجتماع مسلمانان وموافقت در ہر رکن می بینند ہیبت در دلہائے ایشان می افتد۔کہ در ہر کار یک دل و یک رائے خواہند بود۔این رسالہ بجہت فرمائش۔

** ترجمہ رسالۂ فوائد جماعت (اردو) **

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت کے بعض فائدے آخرت سے متعلق اور بعض دنیا سے متعلق ہیں۔اور ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔خارج نماز: آخرت کے فائدے خارج نماز وہ ہیں کہ ہر قدم پر جو جماعت سے باہر، جماعت میں شامل ہونے کیلئے اٹھتا ہے،ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔اور ایک ایک

بدی مٹائی جاتی ہے۔ نماز باجماعت کا فائدہ وثواب تنہا بڑھنے سے پچیس حصہ زیادہ ہے۔ ایک روایت میں ستائیس کا ذکر آیا ہے۔ حدیث: **صَلَوَاتُ الْجَمَاعَةِ تُفَضِّلُ عَلٰی صَلَوَاتِ الْفَرْدِ سَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ دَرَجَةً۔**

اگر متواتر چالیس روز تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ فوت نہ ہو تو دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْث

فائدہ : اور جب دیکھیں کہ عالم، امام کے قریب کھڑے ہیں، امام کو خطا سے روک دیں گے اور نقض وضو کے وقت امام کا خلیفہ ہوگا اور علم حاصل کرنے کا شوق بڑھے گا۔

فائدہ : اور ہر نماز مستحب وقت پر پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ : آخرت داخل نماز وہ ہیں کہ اگر بے پڑھا لکھا ہے تو نماز میں غلطی کا امکان نہیں رہے گا۔ اور اگر غلطی ہو جائے تو سہو نہیں ہوگا۔

فائدہ : اور اگر بے پڑھا لکھا ہے تو امام سے سن کر قرأت سیکھے گا۔

فائدہ : اور ارکان نماز امام کے ساتھ مکمل ادا ہوں گے۔

فائدہ : ملائکہ جو کہ صف بستہ عبادت کرتے ہیں ان سے مشابہت پیدا ہوگی کہ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کے فائدے بھی خارج نماز اور داخل نماز ہیں۔

فائدہ : جب پا پیادہ ہر بار مسجد کو جائے گا۔ تکبر زائل ہوگا۔

فائدہ : جب غنی اور فقیر، آزاد اور غلام، عزت دار و کم رتبہ کو نماز میں برابر کھڑے دیکھے گا تو یقین آجائے گا کہ بارگاہ الٰہی میں تمام بندگی میں برابر ہیں اور دنیاوی بزرگی کا اعتبار نہ ہوگا۔

فائدہ : دوستوں سے ملاقات اور سلام کا موقع ہر وقت حاصل ہوگا۔

فائدہ : اہل زمانہ کی نظر میں معزز اور مکرم ہوگا۔

فائدہ : مخلوق کی نظر میں اس زمانے میں پیارا ہوگا۔ حافظ جو کہ اس کے در پر حاضری دیتے ہیں محتاجی کا اظہار کریں گے۔ فائدہ۔ اور بدن اور لباس کی پاکیزگی اور پرہیز کی عادت بن جائے گی۔ اَحیَایٔ مِنْ اِخْوَانِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

چنانچہ حدیث بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی نَظَافَۃٍ۔ (اسلام کی بنیاد پاکی پر ہے) دنیا کے فوائد داخل نماز یہ ہیں:

فائدہ : اگر کسی کے دل میں کسی کے لئے کدورت ہے تو ایک ساتھ کھڑے ہونے، بیٹھنے اور سلام کرنے سے چند روز میں ختم ہو جاتی ہے۔

فائدہ : اس بات کا بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جب ارکان نماز میں اس اپنے بھائیوں کی موافقت کرتا ہے تو دنیوی امور میں بھی سب کی موافقت کی جانی چاہیئے۔

چنانچہ حدیث لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ وَیَکْرَہُ لِاَخِیْہِ مَا یَکْرَہُ لِنَفْسِہٖ۔ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوگا یہاں تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہ بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اپنے بھائی کیلئے وہ بات ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

فائدہ : جب کفار مسلمانوں کا اجتماع اور ہر رکن میں ان کی موافقت کو دیکھیں گے تو ان کے دل میں ہیبت پیدا ہو جائے گی کہ ہر کام میں ایک دل اور ایک رائے ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ فرمائش کے سبب لکھا گیا۔

* * رسالہ جبر و قدر (جبر و اختیار) (فارسی) * *

مسئلہ جبر و قدر (جبر و اختیار) ایسا نازک مسئلہ ہے کہ سوائے رضا و تسلیم کے نہ تو گفتگو کی اجازت ہے اور نہ اعتراض کا موقع۔ نہایت عمیق مطالب کو باتوں باتوں میں ذہن

نشین کرادیئے ہیں۔ آپ کی داخلی بصیرت سے معنی خیز طلسم پیدا کردیئے ہیں۔ آپ کی بلند تخلیقی حقائق کے معنی ومفہوم تک پہونچ گئی ہے اور بلند شخصیت اور نزول رموز وحقائق کے زور سے اس نازک مسئلہ کو اس خوبی وعمدگی سے پیش کئے ہیں کہ سوائے کرشمے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا جس سے قارئین خاص وعام کو تشفی ہوجاتی ہے۔ وہ رسالہ یہ ہے۔

** رسالۂ جبر واختیار (فارسی) **

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ۔ اَلَّذِىْ خَلَقَ فِىْ عِبَادِهِ الْاِرَادَةَ وَالْاِخْتِيَارَ۔
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ۔ وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَطْهَارِ۔
وَصَحْبِهِ الْاَخْيَارِ۔ عَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَضَاءَ عَلَيْهِ النَّهَارُ۔

اما بعد

می گوید فقیر ابو عبدللہ شجاع الدین الحسین کان اللہ تعالیٰ لہ فی الدارین۔ کہ مسئلہ جبر و اختیار از اعاظم مسائل اہل سنت و جماعت است۔ بعضے در تحقیق آن ساکت اند و بعضے متردد۔ و بعضے بقصور علم خود مقر۔ و بعضے بحبل آیہ کریمہ (لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ) معتصم۔ پس آنچہ حق سبحانہ عقلاً ونقلاً این فقیر آگاہانیدہ خلاصہ آن می نویسد۔ امید از جنابش آنکہ ہر کہ درین مسئلہ شک داشتہ باشد۔ اگر بر تامل مطالعہ کند۔ بسوئے تفتیش نہ کشد و اشکالے کہ در ذہن او متمکن باشد بفضل الٰہی برطرف گردد۔

باید دانست کہ اسماء الٰہی جل شانہ ہر چہ بصیغۂ فاعل از فعل متعدی مقرر و توقیفی است۔ آن ہمہ نسبت بمخلوق صیغۂ اسم مفعول می شود۔ چنان کہ اسم او سبحانہ خالق است۔ اسم بندہ مخلوق۔ او رازق این مرزوق۔ او رحیم این مرحوم۔ او مصور بکسر واو این

مُصَوَّرْ بفتح واوَ۔ واو غفار این مغفور۔ وعلی ہذا القیاس۔ این چنین اسم او جبار بندہ مجبور۔ و معنی جبر زبردستی کہ ہرچہ او کردہ وہمکند۔ کسے نتواندکہ اورا باز دارد۔ یا ہرچہ نکردہ ونکند۔ کسے نتواندکہ بظہورش آرد۔ دیگر معنی جبر کامل

کردن ناقص است۔ جَبَّارُ الْقُلُوْبِ عَلٰی فِطْرَتِہَا۔ معنی اول رحمان دارد۔ پس معنی جبار ذو الجبروت باشد۔ وجبروت مبالغہ جبر است۔ چنانچہ ملکوت مبالغہ ملک است۔ پس جبر دربدو خلق ثابت است۔ وظہور افعالِ عباد مطابق آن۔ یعنی انچہ قبل از خلق عباد وافعال ایشان را تقدیر کردہ است از اہل سعادت وشقاوت کہ درحدیث ''وَ الْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ'' ظاہر وصفت ایمان است۔ درظاہر کنانیدن آن افعال حق سبحانہ جبّار است کہ بشرح وختم از آن خبر دادہ۔ کہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِنْ رَّبِّہٖ۔
(سورہ الزمر، ۲۲)

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَ عَلٰی سَمْعِہِمْ وَ عَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ (سورہ البقرۃ، ۷)۔ وباوجود جبر حقیقی بندگان اختیار نیز دارند۔ ومعنی اختیار نیک گرفتن ونیک گزیدن خواہ برائے حظوط دنیا بود ونفع آخرت دران باشد یا ضرر۔ خواہ برائے حظوط آخرت بود نفع دنیا دارن یا ضرر۔ واین اختیار چنانکہ حق سبحانہ درانسان صفات دیگر ذاتیہ وفعلیہ خلق کردہ است۔ صفتِ اختیار نیز ازان جملہ خلق کردہ است۔ کہ بدو ایجاد لام ذات اوست وہر قدر کہ وجود انسان اعتبار دارد اختیار ہمان قدر اعتبار دارد۔ وحد ظہور آن صفت درانسان علم قدرت فعل وترک است۔ چہ ہرکس اگر بانصاف درخود فکر کند۔ ہر قدر کہ وسع وطاقت اوست۔ قدرت فعل وترک درخود می باید۔ اگر کسے انکار این علم کند کاذب است ومبطل۔ واین اختیار در

قرآن مجید باراده اولاً وسعی ثانیاً معتبر شده۔که مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الدُّنۡیَا وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الۡاٰخِرَۃَ۔ وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ ہر خداوند عقل می داند که آنچه اراده کنم و کوشش آن بتقدیم رسانم در وقوع خواہد آمد۔اگرچه در وقوع ہمان خواہد آمد که حق سبحانه در جبروت تقدیر کرده است۔اما این علم قدرت خود که لازم ذاتی اوست ہمین علم مثاب و معاقب می گردد۔و برہمیں علم امرونہی الٰہی جل شانه وارد است و وعده و وعید و خوف و رجا بد وشامل (تنبیه) ترددمترددان درین مسئله بدو امراست یکے آن که وجود را بر اختیار غالب و مستقل می دانند۔وجبر بران اختیار جاری می کنند و نه چنان است۔بلکه از وقتیکه وجود انسان است۔اختیار نیز از ہمان وقت قائم بذات اوست۔ہر استقلالے و بقاے که وجودش دارد اختیارش نیز دارد۔بدان که مستقل در وجود است۔و مجبور در اختیار۔بلکه در ہر دو مجبور است۔ دیگر آن که فرق در جبر و ظلم نمی کنند۔جبر آن است که برائے ہر چه آفریده شده است عمل آن ازو کنانند۔و بروآسان کنند۔چنانکه در آثار وارد است۔وَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ۔ فَقَالَ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡقَدۡرِ قَالَ بَحۡرٌ عَمِیۡقٌ فَلَا تَلِجۡہُ۔ قَالَ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡقَدۡرِ۔ قَالَ طَرِیۡقٌ مُّظۡلِمٌ فَلَا تَسۡلُکۡہُ۔ قَالَ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡقَدۡرِ قَالَ سِرُّ اللّٰہِ قَدۡ خَفِیَ عَلَیۡکَ فَلَا تُفَتِّشۡہُ، قَالَ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡقَدۡرِ۔ فَقَالَ اَیُّہَا السَّائِلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَکَ لِمَا شَآءَ اَوۡ لِمَا شِئۡتَ قَالَ لِمَا شَآءَ قَالَ فَیَسۡتَعۡمِلُکَ فِیۡ مَا شَآءَ۔ وَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ کُلٌّ مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ وظلم آن است که عمل نیک کنانند و جزائے بد دہند۔پس جبر ضد مغلوبی وظلم ضد عدل۔حق سبحانه در تقدیر خود جبار است ہمان کنانند۔انچه تقدیر کرده است۔ لَا رَادَّ لِفَضۡلِہٖ وَ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ۔ اَیْ فِطْرَةً وَ حُكْمًا۔ لَا اَمْرًا وَ نَهْيًا۔ چون معنیٰ ظلم و اختیار و حد ظہور آن در انسان معلوم شد۔ اصل جبر نیز باید دانست تا تشفّی کلی شود و حجاب غفلت از بصر بصیرت مرتفع گردد۔ پوشیدہ نیست کہ ہمہ عالم ظہور اسماء و صفات الٰہی است جل شانہ۔ و بعضے صفات رحمت و لطف اند و بعضے صفات قہر و غضب پس ہر مظہر کہ از رحمت و لطف ناشی است موافقت و اطاعت جبلت اوست۔ و ہر مظہر کہ از غضب و قہر ناشی است مخالفت و عصیان جبلت اوست۔ چہ معلوم ہر عاقل کامل است کہ رحمت و لطف بر موافق و مطیع واقع می شود۔ و غضب و قہر بر مخالف و عاصی واقع می شود۔ ہر کسی را موافق جبلت خود عمل کہ کردن لازم افتاد۔ چنانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ می فرماید قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ۔ اَیْ طَرِيْقَةُ الَّتِیْ تُشَاكِلُ حَالَهٗ وَ جَوْهَرَ رُوْحِهٖ وَ اَحْوَالَهُ الْمُطَابِقَةَ لِمِزَاجِ بَدَنِهٖ وَ قِيْلَ الْمُتَشَاكِلَةُ الطَّبِيْعَةُ وَ الْعَادَةُ وَ الدِّيْنُ هٰكَذَا فَسَّرَهَا الْمُفَسِّرُوْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهٖ فَصَدِّقُوْا۔ وَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ زَالَ عَنْ خُلُقِهٖ فَلَا تُصَدِّقُوْا فَاِنَّهٗ يَصِيْرُ اِلٰى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْجَبَّارِ فِیْ مَا قَدَّرَ فِیْ مَا نَهٰى وَ اَمَرَ۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (تمت بالخیر)

** ترجمہ: رسالہ جبر و اختیار (اردو) **

اما بعد۔ کہتا ہے فقیر ابو عبداللہ شجاع الدین الحسین کان اللہ تعالیٰ لہ فی دارین کہ جبر و اختیار کا مسئلہ اہل سنت و جماعت کے بڑے مسائل میں سے ہے۔ بعض اس کی

تحقیق مین ساکت ہیں اور بعض متر دد۔اور بعض اپنے علم کی کمی کے معترف اور بعض اس آیت کریمہ کی رسّی کو تھامے ہوئے ہیں ’’(لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ)(سورہ انبیاء،۲۳)ترجمہ:(اس سےکوئی پوچھنے والا نہیں اور(جو کام یہ کرتے ہیں اس کی)ان سے باز پرس ہوگی)پس جس قدر حق سبحانہ نے عقلاً ونقلاً اس فقیر کو آگاہ کیاہے اس کا خلاصہ لکھتا ہوں امید ہے کہ جناب جو کوئی اس مسئلہ میں شک رکھتے ہیں، اگرغور سے مطالعہ کریں اورتلاش نہ کرے تو (جھوٹ نہ نکالے)اس کے ذہن میں جو اشکال ہیں وہ بفضل الٰہی ختم ہو جائیں گے۔

جاننا چاہئے کہ اسماء الٰہی جل شانہ جوبھی فعل متعدّی سے فاعل کے صیغہ پر ہے اور وہ توقیفی ہے۔مخلوق سے ان تمام کی نسبت،اسم مفعول کے صیغہ سے ہوتی ہے۔جیسا کہ اُس کا نام خالق ہے سبحانہ اور بندہ کا نام مخلوق۔وہ رازق ہے اور یہ مرزوق۔وہ رحیم ہے اور یہ مرحوم۔وہ واؤ کے کسرہ کے ساتھ مُصوِّر اور یہ واؤ کے فتح کے ساتھ مُصوَّر۔اوروہ غفار اور یہ مغفور۔اورسب کواسی طرح قیاس کریں اوراسی طرح اس کااسم وہ جبار اور بندہ مجبور۔اور یہاں جبر کے معنی طاقت کے ہیں کہ جو کچھ وہ کرنا چاہے کرے کسی کو یہ طاقت نہیں کہ اس کو روک سکے۔یا جو کچھ نہ چاہے نہ کرے۔اورکسی کو مجال نہیں کہ اس کو کرنے پر مجبور کرے۔جبر کے دیگر معنی ناقص کو کامل کرنے کے ہیں۔جَبَّارُ الْقُلُوْبِ عَلٰی فِطْرَتِھَا۔ترجمہ:(دلوں کی شکستگی کو ان کی فطرت کے مطابق درست کرنے والا)پہلے معنی رحمان کے رکھتا ہے۔اس طرح جبار کے معنی ذوالجبروت ہوا۔اورجبروت،جبر کا مبالغہ ہے۔چنانچہ ملکوت،ملک کا مبالغہ ہے۔اس

لئے جبر کے دو معنی ثابت ہوئے اور بندوں کے افعال کا ظہور ان کے مطابق ہے، یعنی جو کچھ بندوں کی اور ان کے افعال کی تخلیق سے قبل تقدیر لکھ دی گئی ہے کہ جو اہل سعادت اور اہل شقاوت سے ہوں گے جو حدیث ''وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ'' (ترجمہ: تقدیر کی اچھائی اور برائی اللہ کی طرف سے ہے) سے ظاہر اور ایمان کی صفت ہے۔ ان افعال کو ظاہر کرنے میں حق سبحانہ جبار ہے کہ شرح (قلب) اور اس پر مہر لگانے کی اس طرح خبر دی گئی کہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ (سورہ الزمر، آیت: ۲۲۔ ترجمہ: بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھولدیا اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی میں ہے) وَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔ (سورہ البقرہ، آیت: ۷۔ ترجمہ: اور اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے)۔

اور باجود اس جبر حقیقی کے بندے اختیار بھی رکھتے ہیں۔ اور اختیار کے معنی اچھی بات کو اختیار کرنا اور اس کو منتخب کرنا ہے، چاہے وہ دنیا کیلئے ہو اور اس کا آخرت میں فائدہ ہو یا نقصان۔ اور چاہے وہ آخرت کیلئے ہو کہ اس میں دنیا کا فائدہ ہو یا نقصان۔ یہ اختیار جیسا کہ حق سبحانہ نے انسان میں مختلف صفات ذاتیہ اور فعلیہ کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے ہی اختیار کی صفت بھی ہے۔ کہ جس کا ظہور اس کی ذات کا لازمی حصہ ہے اور جس طرح انسان کے وجود کا اعتبار ہے اسی طرح اختیار کا بھی اعتبار ہے۔ اور انسان میں اس صفت کے ظہور کی حد علم قدرت فعل اور ترک ہے۔ اگر کوئی بھی شخص انصاف کی نظر سے خود میں فکر کرے جس قدر اس کی دسترس اور طاقت ہے تو خود میں فعل اور ترک کی

قدرت بھی پائے گا اگر کوئی اس بات کا انکار کرے تو وہ جھوٹا اور بے اصل ہے اور اس اختیار کو قرآن مجید میں اولاً ارادہ اور ثانیاً کوشش سے ظاہر کیا گیا ہے کہ مِنۡكُمۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَ مِنۡكُمۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ۔ (آل عمران، ۱۵۲) (تم میں سے بعض وہ ہیں جو دنیا کو چاہتے ہیں اور تم میں سے بعض آخرت کو چاہتے ہیں) وَ اَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۔(اور یہ کہ انسان کو وہی ملیگا جس کی وہ کوشش کرے)۔

(النجم، آیت:۳۹)

ہر ایک کو خدا نے عقل دی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ میں ارادہ کروں اور اسے کوشش کے ذریعہ آگے بڑھاؤں وہ وقوع میں آئیگا، اگر چہ کہ اس کا وقوع اس طرح عمل میں آئے گا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جبروت میں مقدر کر دیا ہے۔ مگر یہ خود کی قدرت کا علم کہ جو اس کا ذاتی وصف ہے۔ یہی ثواب اور عذاب میں بدلے گا اور اسی علم پر امر و نہی الٰہی جل شانہ وارد ہوتی ہے۔ اور وعدہ و وعید اور خوف و رجا دونوں شامل۔

(تنبیہ) متردداں کا تردد اس مسئلہ میں دو امر سے ہے ایک وہ کہ وجود کو اختیار پر غالب اور مستقل سمجھتے ہیں اور اس اختیار پر جبر جاری کرتے ہیں اس طرح نہیں ہے بلکہ اس وقت سے جب کہ انسان کا وجود ہے۔ اختیار بھی اس کی ذات سے قائم ہے۔ ہر استقلال اور بقاء کہ جو وجود رکھتا ہے اس کو اختیار بھی حاصل رہتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ وجود میں مستقل ہے اور اختیار میں مجبور۔ بلکہ دونوں میں مجبور ہے۔ دوسرا یہ کہ جبر اور ظلم میں فرق نہیں کرتے۔ جبر وہ ہے کہ جو کچھ کہ تخلیق کیا گیا ہے اس سے عمل کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنا آسان کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آثار میں آتا ہے۔ وَجَاءَ رَجُلٌ اِلٰی

عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ فَقَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْقَدْرِ قَالَ بَحْرٌ عَمِیْقٌ فَلَا تَلِجْہُ۔ قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْقَدْرِ۔ قَالَ طَرِیْقٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَسْلُکْہُ۔ قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْقَدْرِ قَالَ سِرُّ اللّٰہِ قَدْ خَفِیَ عَلَیْکَ فَلَا تُفَتِّشْہُ قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْقَدْرِ۔ فَقَالَ اَیُّھَا السَّائِلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَکَ لِمَا شَاءَ اَوْ لِمَا شِئْتَ قَالَ لِمَا شَاءَ قَالَ فَیَسْتَعْمِلُکَ فِیْ مَا شَاءَ۔ وَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ۔ (ترجمہ: ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا مجھے تقدیر کے بارے میں بتائیے آپؓ نے فرمایا: وہ ایک گہرا سمندر ہے تو اس میں داخل مت ہو، اس نے کہا: مجھے تقدیر کے بارے میں بتائیے تو آپ نے جواب دیا: وہ ایک تاریک راستہ ہے تو اس میں مت چل، اس نے وہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا: وہ اللہ کا راز ہے جو تجھ سے پوشیدہ ہے تو اس کی چھان بین مت کر، پھر اس نے کہا: تقدیر کے بارے میں بتائیے تو آپ نے فرمایا: اے سوال کرنے والے! بیشک اللہ نے تجھ کو پیدا کیا اس کے لئے جو وہ چاہا اور تو جو چاہا اور فرمایا وہ جس میں چاہے تجھے کام میں لگاتا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آدمی کیلئے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا)۔ اور ظلم وہ ہے کہ عمل اچھے کرائیں اور اس کی جزاء بری دیں۔ پس جبر، مغلوبی کی ضد اور ظلم عدل کی ضد ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی تقدیر میں جبار ہے اسی طرح کراتا ہے جیسا کہ مقدر کیا ہے۔ وَلَا رَادَّ لِفَضْلِہٖ (یونس، ۱۰۷) لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ۔ (سورہ رعد، ۴۱) اس کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کے حکم کو پیچھے کر سکتا ہے)۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ۔ اَیْ فِطْرَۃً وَ حُکْمًا۔ لَا اَمْرًا وَ نَہْیًا۔ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا: ہر ایک اس کے تابعدار ہیں، یعنی فطرت اور حکم کے اعتبار سے نہ کہ امر و نہی کے اعتبار سے۔ (سورہ بقرہ:١١٦)

جب ظلم و اختیار کے معنی اور اس کے ظہور کی حد انسان میں معلوم ہوگئی تو جبر کی اصلیت کو بھی جاننا چاہیے تاکہ مکمل تشفی حاصل ہو اور غفلت کا پردہ بصارت پر سے ہٹ جائے۔ یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ تمام عالم میں اسماء و صفاتِ الٰہی جل شانہ کا ظہور ہے اور بعض صفات رحمت اور مہربانی ہیں اور بعض صفات قہر و غضب۔ پس ہر وہ مظہر جو رحمت اور مہربانی سے نکلے اس کی جبلت (فطرت) موافقت اور اطاعت ہے۔ اور ہر وہ مظہر کہ جو قہر و غضب سے نکلے اس کی جبلت مخالفت اور نافرمانی ہے، کیا معلوم کہ ہر عاقل کامل ہے کہ رحمت اور لطف موافق اور مطیع پر واقع ہوتی ہے اور غضب اور قہر مخالف اور عاصی پر واقع ہوتی ہے اور ہر ایک کو اپنی فطرت کے موافق عمل کرنا لازم رہتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ۔ (بنی اسرائیل، ۸۴) اَیْ طَرِیْقَةِ الَّتِیْ تُشَاكِلُ حَالَهٗ وَ جَوْهَرَ رُوْحِهٖ وَ اَحْوَالَهُ الْمُطَابِقَةَ لِمِزَاجِ بَدَنِهٖ وَ قِيْلَ الْمُتَشَاكِلَةُ الطَّبِيْعَةُ وَ الْعَادَةُ وَ الدِّيْنُ هٰكَذَا فَسَّرَهَا الْمُفَسِّرُوْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهٖ فَصَدِّقُوْا۔ وَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ زَالَ عَنْ خُلُقِهٖ فَلَا تُصَدِّقُوْا فَاِنَّهٗ يَصِيْرُ اِلٰى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْجَبَّارِ فِيْ مَا قَدَّرَ فِيْ مَا نَهٰى وَ اَمَرَ۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

آپ کہہ دیجئے ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق کام کرتا ہے۔یعنی اپنے اس طریقے پر جو اس کے حال کے مشابہ ہے اور اس کی روح کے مشابہ ہے اور اس کے وہ احوال جو اس کے بدن کے مزاج کے مطابق ہے اور کہا گیا (شاکلہ کے معنی) طبیعت اور عادت اور دین کے بھی ہیں، اسی طرح مفسرین (علیہم الرحمہ) نے اس کی تفسیر بیان کی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو تم اس کی تصدیق کر سکتے ہو اور جب تم کسی آدمی کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی عادت سے ہَٹ گیا ہے (فطرت بدل گئی ہے) تو تم تصدیق مت کرو، کیونکہ وہ اسی کی طرف لوٹتا ہے جس فطرت پر وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اللہ کی ذات پاک ہے جو کچھ اس نے مقدر کیا اور جس بات سے روکا اور جس بات کا حکم دیا ان سب میں اس کی صفت جبّار کی شان ظاہر ہے۔

و صلی اللہ علی سیدنا محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین

والحمد للہ رب العالمین۔

** رسالہ سماع: (فارسی) **

علمائے ظواہر کے نزدیک یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔بعض علمائے حقانی نے احوال متمعؔ پر برعایت چند شرائط جو کہ اجازت دی ہیں وہ حکمت سے خالی نہیں چشتیہ حضرات کے نزدیک بھی سماع کے سننے اور سنانے والے پر شرائط عائد کئے ہیں ۔لیکن موجودہ حالات ان سب کے مغائر ہیں اور من مانی اور نفسیاتی اتباع نظر آتا ہے۔اس رسالہ

میں حضرت قطب الہندؒ نے بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں ضروری ضروری باتین بیان کی ہیں جس میں سماع کی اہمیت بر درجہ صلاحیت سماع کے شرائط اوراس کی حقیقت سماع کی ابتدائی ضرورت اورموجودہ حالت عجیب رعایتیں اور تفہیم عارفانہ و محققانہ انداز میں اظہار فرمایا ہے جوموجودہ طریق والوں کیلئے نہایت ہی ضروری و لازمی ہے تاکہ ان اصول پرسماع کے سننے کی کوشش کریں۔

** رسالۂ سماع (فارسی) **

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سَامِعِ الۡاَصۡوَاتۡ۔ عَالِمِ الۡجَھۡرِ وَ الۡخَفِیَّاتۡ۔ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِ الۡکَائِنَاتۡ۔ اَلَّذِیۡ سَبَّحَ فِیۡ کَفِّہِ الۡحَصِیَّاتۡ۔ وَ کَلَّمَہُ الضَّبُّ بِاَفۡصَحِ الۡکَلِمَاتۡ۔ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ مَا سَبَّحَ الرَّعۡدُ رَنَّحَ الطُّیُوۡرُ بِاالسجعات۔ اما بعد۔

می گوید اضعف عباد اللہ ابوعبداللہ الحسین المدعو بشجاع الدین جعله الله من التائبین و رزقه یوم القیامة شفاعة سید المرسلین صلوات الله و سلامه علیه و اله و اصحابه اجمعین۔

کہ چون دریافتم اختلاف سلف وخلف درباب غناوسماع آن دودلائل اباحت و حرمتش ہرکس بقدرعلم خودنوشتہ ورَدِّ یک دگرنمودہ خورستم کہ دلائل حوالہ برسائل فریقین کردہ نفع وضرآن وامتحان سامع ومغنّی برذات خودوغیرخودعرضہ دہم۔کہ ہرچیز بیان ازتجربہ و امتحان درذہن قرارمی گیرد۔وصدق ازکذب ظاہرمی شود۔ ’’غِنٰی‘‘ بالف مقصورہ درلغت

بے نیازی و عدم احتیاج است۔ وغناء بالف ممدودہ طرب وحزن۔ یعنی از قبیل اضداد است۔ و در اصطلاح آواز پست و بلند و دراز وکوتاہ کردن برقواعد مقررۂ اہل غنا است و این قواعد در ہر قوم موافق لہجہ و زبان آنہا است۔ و آن درازی و کوتاہی اگر برارکان عروضیہ شعر مرکب از حرکات وسکنات است و ہمان حرکات وسکنات واوقات مقررہ سریعۃ الآوان وبطیۃ الازمان اہل غنا است منطبق افتد غناء تام است۔ واگرنہ افتد غنا ناقص بر دو تقدیر از اطلاق غنا برو خارج نیست و وجہ مناسب اشتقاق آن است کہ غناء تام از دو حال خالی نیست۔ طرب مضرط انگیزد۔ یا حزن مفرط۔ و در ہر دو صورت صوت سامع را بے نیازی از رنج صدمات کون وفساد می بخشد۔ و احادیث نبویہ علیہ وعلی الہ افضل الصوات والتحیہ۔ اکثر در تقبیح آن وبعضے در اباحت آن وارد شدہ۔ و بر تقدیر اباحت بلفظ ''لَھْوٌ'' تعبیر افتاد کہ ''فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ'' و''لہو'' در لغت ''مشغول شدن بلا یعنی'' است۔ چنان کہ در غیر موضع قرآن شریف واقع شدہ۔ و باوجود ثبوت لہو یہ شنیدنِ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم محقق است۔ و در ایامی کہ اظہار فرح وسرو مشروع است رخصت آن ہویدا۔ بشرطیکہ آواز شہوت انگیز بناشد ومزامیر جزدف نبود۔ وتغنی در قرأت قرآن بلحن عرب بارعایت قواعدِ تجویدیہ مستحب بلکہ مسنون کہ مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا۔ و درین مقام تاویل تغنی باستغنا تکلف است۔ و این مادہ لغت غنا صراحۃً در قرآن مجید مدحًا و ذمًا واقع نشدہ۔ تمام شد اجمالاً احکام نقلیہ در غنا۔ اما احکام عقلیہ کہ در نفع وضرر غنا ظاہر است۔ این است کہ میل ہر ذی روح بالطبع شنیدن آوازِ خوش متحقق است۔ وچون بقواعد غنا مقید گردد۔ جاذب تر باشد۔ وعامہ آدمیان کہ در صفات حیوانیہ مبتلا اند۔ و روح

بآن صفات حیوانیہ ملوث شدہ۔ و این صفات بدو چسپیدہ۔ ہمہ صفات حیوانیہ باروح میل آن صورت می کند۔ و بالتذاذِ روح ملتذ ذ۔ باقوت روح متقوی می گردند۔ و حیوانیہ غالب تر و قوی تر می گردد۔ و شہوت بر شہوت می افزاید۔ ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ و درود کثرت احادیث در تقبیح آن بہیمن سبب است۔ و کسے کہ صفات صفاتِ حیوانیہ اومبدل بصفات انسانیہ شدہ اند۔ ہمان صفات باروح میل آن صورت کردہ بالتذاذ روح ملتذ ذ و باقوت روح متقوی می شود۔ و انسانیہ شیا فشیا ترقی کردہ تاملکیہ می رسد۔ و از آن لذت نیز استغنا حاصل گردد۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ و این مرتبہ کسے است کہ تزکیہ تمام بمقام حالش شدہ باشد۔ و در زمرۂ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔ درآمدہ۔ و بہ بشارت فَبَشِّرْ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔ مُبَشَّر گردیدہ۔ کفر گیرد کاملے ملت شو و لمولفہ۔ ہمچون منصوری انا الحق گفت و خود بردارشد۔ جنس توحید وجودی برسر باز ارشد۔ اما عوام الناس کہ در شہوات نفس گرفتار اند و بسیار است کہ نفس ماموتفریح نفس درحق شان جز عصیان و طغیان نیفزاید۔ و در ایام عید و جہاد و نکاح کہ غنا جائز داشتہ شدہ۔ بسبب آن است کہ عید فطر بعد مشقت صیام یک ماہ است۔ و عید الاضحی بعد مشقت ادائی مناسک حج۔ و در جہاد خون ہلاک۔ پس ہیچ کس را از خاص و عام نفع روحی و ضرر نفسی از غنا درسہ مقام متصور نیست۔ بلکہ اندک تفریح یابد۔ تا نفس از مشقت و تعب بیآساید و خوف ہلاک زائل شدہ چست و چالاک دادِ شجاعت بدہد۔ و اما در نکاح بحکم اِعْلِنُوْا النِّکَاحَ وَ اضْرِبُوْا عَلَیْھَا بِالدُّفُوْفِ۔ مقصود اعلان است۔ و اگر غنا نیز در شرع ثابت شدہ برائے دفع حزن مفارقت عروس از والدین و اقرباء اوست۔ چنانکہ گریہ و زاری ہمہ ہا

بشدت و بے قراری عادت ومتعارف است۔ چون دو فرقہ عوام وخواص اند و نفس امارہ ومطمئنہ می دارند معلوم شد۔ اکنون حال فرقہ میانہ کہ نفس لوامہ دارند وصلحائے مومنین اند باید فہمید کہ ایشان را نیز در سماع وغنا کیفیتی و ذوقی دست می دہد کہ خود را از اہل آن می پندارند۔ و از خواص می شمارند۔ والحق کہ وقت سماع خواص را ازین فرقۂ متوسط ہیچ امتیاز نمی ماند۔ بلکہ خواص نیز ایشان را مثل خو رمی دانند۔ و نہ چنان است۔

نہ ہر کہ چہرہ برا فروخت دلبری داند نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

پس امتحان درحق ایشان واجب شد و انموذجے از آنکہ بزرگان

اجمالاً فرمودہ اند تفصیلش این است کہ مادام کہ نفس تحتِ اوامر ونواہی الٰہی اطمنان نگرفتہ۔ روح را با او مجادلہ ومحاربہ می باشد۔ ووقتیکہ نفس بوساطت حاسہّ از حواس خمسہ جمیلہ بشہوتے از شہواتِ خود لذت گیرد و بدان مشغول شود۔ و روح از مجادلہ ومحاربہ اش بفراغ تام بحکم انجذاب او ذاتاً بسوئے جناب الٰہی متوجہ شدہ شایق ومتواجہ می گردد۔ و نفس را بکلی رام نشدہ بود از لذت خود بہرہ یافتہ وبغذائے خود قوت گرفتہ پیش از پیش سر برمی آرد۔ و اذیتہا می رساند۔ انتہی۔ محصلہ پس معلوم شد کہ وقت شنیدن سماع اعتباری ندارد۔ بلکہ بعد فراغ از سماع حال خود را نیک امتحان بکند۔ بساعتی یا بروزی یا کم وبیش قبل از شنیدنِ سماع احوال ظاہر و باطنش در اطاعت الٰہی بچہ منوال بود۔ اگر بعد سماع در اطاعت ظاہری خللی افتاد کہ پیش از سماع نبود۔ مثلاً تاخیر نماز از وقت یا ترک جماعت وکس اعضا در عبادت یا کذب وغیبت ولغو سرزدہ۔ یا شک در عقیدۂ باطن از عقاید حقّہ۔ العیاذ باللہ۔ خلجان کردہ۔ یا صفتے از صفات ذمیمہ مثل حقد وحسد وبغض وکینہ وسوءِ ظن در

قلب خطور نمودہ پس بداند کہ زہر شیریں نوشیدہ بود۔ چون در معدہ رسید اثرش ظاہر شد واگر حرص در طاعت الٰہی واعمال صالحہ مثل صلوٰۃ وصوم وتسبیح وتہلیل وانس بیاد الٰہی ووحشت از صحبت خلق۔ وکلام لغو پیدا شدہ۔ یا در عقیدۂ باطن یقین افزودہ۔ یا قلب بصفتی از صفات حمیدہ مثل خشوع خضوع ورقت ولینت ونصیحت خلق وحسن ظن متصف گشتہ۔ پس بداند کہ جوارش خوردہ بود کہ بعد از فرورفتن در معدہ نفع بخشیدہ ومثل این بدان می ماند کہ وقت خوردن حلوا تندرست وبیمار ہر دو در لذت برابر اند بلکہ بیمار چون از پرہیز عاجز شدہ بود لذت از تندرست زیادہ تر می یابد۔ اما چون وقت ہضم می رسد تندرست را قوت برقوت می افزاید۔ وبیمار را قریب ہلاک می گرداند وہم چنین مثال حلال وحرام شرعی است کہ خوردن حلال وحرام در لذت برابر است۔ ودر جماع حلال وحرام نیز در لذت فرقے نیست۔ اما وقتِ جزاء آن یکے منعم ومسرور است ودیگر معذب ومہجور۔ واین تجربہ کہ تفریق غنا بصیرتے ناقدہ باید کہ برمحک امتحان سرہ از ناسرہ جدا کند۔ وجید از قلب ممتاز سازد۔ واگر نہ ادنیٰ آن کہ ازین چنین چیزہائے مشترک بہ پرہیز دتا از مکر شیطان وشہوات نفسی در امان باشد۔

وَمِنَ اللهِ التَّوْفِيْقِ وَبِيَدِهٖ اَزِمَّةُ التَّحْقِيْقِ۔ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

تمت بالخیر

** ترجمہ: رسالہ سماع (اردو) **

کہتا ہے اللہ کا سب سے ضعیف بندہ ابو عبداللہ المدعو شجاع الدین الحسین اللہ اس کو توبہ کرنے والوں میں بنائے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ

علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کی شفاعت عطاء کرے،کہ جب میں نے پایا گذرے ہوئے اور موجودہ لوگوں کا غنا اور سماع کے باب میں اختلاف اور اس کی حِلت وحرمت کے دونوں دلائل پر ایک نے اپنے علم کے مطابق لکھا ہے اور ایک دوسرے کا رد کیا ہے تو میں نے چاہا کہ حوالہ کے دلائل جو فریقین نے اپنے رسائل میں دیے ہیں اور ان کے فائدے اور نقصانات اور آزمائش سامع اور مغنی کا اپنی ذات پر اور دوسروں پر بیان کروں کہ ہر چیز ذہن کو تجربہ اور امتحان کے ذریعہ سے قبول ہوتی ہے۔اور جھوٹ سے سچ ظاہر ہوتا ہے ”غنیٰ“ کھڑے زبر کے ساتھ لغت میں بے نیازی اور عدم احتیاج کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اور ”غناء“ ہمزہ کے ساتھ خوشی اور غم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔یعنی یہ دونوں اضداد کی قبیل سے ہیں۔اور اصطلاح میں آواز کا بلند و پست اور دراز اور کوتاہ کرنا، گانے والوں کے مقررہ قواعد کے مطابق ہوتا ہے۔اور یہ قواعد ہر قوم میں ان کی زبان اور لہجہ کے مطابق ہوتے ہیں۔اور وہ درازی اور کوتاہی اگر ارکان عروضیہ شعر حرکات وسکنات سے مرکب ہیں اور وہی حرکات وسکنات اور اوقات مقررہ سریعۃ الآوان (جلدی، تیز عمل کے لمحے) اور بطیۃ الازمان (آہستہ عمل، سست عمل پر مشتمل لمحے) اہل غنا کے ہوں تو غناء تام پر منطبق ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو غناء ناقص، ان دونوں صورتوں میں وہ غنا کے اطلاق سے خالی نہیں اس کا نام غناء اس لئے رکھا گیا (اشتقاق کی وجہ یہ ہے) کہ غناء تام دو حال سے خالی نہیں ہے۔ایک حد سے زیادہ خوشی کا حصول اور دوسرے حد سے زیادہ غم۔ اور دونوں صورتوں میں آواز اپنے سننے والے کو رنج اور عالم کون وفساد کے صدمے سے چھٹکارہ بخشتی ہے۔اور احادیث نبویہ علیہ وعلی الہ افضل الصلوات والتحیہ۔اکثر اس کی برائی میں اور بعض اس کے جواز میں وارد ہوئے ہیں۔اور لفظ ”لہو“ سے اباحت کے معنی مراد لئے گئے ہیں کہ ”فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ“ ترجمہ۔(کیونکہ انصار لہو کو پسند کرتے ہیں) اور

''لہو'' لغوی معنوں میں ''بے کار باتوں میں مصروف ہونا'' ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ایک سے زیادہ مقامات پر یہ لفظ آیا ہے۔ اور باوجود اس کے ''لہو'' کے سننے کا ثبوت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور ان ایام میں کہ جن میں خوشی اور مسرت کا اظہار جائز ہے اس کی اجازت ظاہر ہے۔ بشرطیکہ آواز شہوت انگیز نہ ہو اور سوائے دف کے کوئی آلہ موسیقی نہ ہو۔ اور قرأت قرآن میں دل کش آواز عربی لحن کے ساتھ قواعد تجوید کی رعایت کے تحت مستحب بلکہ مسنون ہے کہ ''مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا'' ترجمہ جس نے قرآن اچھی آواز سے نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔ (رواہ البخاری) اور اس مقام میں دلکش آواز ''تغنی'' کی تاویل عدم تکلف سے کی جائے گی۔ اور غنا کا مادہ لغت قرآن مجید میں صراحۃً مدح تعریف اور برائی کے معنوں میں واقع نہیں ہوا۔

غنا کے بارے میں اجمالاً نقلی احکام کا بیان تمام ہوا۔ مگر احکام عقلیہ کہ جس میں غنا کی خوبیاں اور خامیاں ظاہر ہیں۔ یہ ہے کہ ہر ذی روح کا طبعی میلان دلکش آواز کو سننے کے سلسلہ میں ثابت و واضح ہے۔ اور جب غنا کے قواعد کے ساتھ مفید ہو تو وہ اور جاذب تر ہو جاتا ہے۔ اور عام لوگ کہ جو حیوانی صفات میں مبتلا ہیں اور روح ان صفات حیوانیہ سے ملوث ہے اور ان صفات کو ان پر چسپاں کیا جائے۔ اور روح ان صفات حیوانیہ کے ساتھ ملوث ہے اور یہ میرے صفات اور صفات حوانیہ روح کے ساتھ اس صورت کا میلان کریں گے اور روح کی لذت کے ساتھ لذات پائیں گے۔ اور روح کی قوت کے ذریعہ طاقتور ہو جائیں گے اور حیوانیت غالب تر اور قوی تر ہو جائیگی۔ اور شہوت پر شہوت ترقی پائے گی۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود: ہر وہ چیز جس کو ''علتی'' ناقص شخص اختیار کرتا ہے تو وہ ناقص ہی ہو گی۔ (مولانا) اور کثیر احادیث میں اس کی قباحت اسی سبب سے ہے۔ اور وہ شخص کہ جس کے صفات حیوانیہ صفات انسانیہ سے تبدیل ہو گئے ہوں وہی صفات روح کے ساتھ مل کر

وہ صورت اختیار کرتے ہیں کہ روح کے لذت اٹھانے کے ساتھ لذت اٹھاتے ہیں اور روح کی قوت کے ذریعہ طاقتور ہوتے ہیں۔وہی انسانی صفات مرحلہ وار ترقی کرتے ہوئے ملکوتی صفات تک پہنچتے ہیں اور اس لذت سے بھی استغناء (بے نیازی) حاصل ہو جاتی ہے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ (وہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطاء کرے) اور یہ مرتبہ ایسے شخص کا ہے کہ جس کو اپنے مقام کے حال میں مکمل تزکیہ حاصل ہوا ہو۔اور زمرۂ ''قد افلح من زکھا'' (وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا) میں داخل ہوگیا ہو اور اس بشارت ''فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتعون احسنه''۔ترجمہ: پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو جو کلام کو سنتے ہیں اور اس میں جو بہت اچھی بات ہے اس کی اتباع کرتے ہیں، کی بشارت حاصل کیا ہوا ہو۔

کفر گیرد کاملے ملت شود: ترجمہ: مرد کامل اگر بظاہر کفر بھی اختیار کرے تو وہ بھی دین ہو جاتا ہے۔(مولانا)

ہمچون منصوری انا الحق گفت و خود بردار شد
جنس توحید وجودی برسرِ بازار شد

(مؤلف)

جس طرح ایک منصور نے انا الحق کہا اور دار پر چڑھ گیا اور توحید وجودی کی جنس (یعنی راز) کو سر بازار ننگا کر دیا۔مگر عوام الناس کہ جو نفسانی خواہشات میں گرفتار رہتے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ ان کا نفس جو خواہشات اور تفریح کا پابند ہے گناہ اور سرکشی پیدا کر دینے کا سبب بنے۔اور ایام عید اور جہاد اور نکاح میں غنا کو جائز رکھا گیا ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ روزوں کی ایک ماہ کی مشقت کے بعد عید فطر ہے۔اور مناسک حج کی ادائیگی کی مشقت

کے بعد عید الاضحی ہے اور جہاد میں خون اور ہلاکت۔ پس کسی بھی شخص کو چاہے وہ عام ہو یا خاص روحانی فوائد اور نفسانی نقصان، غناء کے ذریعہ سے ان مذکورہ بالا تینوں مقامات میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ تھوڑی سی تفریح کا پانا تاکہ نفس، مشقت تھکن سے آرام پائے ہلاکت کا خوف زائل ہو جائے اور پوری دلجمعی کے ساتھ داد شجاعت دے۔ مگر نکاح میں "اعلنو النکاح و اضربو اعلیھا بالدفوف" ترجمہ: نکاح کا اعلان کرو اور اس پر دف بجاؤ، کا مقصود اعلان ہے اور اگر غنا بھی شرع میں ثابت شدہ ہے تو وہ بھی دلہن کا اپنے والدین اور اقرباء سے مفارقت کے غم کو دور کرنے کیلئے ہے۔ چونکہ گریہ وزاری اور بے قراری شدت کی کیفیت میں معروف اور متعارف ہے چونکہ عوام اور خواص دو گروہ ہیں اور نفس امارہ اور مطمئنہ رکھتے ہیں یہ بھی معلوم ہے۔ اب درمیانی گروہ کا حال کہ جو نفس لوامہ رکھتا ہے اور صالح مومنین میں سے ہیں، سمجھنا چاہئے کہ یہ گروہ بھی سماع اور غناء سے ذوق اور کیفیت پاتے ہیں اور خود کو اسی گروہ (نفس مطمئنہ کا حامل) میں گمان کرتے ہیں اور خواص میں شمار کرتے ہیں اور یہ حق ہے کہ سماع کے وقت خواص کا اس متوسط فرقہ سے کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ بلکہ خواص ان کو بھی اپنی طرح سمجھتے ہیں۔ اور ایسا نہیں ہے۔

صرف چہرہ کو بھڑکانے سے ہر شخص دلبری کے انداز نہیں جان سکتا۔ ہر وہ شخص جو صرف آئینہ بنانا جانتا ہو سکندری نہیں کرسکتا پس ان کی حالت کا امتحان واجب ہوگیا۔ جس بات کو بزرگوں نے بطور نمونہ اجمالی طور پر بیان فرمایا ہے اس کی تفصیل یہ ہے جب تک نفس کو اوامر الٰہی اور نواہی کے تحت اطمینان حاصل نہ ہو تو روح کو اس کی مخالفت اور جھگڑا کرنا پڑتا ہے جس وقت نفس، حواس خمسہ جمیلہ کی وساطت سے ایک شہوت اپنی شہوات میں سے کسی شہوت سے لطف یاب ہوتا ہے اور اس میں مشغول ہوتا ہے اور روح اس کی مخالفت اور

لڑائی سے کلی طور پر فارغ ہو کر جناب الٰہی کی جانب اس کے ذاتی طور پر انجذاب (میلان) کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ اور شائق ہو جاتی ہے، اور نفس کو جو پوری طرح مطیع نہ ہوا تھا اپنی لذت کا خواہشمند ہوتا ہے اور اپنی غذا سے قوت حاصل کر کے پہلے آگے آجاتا ہے اور تکالیف پہنچاتا ہے۔ حاصل نتیجہ: پس معلوم ہوا کہ سماع کے سننے کے وقت کا اعتبار نہیں بلکہ سماع کے سننے کے بعد اپنے حال کا ایمانداری سے امتحان کرے۔ ایک گھنٹہ یا ایک روز یا کم وبیش سماع کے سننے سے پہلے اپنے ظاہر و باطن کے احوال اطاعت الٰہی میں کس طرح کا تھے اگر سماع کے سننے کے بعد ظاہری اطاعت میں خلل واقع ہو جو کہ سماع سننے سے پہلے نہ تھا مثلاً نماز کے وقت میں تاخیر کرنا یا جماعت کا ترک کرنا یا عبادت میں جسمانی کسلمندی یا جھوٹ اور غیبت اور بے کار باتوں کا سرزد ہونا یا باطنی عقیدہ کا عقائد حقہ سے متعلق شک میں پڑ جانا العیاذ باللہ، شبہ کا پیدا ہونا، یا بری صفات میں سے کسی صفت مثلاً حسد، بغضِ کینہ اور سوءِ ظن (بدگمانی) کا قلب میں پیدا ہونا۔ پس جان لو کہ میٹھا زہر پیا ہے۔ جب وہ معدہ میں پہنچا اس کا رنگ ظاہر ہوا۔ اور اگر طاعت الٰہی اور اعمال صالحہ میں حرص پیدا ہو جائے مثلاً نماز، روزہ، تسبیح اور تہلیل اور یادِ الٰہی میں رغبت اور مخلوق سے محبت میں وحشت اور بے کار باتیں پیدا نہ ہوں یا باطن کے عقیدہ میں یقین کی زیادتی یا قلب صفات حمیدہ سے مثلاً خشوع وخضوع اور رقت ونرمی، مخلوق کو نصیحت کرنا اور حسن ظن سے متصف ہو جائے۔ تب جان لو کہ جو جوارش کھائے تھے وہ معدہ میں جانے کے بعد نفع بخش رہی ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی جان لینا چاہئے کہ حلوا کھانے میں تندرست اور بیمار دونوں لذت حاصل کرنے میں برابر ہیں چونکہ بیمار پرہیز سے عاجز ہوتا ہے اس لئے تندرست سے زیادہ لذت پاتا ہے۔ مگر جب ہضم کا مرحلہ آتا ہے تندرست کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور بیمار کو مرنے کے قریب کر دیتا ہے۔ اور

اسی طرح شرعی حلال وحرام ہے کہ لذت حاصل کرنے میں حلال وحرام برابر ہے اور جماع بھی لذت حاصل کرنے میں حلال وحرام میں برابر ہے مگر نتیجہ وجزاء کے وقت ایک نعمت یافتہ اور مسرور ہوتا ہے اور دوسرا اذیت یافتہ اور شرمندہ۔ اور اس تجربہ اور فرق کے لئے ناقدانہ بصیرت چاہئے کہ جس سے امتحان کے وقت صحیح اور غلط کو جدا کیا جاسکے۔ اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرسکے اور اس جیسے مشترکہ چیزوں سے پرہیز کریں تاکہ شیطان کے مکرو دھوکہ اور خواہشات نفس سے امان میں آجائے۔

رسالہ خواب (رسالہ احتلام) (فارسی)

یہ رسالہ جواب میں اس سوال کے لئے جو ایک فرانسیسی مورخ نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ آدمی پر خواب میں احوال مختلفہ رنج وراحت وغیرہ جو کچھ گزرتا ہے اس کا اثر بیداری پر ظاہر نہیں ہوتا۔ جس طرح احتلام کا اثر بیداری میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر کس لئے اسلام نے آدمی پر غسل لازم کردیا ہے۔ حضرت قطب الہندؒ نے اس کیلئے جوابات نقلی وعقلی اس طرح تشفی بخش ومحققانہ مدلل دیئے ہیں جس سے اطمینان ہوجاتا ہے۔

رسالہ خواب (رسالہ احتلام) (فارسی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ مَنْ تَبِعَ رُشْدَہٗ۔ اما بعد

این سطری چند است در جواب سائلی کہ پرسیدہ۔ آدمی در خواب اشیاء می بیند۔ و احوال مختلفہ از رنج وراحت بروی می گزرد۔ واثر ہیچ چیز در بیداری نمی یابد الّا احتلام کہ اثر آن اکثر در بیداری می یابد ماموبخل می شود۔ چہ سبب است۔

جواب : ہر چیز کہ آدمی را در بیداری در پیش می آید از دو حال خالی نیست۔ یا موافق طبع اوست یا مخالف۔ اگر موافق است خواہش از ارتکاب آن بالطبع لازم حال اوست۔ و اگر مخالف است نفرت و اجتناب یا موجود شدن اسباب خارجیہ ذات اوست یا داخلیہ۔ و اگر از اسباب خارجیہ است مثل طعام و لباس و منظورات و مسموعات و ملموسات۔ پس اگر مانع و مزاحمش موجود نیست از نواہی الٰہی یا شرم خلق یا نفاق است۔ طبع با مصلحتی کہ انجامش بہتر نمی داند با غایت آن اسباب مرکب آن چیز موافق می شود و علی ہذا القیاس اجتناب نیز از ان چیز مخالف می کند و اگر اسباب داخلیہ است مثل حکہ و کبس در وجع و مسح و دلک بدست خود یا دفع بول و غایط و باد و منی آن نیز اگر موانع و زدا مقصود است بے غایت اسباب خارجیہ مرتکب آن نمی شود و چون عالم خواب عالم خیال است و در متخلیہ اسباب خارجیہ اصلاً موجود نیست اثر ہیچ چیز نمی یابد و خروج منی کہ اسباب آن داخل ذات آدمی و نیز اخراج آن موافق و محبوب طبع او بے اسباب خارجیہ حصول آن میسر حتیٰ کہ بیداری۔ ہم کسی را ابتلا وعہ، منی شدہ باشد یا خاطر امضاء شہوت اور اغلبہ کردہ صرف بتخییل آن بدفق و شہوت منی بیرون می افتد۔ و چون در خواب اکثر موانع مرتفع می شوند و متخلیہ از مزاحمت حواس ظاہری در آمد بکامل ترین تصور در تحصیل مقصود و مرغوب خود می کوشد۔ لہٰذا بزرگان فرمودہ اند کہ چون متخلیہ بتخییل جناب الٰہی ملکہ راسخہ اگاہی پیدا می کند نسبتش در خواب از بیداری قوی تر و محکم تر می گردد۔ پس در شخصے کہ مقید باحکام شرع نیست و حلال و حرام نمی داند۔ بہر نوع تخیل می کند۔ و اگر مرد صالح است تقوی او بحدے رسیدہ کہ در خواب اوامر و نہی الٰہی محفوظ دل اوست پس بخواہش اصلی طبع بمجرد نظر یا بقبل و لمس وغیرہ از نا محرم جماع

از منکوحہ اش خروج منی می شود۔ واگر ازین درجہ درتقویٰ ترقی نمودہ است از نامحرم بالکل محفوظ می گردد۔ وبجز منکوحہ وسریہ ہیچ نامحرم درخواب اورامد وباعث خروج منی نمی شود۔ واگر منکوحہ وسریہ ہم ندارد۔ گاہے مثل بچہ نادان کہ درخواب بول می کند واثر در بیداری می یابد اورانیز درخواب منی برمی آید ونداند کہ چگونہ برمی آید۔ اما لذتے وکیفیتے کہ سبب عاید حالش می شود مامور بفعل می گردد۔ پس حال آنکہ چون معلوم شد کہ ہیچ فعل آدمی خواہ موقوف بر اسباب خارجیہ بود یا داخلیہ صرف بتخیل بوقوع نمی آید۔ مگر خروج منی۔ پس اثر آن در بیداری ظاہر می ماند۔ بخلاف دیگر افعال کہ بعضے مقید باسباب خارجیہ اند وبعضے نفرت انگیز طبع۔ مثل بول وغایط وقی کہ درخواب نیز طبعاً حس آنہا لازم است۔ مگر طفلی کہ اوراتمیز نفیس از خسیس نبود۔ درخواب وبیداری بے اختیار مثل این افعال از وصادر می شود۔ ھٰذا ما اَوْدَعَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِی الْفَقِیْرِ وَھُوَ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْاُمُوْرِ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ۔ تمت

ترجمہ: رسالۂ خواب (رسالہ احتلام) (اردو)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ مَنْ تَبِعَ رُشْدَہٗ۔ اما بعد

یہ چند سطریں ہیں ایک سائل کے پوچھے گئے سوال کے جواب میں کہ آدمی خواب میں اشیاء کو دیکھتا ہے اور اس پر مختلف احوال مثلاً رنج وراحت گزرتے ہیں اور بیداری کے بعد اس کا اثر نہیں پاتا۔ مگر احتلام کہ اس کا اثر اکثر بیداری میں بھی پاتا ہے۔ پیاس کی شدت محسوس ہوتی ہے اس کا کیا سبب ہے۔

جواب: جن باتون کا آدمی بیداری میں مشاہدہ یا عمل کرتا ہے وہ دو حال سے خالی نہیں کہ وہ اس کی طبیعت کے ساتھ موافق ہوگا یا مخالف۔ اگر موافق ہے تو اس کے کرنے کی خواہش اس کی طبیعت میں

لازماً ہوگی۔اور اگر مخالف ہے تو نفرت اور اجتناب۔یا اس کے خارجی اسباب موجود ہوں گے یا داخلی اسباب۔اور اگر خارجی اسباب ہیں مثلاً طعام لباس اور دیکھنا اور سننا اور محسوس کرنا۔پس اگر نواہی (ممنوعاتِ) الٰہی سے اس کے لئے کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں ہے یا مخلوق سے شرم یا نفاق ہے،طبیعت مصلحت کے ساتھ کہ اس کے انجام سے اچھی طرح واقف نہیں اس کے ساتھ ساتھ اس چیز کے مرکب اسباب موافق ہوں تو علی ہٰذا القیاس اس مخالف چیز سے بھی اجتناب کرتا ہے۔اور اگر داخلی اسباب ہیں مثلاً کھجلی وغیرہ تکلیف میں اور ہاتھ پھیرنا اور رگڑنا یا پیشاب پیخانہ اور ریح اور منی کا خارخ ہونا وغیرہ کا بھی اگر روکنا اور صاف کرنا ان چیزوں کا مقصد ہے بغیر مطلب کے اسباب خارجیہ کا وہ ارتکاب نہیں کرتا اور جب کہ عالم خواب عالم خیال ہے اور تخیل میں خارجی اسباب اصلاً موجود نہیں رہتے کسی چیز کا اثر نہیں پائے گا۔اور منی کا اخراج کہ اس کے اسباب آدمی کی ذات میں ہوتے ہیں اور اس کا اخراج اس کی طبیعت کے موافق اور محبوب ہوتا ہے۔اور بغیر اسباب خارجی کے اس کا حصول حالت بیداری میں بھی ہوتا ہے جو کوئی علت (خروج) منی میں مبتلا ہے یا صرف خارج ہونے کیلئے اس پر شہوت غلبہ کرتی ہے۔صرف اس کے تخیل سے نیچے گرتی ہے اور شہوت کے ساتھ منی باہر آجاتی ہے۔اور چونکہ خواب میں اکثر رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور تخیل حواس ظاہری کی رکاوٹ سے چھوٹ کر کامل ترین تصور کے ساتھ اپنے مقصود اور مرغوب کے حصول میں کوشاں ہوجاتا ہے۔لہٰذا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب ذہن میں اللہ تعالیٰ کا خیال راسخ ہو جاتا ہے تو بیداری سے زیادہ خواب میں اس کا رب سے تعلق قوی تر اور محکم تر ہوجاتا ہے۔پس ایسا شخص جو احکام شرع کا پابند نہیں ہے اور حلال وحرام نہیں جانتا۔ہر قسم کا خیال لاتا ہے اور اگر صالح شخص ہے اور اس کا تقویٰ اس درجہ تک پہنچ چکا ہے کہ خواب میں بھی اس کا دل اوامر ونواہی سے غافل نہیں ہوتا پس اصلی طبعی خواہش کی وجہ سے یا نظر ڈالنے اور نامحرم سے بوس وکنار کی وجہ سے یا اپنی منکوحہ سے جماع کی وجہ سے منی کا خروج ہوگا۔اور اگر تقویٰ اس قدر ترقی کر گیا کہ نامحرم سے بالکل محفوظ رہتا ہے اور سوائے منکوحہ اور لونڈی کے کوئی نامحرم اس کے خواب میں منی کے خروج کا باعث نہیں ہوتی۔اور اگر منکوحہ اور لونڈی بھی

نہیں رکھتا مثلاً جیسے نادان بچہ جو خواب میں پیشاب کر دیتا ہے اور اس کا اثر بیداری میں پاتا ہے اس کو بھی خواب میں منی خارج ہوتی ہے اور نہیں جانتا کہ کس طرح باہر آتی۔ مگر وہ ایک لذت اور کیفیت کہ جو اس کی حالت کا سبب ہوئی تشنگی بڑھانے کا کام کرتی ہے۔ پس اس کا حال جو کہ معلوم ہوا کہ آدمی کا کوئی بھی کام چاہے وہ خارجی اسباب پر موقوف ہو یا داخلی صرف تخیل کی بنیاد پر وقوع پذیر نہیں ہوتا مگر منی کا اخراج۔ پس اس کا اثر بیداری میں ظاہر ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے کاموں کے کہ بعض خارجی اسباب سے بندھے ہیں اور بعض طبیعت کے لئے نفرت انگیز ہیں۔ مثلاً پیشاب اور پاخانہ اور قئے کہ خواب میں بھی اس کا احساس لازماً ہوتا ہے مگر بچے کو کہ اس کو گندگی اور صفائی ستھرائی کی تمیز نہیں ہوتی۔ خواب اور بیداری میں بے اختیار اس قسم کے افعال اس سے صادر ہوتے ہیں۔

هٰذَا مَا اَوْدَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْفَقِيْرِ
وَهُوَ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْاُمُوْرِ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

** رسالہ سلوک قادریہ (فارسی) **

یہ رسالہ سلوک قادریہ میں ہے اس میں ذکر و اشغال و اذکار و سلوک کے طریقے بتائے گئے ہیں اور طریقہ قادریہ کی اہمیت پر بھی زبردست روشنی ڈالی ہے جو قابل مطالعہ ہے۔ وہ رسالہ یہ ہے۔

** رسالہ حضرات قادریہ (فارسی) **

طریقۂ حضرات قادریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ونفعنا ببرکاتہم

چنانچہ از حضرت مرشدی مولانا محمد رفیع الدین قدس سرہ رسیدہ انتخاب از اں نمودہ بقدر ضرورت کہ سالکان رافائدہ دہد می نویسد۔

اول ذکر جہر: درین طریقہ عالیہ می کنند دوزانشستہ چشم بستہ پا کشادہ لفظ ''لا'' از

ناف کشیدہ تا دماغ برد۔ و از آنجا لفظ ''اِلہ'' بر کتف راست آوردہ، لفظ ''الا اللہ'' ضرب بر دل زند۔ ہم چنین دو صد بار تمام کند و بعدہ دہ بار یا بست بار ''محمد رسول اللہ'' می گفتہ باشد۔ در صحرا باشد ہر قدر کہ خواہد آواز بلند کند۔ و اگر در آبادی باشد با مردماں اخفاء منظور بود یا زن۔ این ذکر بکند بآواز پست اولیٰ چون دو صد مذکور تمام شود چشم بستہ تصور نور مانند روشنی ماہتاب کند۔ کہ ہمہ عالم را در گرفتہ و درین تصور ہر قدر کہ آنست و بر دل بستگی یابد توقف کند۔ بعد از ان سر برداشتہ از کتف راست ضرب ''الا اللہ'' بر دل ضرب کند۔ تا چہار صد بار۔ بعد اتمام آن مراقبہ بتصور نور بطریق مذکور بکند۔ تا وقتیکہ لذت یابد۔ بعد از ان سر برداشتہ از کتف راست ضرب ''اللہ اللہ'' بر دل ضرب زند تا شش صد بار، بعد از اتمام آن مراقبہ بتصور نور بطریق مذکور تا وقتیکہ لذت یابد کند۔ بعضے اوقات بعد اتمام آن ذکر استغراق پیدا میشود غنیمت داند۔ باید دانست کہ ہر ذکر کہ متعدد باشد بعد دیا موقوف بوقت باشد آن را فروع طریق می گویند۔ و ہر چہ دوام روز و شب باشد آن را اصول طریقہ می گویند پس در ہمہ اوقات بذکر پاس انفاس کہ در دم باید کشیدن ''لا الہ'' و در فرو گزاشتن ''الا اللہ'' مشغول باشد۔ و بعد پیدا شدن محبت بذکر قلبی کہ مضغہٗ صنوبری شکل است۔ حرکت آن را ''اللہ اللہ'' تصور می کردہ باشد۔ بعد چند روز لفظ ''اللہ'' بخط نسق نوشتہ بر دل تصور کند۔ درین تصور اگر حرکتِ قلبی از نظر خیال برخیزد مضایقہ نیست۔ چون تصور اسم ذات تصور ذات بر دل بنظر خیال قایم شود۔ در سفید ہائے آن لفظ ''اللہ'' نظر خیال بدوزد۔ در چند روز حلقہ ہا چندان کشادہ خواہد شد۔ تمام زمین و آسمان را احاطہ خواہد کرد۔ یا در آن حلقہ صورتے نہایت حسین پیدا خواہد شد۔ یا در آن حلقہ باغ و بستان و نہرہا و عجائب ہا بنظر خیال خواہد آمد۔ ذاتِ الٰہی را از ہمہ منزہ داند و این ہمہ را ادنیٰ تجلیات شمارد۔ و بداند کہ حدّ این ذکر تمام شد۔ بعد از ان تصور اسم ذات علی الوجود و علی الحروف و علی الحیوان و علی الآفاق نیز می نویسد۔ چون کہ چندان ضرورت است درین ایام تنہائی مردمان قاصر۔ لہٰذا نوشتہ نشد۔ اگر منظور باشد۔ در رسالہائے حضرت مرشدی قدس سرہٗ مطالعہ کند کہ مسمیٰ ''بثمرات مکیہ'' است بعد از آن

"شغل جزء لا یتجزیٰ"مفید است۔صورتش این کہ دوزانو نشستہ چشم بستہ خود را بنظر خیال خورد خورد کردہ تا بجزء لا یتجزیٰ رساند و صرف بجوہر روح بتصور ذات بے کیف الہٰی جل شانہ مشغول شود و بعد پیدا شدن بے ہوشی از آن شغل بازگشتہ شغل برزخ ثلٰثہ مشغول شود کہ برزخ اعلیٰ و برزخ اوسط و برزخ ادنی می گویند۔وکیفیت برزخ اعلیٰ این کہ تصور کند کہ باطن من ظاہر شیخ است و باطن شیخ ظاہر رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم۔و باطن رسول اللہ ظاہر جناب الٰہی است جل شانہ۔وکیفیت برزخ اوسط این کہ صورت من صورت شیخ است و افعال من افعال شیخ است۔وکیفیت برزخ ادنیٰ این کہ برمکان پاکیزہ و بلند دریادِ الٰہی نشستہ است و براحوال و افعال من اطلاع دارد۔شغل برزخ ادنی برائے عوام مفید است۔وشغل برزخ اوسط برائے خواص۔وشغل برزخ اعلیٰ برائے اخص الخواص۔معلوم باد ہر کہ علوی النفس باشد باشغال برازخ او را حاجت نمی افتد۔بعد ازان شغل عروج و نزول کہ نہایت اشغال حضرات قادریہ قدس اللہ اسرارہم۔

کیفیت آن بسہ قسم است۔اما سہل ترین اقسام این کہ سالک تصور کند کہ من و ہرچہ در نظر من می آید۔ہمہ خاک است۔این تصور را چندان پختہ کند کہ کالمحبوس گردد۔و بداند کہ من باہمہ عالم خاک شدم و پس آن خاک را آب تصور کند کہ خاک آب شد۔چون تصورِ آب پختہ شود۔تصور کند کہ آب ہوا شد۔چون تصور ہوا پختہ شود۔تصور کند کہ ہوا آتش شد۔چون تصور آتش پختہ شود۔تصور کند کہ آتش نور شد و در تصور نور اکثر درخواب رویتِ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم می شود۔چون تصور پختہ شود تصور کند کہ نور سرّ الٰہی شد۔پس سر خدا ما شدیم۔ازین جا عروج تمام شد۔بعد ازان بہمیں طریق نزول است و بسیارات کہ سر حد نور شد و نور آتش شد و آتش ہوا شد و ہوا آب و آب خاک و خاک ما شدیم پس سر خدا ما شدیم۔اتمام سلوک دیگر کہ اتمام سلوک برآن است

افنیۂ ثلٰثہ۔

اول فنائے افعال ۔کیفیتش این است کہ ہمہ افعال خود وغیر خود رامظہر افعال حق جل شانہ داند۔کہ افعال الٰہی است ۔کہ در تعینات ظہور کردہ۔ہمہ اعمالِ صالحہ مظہر رحمت و رضائے الٰہی است کہ در آن ظاہر شدہ۔وہمہ افعال بد مظہر افعال غضب وقہر الٰہی است کہ در آں ظاہر شدہ الغرض ہمہ مظاہر افعال الٰہی است

دوم فنائے صفات ۔یعنی ہمہ صفات ذاتیہ وفعلیہ خود وغیر خود رامظہر صفاتِ الٰہی داند۔ وحمیدہ رامظہر رحمت ۔وذمیمہ رامظہر غضب۔

سوم فنائے ذات ۔یعنی ذات خود و ذات ہمہ موجودات رامظہر ذاتِ الٰہی داند۔وآخر الامر این دانست رانیز او داند۔حتیٰ کہ از خود گم شود۔ہمین است کمال بندگی وعین رضاو تسلیم کہ فوق این مقام دیگر نسیت ۔ووحدت وجود دراین جاخوب محقق شود۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ الْعَظِيْمِ وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ
وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تمت تمام باشد

** ترجمہ: رسالہ حضرات قادریہ (اُردو) **

طریقۂ حضرات قادریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ونفعنا ببرکاتہم

چنانچہ حضرت مرشدی مولانا محمد رفیع الدین قدس سرہ سے جو کچھ پہنچا اس سے منتخب کر کے ضرورت کے مطابق کے جو سالکان کو فائدہ دے لکھا جاتا ہے۔

اول ذکر جہر: اس طریقۂ عالیہ میں یہ ذکر اس طرح کریں کے دوزانوں بیٹھ جائیں اور آنکھ بند کرلیں یا کھلی رکھیں حسب مناسب پھر لفظ ''لا'' کو ناف سے کھینچ کر دماغ تک

پہنچائیں اور وہاں سے لفظ ''اِلٰہ'' سیدھے کاندھے تک لائیں اور پھر لفظ ''الا اللہ'' کی ضرب دل پر ماریں۔اسی طرح دوسو مرتبہ کریں اور اس کے بعد دس بار یا بیس بار ''محمد رسول اللہ'' کہنا چاہئے۔اگر ویرانے میں ہوں تو جتنی چاہے آواز بلند کریں اور اگر آبادی میں ہوں یا لوگوں سے چھپانا مقصد ہے یا عورتوں سے تو اس ذکر کو پست آواز میں کرنا بہتر ہے۔جب دوسو مرتبہ کر چکیں تو آنکھ بند کر کے نور کا تصور روشنی چاند کی مانند کریں، کہ جو تمام عالم کو محیط ہے اور اس تصور کو جس قدر بھی ہو سکے دل میں بٹھائیں اور اس پر جمے رہیں۔اس کے بعد سر اٹھا کر سیدھے کاندھے سے ''الا اللہ'' کی ضرب دل پر لگائیں چار سو مرتبہ۔اس کے مکمل ہونے کے بعد نور کے تصور والا مراقبہ مذکورہ بالا طریقہ سے کریں۔ یہاں تک کہ لذت حاصل ہونے لگے۔اس کے بعد سر اٹھائیں اور سیدھے کاندھے سے ''اللہ اللہ'' کی ضرب دل پر ماریں چھ سو مرتبہ۔اس کے مکمل ہونے کے بعد نور کے تصور والا مراقبہ کریں۔لذت حاصل ہونے تک۔بعض اوقات اس ذکر کے مکمل ہونے کے بعد استغراق پیدا ہوتا ہے اگر پیدا ہو تو غنیمت جانیں۔جاننا چاہئے کہ ہر ذکر جو زیادہ تعداد میں ہوتا ہے۔عدد سے ہو یا وقت کی تعیین سے ہو اس کو طریق فروع کہتے ہیں۔اور جو کچھ ہمیشہ رات و دن ہوتا ہے اس کو اصول طریقہ کہتے ہیں۔پس تمام اوقات ذکر پاس و انفاس جو کہ سانس اندر لیتے ہوئے ''لا الٰہ'' اور باہر چھوڑتے ہوئے ''الا اللہ'' کیا جاتا ہے میں مشغول رہیں۔اس کے بعد پیدا ہو گی محبت ذکر قلبی میں جو مضغۂ صنوبری الشکل ہے۔اس کی حرکت کو ''اللہ اللہ'' تصور کرنا چاہئے۔چند روز کے بعد لفظ ''اللہ'' کو خط نسق میں لکھا ہوا دل پر تصور کریں۔اس تصور میں اگر حرکت قلبی خیال کی نظر سے اٹھائیں تو مضائقہ نہیں ہے۔جب تصور اسم ذات، تصور ذات دل پر خیال کے نظر سے قائم ہو

جائے تو اس کی سفیدی میں وہ لفظ ''اللہ'' خیال کی نظر سے بنائیں۔ چند روز میں وہ حلقہ اس قدر کشادہ ہو جائے کہ تمام زمین اور آسمان کو احاطہ کرے۔ یا اس حلقہ میں ایک حسین صورت پیدا ہو جائے گی۔ یا اس حلقہ میں باغ اور پھول اور نہریں اور عجائبات خیال کی نظر سے ظاہر ہوں گے۔ ذاتِ الٰہی کو ہر چیز سے منزہ جانے اور اس تمام کو اس کی ادنی تجلیات میں شمار کریں اور جاننا چاہیئے کہ اس ذکر کی حد تمام ہوئی۔ اس کے بعد تصور اسم ذات علی الوجود اور علی الحروف اور علی الحیوان و علی الآفاق بھی لکھا جاتا ہے۔ چونکہ ان ایام میں تنہائی کی زیادہ ضرورت ہے لوگ اس سے قاصر ہیں اس لئے (تفصیل) نہیں لکھی گئی۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو حضرت مرشدی قدس سرہ کے رسالوں کا مطالعہ کریں جو ''ثمرات مکیہ'' کے نام سے ہے۔ اس کے بعد ''شغل جزء لا یتجزٰی'' مفید ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانوں بیٹھ کر آنکھ بند کر لیں اور خود کو خیال کی نظر سے ٹکڑے ٹکڑے کریں حتیٰ کہ اتنا باریک ہو جائیں کہ اس سے زیادہ ممکن نہ ہو اور صرف روح کے جوہر کے ذریعہ تصور ذات بے کیف الٰہی جل شانہ میں مشغول ہوں اور جب ہوش کھونے لگیں تو اس شغل سے پلٹ آئیں اور شغل برزخ ثلٰثہ میں مشغول ہوں کہ جسے برزخ اعلیٰ اور برزخ اوسط اور برزخ ادنی کہتے ہیں۔ اور برزخ اعلیٰ کی کیفیت یہ کہ تصور کریں کہ میرا باطن ظاہرِ شیخ ہے اور باطن شیخ ظاہرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور باطن رسول اللہ ظاہر جناب الٰہی جل شانہ ہے۔ اور کیفیت برزخ اوسط یہ کہ میری صورت شیخ کی صورت ہے اور میرے افعال شیخ کے افعال ہیں۔ اور کیفیت برزخ ادنیٰ یہ کہ ایک پاکیزہ اور بلند مکان میں یادِ الٰہی میں بیٹھے ہیں اور میرے احوال اور افعال سے باخبر ہیں۔ شغل برزخ ادنیٰ عوام کے لئے مفید ہے۔ اور شغل برزخ اوسط خواص کیلئے۔ اور شغل برزخ اعلیٰ اخص الخواص کیلئے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ جو کوئی علوی

النفس ہوتواس کیلئے اشغال برزخ کی ضرورت نہیں ہوگی۔اس کے بعد شغل عروج ونزول کہ جو انتہاءاشغال حضرات قادریہ قدس اللہ اسرارہم ہے۔

اس کی کیفیت کی تین قسمیں ہیں ۔مگر آسان ترین قسم یہ کہ سالک تصور کرے کہ میں اور جو کچھ میری نظر میں آتا ہے سب خاک ہے ۔اس تصور کو اس قدر پختہ کریں کے اس میں حواس مختل ہو جائیں ۔اور یہ سمجھے کہ میں تمام عالم کے ساتھ خاک ہوگیا۔اس کے بعد اس خاک کو آب تصور کریں کہ خاک آب ہوگئی۔ جب آب کا تصور پختہ ہو جائے ۔تصور کریں کہ آب ہوا ہوگئی۔ جب ہوا کا تصور پختہ ہو جائے ۔تصور کریں کہ ہوا آگ ہوگئی۔جب آگ کا تصور پختہ ہو جائے ۔ تصور کریں کہ آگ نور ہوگئی۔اور تصور نور میں اکثر خواب میں رویت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔جب تصور پختہ ہو جائے تو تصور کریں کہ نور،سرّ الٰہی ہوگیا۔پس سِرِّ خدا ہم ہوئے ۔اس جگہ عروج تمام ہوا۔اس کے بعد اسی طریقہ سے نزول ہے اور اسی طریقے سے کہ سر خدا نور ہوا اور نور آگ ہوا اور آگ ہوا ہوئی اور ہوا آب اور آب خاک اور خاک ہم ہوئے پس سر خدا ہم ہوئے ۔اتمام سلوک دیگر کہ سلوک کا خاتمہ اس پر ہے ۔افنیہٗ ثلٰثہ ۔

اول فنائے افعال: اس کی کیفیت یہ ہے کہ تمام اپنے افعال اور غیر کے افعال کو حق جل شانہ کے افعال کا مظہر جانے ۔کہ افعال الٰہی ہیں جو کہ تعینات (ایک چیز کا بہت سی چیزوں میں ظہور) میں ظاہر ہوئے ہے ۔تمام اعمال صالحہ مظہر رحمت اور رضائے الٰہی ہے کہ اُن میں ظاہر ہوے ہیں ۔اور تمام برے افعال،غضب اور قہر الٰہی کا مظہر ہیں کہ جو ان میں ظاہر ہوئے ہیں ۔الغرض تمام مظاہر افعال الٰہی ہیں ۔

دوم فنائے صفات ۔یعنی تمام صفات ذاتیہ اور فعلیہ خود کے اور غیر کے صفات کو مظہر صفاتِ

الٰہی جانے۔اور حمیدہ کو رحمت کا مظہر اور ذمیمہ کو غضب کا مظہر۔

سوم فنائے ذات۔یعنی ذات خود اور تمام موجودات کی ذات کو مظہر ذات الٰہی جانے۔اور آخر میں اپنی سمجھ کو بھی اسی کی سمجھ جانے۔حتیٰ کہ خود سے گم ہو جائیں۔یہی ہے کمال بندگی اور عین رضا اور تسلیم کہ اس سے اوپر کوئی دوسرا مقام نہیں۔اور وحدت وجود اس جگہ اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ
وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
تمت تمام شد

** رسالہ سلوک نقشبندیہ (فارسی) **

اس رسالہ میں بھی وہی حالات پر روشنی ڈالی ہے جس طرح رسالہ قادریہ میں ڈالی، نقشبندیہ سلسلے کے لوگوں کیلئے نہایت ہی اہم وضروری ہے کیوں کہ طریقہ نقشبندیہ پر کم لوگوں نے قلم اٹھایا ہے۔وہ رسالہ یہ ہے۔

** رسالہ حضرات نقشبندیہ (فارسی) **

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طریقۂ سلوک حضرات نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم و نفعنا بر کاتھم

ذکر قلبی وطریقہ اش این است زیر پستان چپ یک انگشت مضغۂ گوشت صنوبری شکل است و ہمیشہ در حرکت است مثل حرکت نبض۔پس زبان را بکام چسپانیدہ و چشم بستہ اگر تنہا باشد یا بایاران کہ ہم نسبت باشند و گرنہ چشم کشادہ بطرف آن مضغہ متوجہ شدہ حرکت آن چنان تصور کند کہ

او ''اللہ اللہ'' می کند و من می شنوم۔ و اگر حرکت معلوم نشود انگشت سبابہ بر آن بدہند۔ و آہستہ آہستہ بردارد و آنکہ وقت بے اعانت انگشت معلوم خواہد شد۔ و اگر کسے صاحب توجہ بتوجہ جاری کناند ازین چہ بہتر۔ چون خوب جاری شود درہیچ وقت غافل نہ باشد۔ و اگر محنت کند نورِ آں سرخ رنگ ظاہر خواہد شد۔ ازین جادرگشتہ مقابل آن زیر پستانِ راست کہ لطیفہ روحی می گویند۔ بر طریق مذکور مشغول شود۔ و بعد محنت نور آں سفید رنگ ظاہر خواہد شد۔ از ان جادر گزشتہ زیر ناف یک انگشت کہ لطیفہ نفسی می گویند بر طریق مذکور باسم ذات مشغول شود۔ بعد محنت نور آن زرد رنگ ظاہر خواہد شد۔ از ان جادر گزشتہ میان سینہ کہ لطیفہ سری می گویند بر طریق مذکور باسم ذات مشغول شود۔ و بعد محنت نور آں سبز رنگ ظاہر خواہد شد۔ این چہار لطیفہ از سینہ تا ناف تعلق دارند۔ اکثر وجد و حال و بے قراری درین ہا ظاہر می شود و سماع قرآن مجید بآواز خوش و سماع اشعار باغنا کہ درشرع جائز باشد درین لطائف مدد می شود۔ بعد فراغ این چہار لطیفہ در پیشانی کہ لطیفہ خفی می گویند بطریق مذکور باسم ذات مشغول شود۔ بعد محنت نور آن سیاہ رنگ ظاہر خواہد شد۔ از ان جادر گزشتہ درتارک کہ لطیفہ اخفاء می گویند بطریق مذکور باسم ذات مشغول شود بعد محنت نور آن سیاہ تر ظاہر خواہد شد۔ درین لطیفہ دو مقام استغراق است بہ ہیچ سماع و غیرہ اثر نمی کند چون این لطائف تمام شدند۔ ہر شش را بیک توجہ جمع کند این جمع لطائف می گویند و درمدت قلیل حاصل می شود بعد از ان ذکر سلطانی کہ تمام بدن را باسم ذات ذاکر کند۔ بعد از ان درنفی و اثبات صغیرہ و کبیرہ۔ درتقدیم و تاخیر ہر دو مختار است۔

صغیرہ آن است کہ دم را بر ناف حبس کردہ بخیال لفظ ''لا'' از ان جا کشیدہ تا بحلق آوردہ از ان جا ''الہ'' بر لطیفہ روحی ضرب کند ''الا اللہ'' بر لطیفہ قلبی ضرب کند۔ دریک دم سہ بار پنج بار تا

یازدہ بار۔ بعدہ بعدد طاق عمل کند۔ چون دم بگزارد۔ آہستہ از زبان محمد رسول اللہ بخیال یا بزبان گفتہ بگزاردو نیز بعدازان اِلٰہی اَنتَ مَقصُودِیْ وَرِضَاکَ مَطلُوبِیْ۔ بخیال یا بزبان یک بار یاسہ بار گفتہ دیگر بار حبس دم کند۔ ودر چندروز بعدد طاق طاق زیادہ نمودہ تا یک صدو یک بار رساند۔ ونفی واثبات کبیر نیز ہمین طریق است مگر آن کہ ''لا'' راتادماغ کشد و برلطیفہ روحی ''الہ'' بضرب آوردہ بردل ''الا اللہ'' برلطیفہ قلبی ضرب کند۔ ہر دوراد راوقات نہ یادہ شکم نہ بسیار بردنہ خالی می کردہ باشد۔ وگرنہ از حبس تکلیف خواہد کشید۔ و نیز معلوم بادکہ نفی واثبات صغیر در سلوک لطائف اربعہ صدریہ مفید است۔ ونفی واثبات کبیر درہمہ لطائف ستہ مفید۔ و ہر دو نفی و اثبات درلطیفہ قلبی زیر عجب دارند۔ ازعمل معلوم خواہد شد۔

بدآن شغل بعد ذکر سلطانی و ذکر تنزیہی باید کرد وصورتش آن است کہ دو زانو نشستہ چشم بستہ بخیال بگوید ''لا الہ الا ہو'' و یا لفظ ''ہو'' بخیال خود بالا برد۔ تا آن کہ آسمان ہا بگزرد۔ اگر خطرہ درمیان بار از سرگیرد۔ بعدازان اثبات مجرد دو زانو نشستہ چشم بستہ حبس دم کردہ برناف ضرب بقوت وشدید بزند و''لا'' بردماغ رساند دریکدم سہ بار یا پنج بار یا زیادہ طاق طاق زیادہ کند۔ می گویند کہ بزرگان تا بیک ہزار و یک بار دریکدم رسانیدہ اند۔

بعدازان یادداشت اسمی۔ صورتش این کہ چشم بستہ لفظ ''اللہ'' بخط نسق در تصور آوردہ خود را بلکہ ہمہ عالم را دران گم کند۔ چنانکہ ہیچ چیز درخیال نماند، بجز لفظ ''اللہ'' بعدازان یادداشت اسمی کہ اتمام سلوک اشغال برآن است۔ کیفیتش این کہ از دل حقیقی کہ درآن قوت اکرینہ تصور ذات بے چون و بے چگون کہ برتر از وہم وفہم است بکند۔ و درآن تصور چنان استغراق نماید کہ شعور ماسوائے اللہ نماند۔ پس شغل چہار ولایت است۔

اول ولایت عامہ کہ ''لا الہ الا اللہ'' بزبان یا بدل می گفتہ باشد۔ بعد ازان ولایت خواص و شغل آن وحدت الوجود است۔ بعد ازان ولایت اخص الخواص و شغل آن ''وَرَاءُ الْوَرَاء ثُمَّ وَرَاءِ الْوَرَا'' است۔ نفی درولایت خواص ہمہ عالم را عین حق می دانست۔ از آن باز گشتہ حق تعالیٰ را از وہم و فہم وَرَاءُ الْوَرَا منزہ از عالم می داند۔ و چہارم ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و شغل آن خلو متخلّیۃ از حق و از غیر حق۔ نفی یعنی درولایت خواص عالم را عین تعالیٰ دانستہ بود۔ و درولایت اخص الخواص حق تعالیٰ را منزہ از عالم دانستہ قائل بِوَرَاءِ الْوَرَاء شدہ بود۔ حالا از ہر دو اعتقاد ذہن خود را خالی کردن محض بایمان غیب مشغول شدہ کہ نسبت انبیاء است کہ ایشان محض بہ غیبت متوجہ بودہ جز بوحی زبان نمی کشودند۔ بعد از آن کمالات نبوت سہ اند۔ اگر بفضل الٰہی استغراق حاصل شدہ آن سہ مراتب حاصل خواہد شد۔ اول علم حضور۔ یعنی دانستن سالک کہ مراد دوام حضور ذات بے کیف الٰہی است جل شانہ۔ درین مرتبہ سہ چیز باقی است۔ ذات سالک و علم سالک و ذاتِ الٰہی چون ازین بجذبہ الٰہی ترقی کرد حضور علم می نامند کہ سالک از میان فنا شد۔ دو چیز باقی ست۔ صرف علم و ذات بے کیف الٰہی باقی ماند۔ چون بالکلیہ جذبہ درگرفت آن را حضور در حضور می گویند کہ سالک و علم سالک ہر دو فنا شدند۔ صرف ذات بے کیف الٰہی جل شانہ باقی ماند۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

** ترجمہ: رسالۂ حضرات نقشبندیہ (اردو) **

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طریقہ سلوک حضرات نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم ونفعنا بہ ببرکاتہم

ذکر قلبی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پستان کے ایک انگشت نیچے ایک صنوبری شکل کا گوشت

کالوتھڑا ہے جو ہمیشہ حرکت میں رہتا ہے نبض کی حرکت کی طرح۔ پس زبان کو تالو سے چپکا کر اور آنکھ بند کر کے اگر تنہا ہوں یا ہم نسبت ساتھیوں کے ساتھ ہوں تو ورنہ آنکھ کھلی رکھ کر اس گوشت کے لوتھڑے کی طرف متوجہ ہو کر اس کی حرکت کو اس طرح تصور کرو کہ "اللہ اللہ" کر رہا ہے اور میں سن رہا ہوں۔ اور اگر حرکت معلوم نہ ہو تو انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت کی) انگلی کو اس پر رکھے اور آہستہ آہستہ اس طرح حرکت دے کہ حرکت محسوس ہو یہاں تک کہ انگلی کی مدد کے بغیر حرکت محسوس ہو۔ اور اگر کوئی صاحب توجہ اپنی توجہ سے اس کو جاری کرے تو بہت بہتر ہے۔ اور جب خوب جاری ہو جائے تو پھر کبھی غافل نہ ہو اور اگر اس پر مذکورہ طریقہ سے ذکر کریں تو سرخ رنگ کا نور ظاہر ہونا شروع ہو جائے گا۔ اب اس جگہ سے پلٹ کر اس کے مقابل سیدھی پستان کے ایک انگشت نیچے جس کو لطیفہ روحی کہتے ہیں مذکورہ طریقہ سے مشغول ہوں اور کچھ عرصہ بعد سفید رنگ کا نور ظاہر ہوگا اس کے بعد ناف سے ایک انگشت نیچے کہ جس کو لطیفہ نفسی کہا جاتا ہے مذکورہ طریقہ سے اسم ذات میں مشغول ہوں۔ کچھ عرصہ بعد زرد رنگ کا نور ظاہر ہوگا۔ اس کے بعد سینہ کے درمیان کہ جس کو لطیفہ سری کہا جاتا ہے مذکورہ طریقہ سے اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہوں کچھ عرصہ بعد سبز رنگ کا نور ظاہر ہوگا۔ یہ چار لطیفہ سینہ سے ناف تک تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر وجد اور حال اور بے قراری ان میں ظاہر ہوتی ہے اور قرآن مجید کا سننا اچھی آواز کے ساتھ اور غنا کے ساتھ اشعار کا سننا کہ جس کا سننا شرع میں جائز ہے ان لطائف میں مدد دیتا ہے۔ ان چار لطیفوں سے فراغت کے بعد پیشانی میں کہ جسے لطیفہ خفی کہا جاتا ہے مذکورہ طریقہ سے اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہوں۔ کچھ عرصہ بعد اس کا نور سیاہ رنگ میں ظاہر ہوگا۔ اس کے بعد سر کے اوپر تالو میں کہ جس کو لطیفہ اخفی کہا جاتا ہے، مذکورہ طریقہ سے ذکر اسم ذات میں مشغول ہوں کچھ

عرصہ بعد اس کا نور سیاہ تر شکل میں ظاہر ہوگا۔ ان لطیفوں میں یہ دو مقام استغراق کے ہیں کہ جہاں کسی بھی سماع کا اثر نہیں ہوتا۔ جبکہ یہ لطائف تمام ہو جائیں۔ تمام چھ لطایف کو ایک توجہ میں جمع کریں اس کو جمع لطائف کہتے ہیں اور تھوڑی مدت میں حاصل ہو جائے گا اس کے بعد ذکر سلطانی جس میں تمام بدن اسم ذات کا ذاکر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد نفی و اثبات میں صغیرہ و کبیرہ ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی پہلے کیا جا سکتا ہے۔

صغیرہ وہ ہے کہ دم کو ناف میں پکڑ کر خیال میں لفظ ''لا'' اس جگہ سے کھینچتے ہوئے حلق تک لائیں اس جگہ ''الہٰ'' کی ضرب لطیفہ روحی پر لگائیں۔ ''الا اللہ'' کی ضرب لطیفہ قلبی پر لگائیں۔ ایک سانس میں تین بار یا پانچ بار یا گیارہ بار۔ اس کے بعد عدد طاق کے مطابق عمل کریں۔ جب سانس چھوڑیں تو آہستہ سے زبان سے یا خیال سے ''محمد رسول اللہ'' کہیں اور اس کے بعد ''اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ'' خیال میں یا زبان سے ایک بار یا تین بار کہہ کر دوبارہ حبس دم کریں۔ اور چند دنوں میں عدد طاق میں تعداد بڑھاتے ہوئے ایک سو ایک بار تک پہنچائیں۔ اور نفی و اثبات کبیر بھی اسی طریقہ پر ہے مگر وہ کہ ''لا'' کو دماغ تک کھینچیں اور لطیفہ روحی پر ''الہٰ'' کی ضرب ماریں اور دل پر ''الا اللہ'' کہتے ہوئے لطیفہ قلبی پر ضرب ماریں۔ ہر دو کو اوقات میں نو یا دس بار کریں شکم نہ پورا خالی ہو اور نہ بھرا ہوا۔ ورنہ حبس دم سے تکلیف ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ نفی و اثبات صغیر، سلوک لطائف اربعہ صدریہ میں مفید ہے۔ اور نفی و اثبات کبیر تمام لطایف ستہ میں مفید ہے اور دونوں نفی و اثبات لطیفہ قلبی میں عجائبات رکھتے ہیں جو عمل کرنے پر معلوم ہو جائیں گے۔

اس کے بعد ذکر سلطانی اور ذکر تنزیہی ضرور کرنا چاہیئے اور اس کی صورت وہ ہے کہ

دوزانو بیٹھ جائیں آنکھ بند کر کے خیال کے ذریعہ کہیں "لا الہ الا ھوٗ" اور لفظ "ھوٗ" کے ساتھ خیال میں خود کو اوپر اٹھائیں حتیٰ کہ آسمان سے گزر جائیں۔ اگر اندیشہ درمیان میں آئے تو دوبارہ کریں۔ اس کے بعد اثبات مجرد، دوزانو بیٹھ جائیں آنکھ بند کر کے دم کو روک کر ناف پر ضرب قوت اور شدت سے ماریں اور "لا" کو دماغ تک پہنچائیں ایک دم میں تین بار یا پانچ بار یا طاق عدد میں زیادہ کریں، کہتے ہیں کہ بزرگوں نے ایک دم میں اس کو ایک ہزار ایک بار پہنچایا ہے۔

اس کے بعد یاداشت اسمی: اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ بند کر کے لفظ "اللہ" خط نسق میں تصور میں لائیں اور خود کو حتیٰ کہ تمام عالم کو اس میں گم کر دیں۔ چنانچہ کوئی بھی خیال میں نہ رہے بجز لفظ "اللہ" کے۔

اس کے بعد کہ سلوک کے اشغال کا اختتام یادداشت اسمی پر ہوتا ہے۔ اس کی کیفیت یہ کہ دل حقیقی سے اتنی قوت کے ساتھ تصور ذات بے چون و بے چگون کا کہ جو وہم اور فہم سے برتر ہے کریں۔ اور اس تصور میں اس طرح غرق ہو جائیں کہ اللہ کے سوا سب کا شعور ختم ہو جائے۔ اس کے بعد شغل چہار ولایت ہے۔

پہلی ولایت عامہ کہ "لا الہ الا اللہ" زبان سے یا دل سے کہتا رہے۔ اس کے بعد ولایت خواص ہے اور اس کا شغل وحدت الوجود ہے۔ اس کے بعد ولایت اخص الخواص ہے اور اس کا شغل "وَرَاءُ الْوَرَاءُ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَا" ہے۔ ولایت خواص میں نفی، تمام عالم کو عین حق سمجھنا ہے۔ اس سے فراغت کے بعد حق تعالیٰ کو وہم وفہم سے وَرَاءُ الْوَرَا عالم سے منزہ جاننے۔ اور چہارم ولایت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور اس کا شغل خلو "متخلیہ از حق وغیر حق" ہے۔ نفی یعنی خواص کی ولایت میں عالم کو عین حق تعالیٰ سمجھا تھا۔ اور ولایت اخص الخواص میں

حق تعالیٰ کو عالم سے منزہ، جان کر قائل ''لوَرَاءِ الْوَرَاءْ'' ہوا تھا۔اب یہ دونوں اعتقاد سے اپنے ذہن کو خالی کر کے محض ایمان بالغیب میں مشغول ہوا کہ نسبت انبیاء ہے کہ وہ محض غیبت سے متوجہ ہوئے تھے اور سوائے وحی کے زبان نہیں کھولتے تھے۔اس کے بعد نبوت کے کمالات تین ہیں اگر اللہ کے فضل سے استغراق حاصل ہو تو وہ تین مراتب بھی حاصل ہو جائیں گے۔اول علم حضور۔یعنی سالک کا یہ جاننا کہ اس سے مراد ''ذاتِ بے کیف الٰہی'' کے حضوری (تصور) کا دوام ہے۔اس مرتبہ میں تین چیزیں باقی ہیں ذات سالک،اور علم سالک اور ذات الٰہی جب اس جگہ سے جذبہ الٰہی ترقی کرے تو حضور علم کا نام دیتے ہیں کہ سالک اس میں فنا ہو جاتا ہے۔دو چیزیں باقی ہیں۔صرف علم اور ذات بے کیف الٰہی باقی رہ گئے۔جب مکمل طور پر جذبہ غالب آئے گا تو اس کو ''حضور در حضور'' کہتے ہیں کہ سالک اور سالک کا علم دونوں فنا ہو گئے۔صرف ذات بے کیف الٰہی جل شانہ باقی رہ گئی۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ الْعَظِيْمِ وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ بِحَمْدِ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تمت تمام شد

** مناجات ختم قرآن (منظوم) **

یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت قطب الہندؒ ہندوستان کے اپنے وقت کے عظیم عربی ادیب و شاعر گزرے ہیں۔اس مناجات عربی کے اشعار میں قرآن مجید کے ہر سورہ کو دعا میں لایا گیا ہے۔اور اس کی خوبی و فضیلت یہ ہے کہ دعا کی مقبولیت میں نہایت پر اثر تیر بہدف اور علماء عربیہ کے نزدیک اس کو بڑی قابل قدر نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔اور بہت اونچا مقام دیا گیا ہے۔اور عربی ادب میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ جملوں کی بیٹھک اور شائستگی کلام قابل قدر ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں

{۱} اَدۡعُوۡکَ یَافَتَّاحُ فَاتِحَةَ الدُّعَا بِخَوَاتِمِ الۡبَقَرِ اِسۡتَجِبۡ دَعۡوَاتِیۡ

اے فتاح میں تجھ سے سورہ فاتحہ کی دعا سورہ بقرہ کے اخیر آیتوں کے واسطہ سے کرتا ہوں
اے رب تو میری دعاؤں کو قبول فرما۔

{۲} وَبِاٰلِ عِمۡرَانَ اعۡمَرَنَّ لِرِجَالِنَا وَلِنِسَآئِنَا الۡاَعۡمَارَبِالطَّاعَاتِ

سورہ آل عمران کے طفیل ہمارے مردوں و عورتوں کی عمروں کو اطاعات و فرمانبرداری میں آباد
و زرخیز فرمادے۔

{۳} وَاَمۡدِدۡ مَآئِدَةَ النَّدیٰ فِیۡ وُلۡدِنَا فَضۡلًاوَّ فِی الۡاَنۡعَامِ زِدۡ بَرَکَاتِ

تو ہماری اولاد میں خیر و برکت کا (مائدہ) دسترخوان اپنے فضل سے دراز فرمادے۔
اور انعام میں یعنی چوپایوں اور جانوروں میں اپنے فضل و کرم سے برکتوں کو زیادہ فرما۔

{۴} وَبِعَادٍ فِی الۡاَعۡرَافِ عَرَفۡنَا الۡعَطَا بِمَزِیۡدَةِ الۡمَشۡکُوۡرِ لَا بِفُوَاتِ

سورہ اعراف میں (عاد) کے احوال کے ذریعہ ہم نے جانا کہ عطاء و بخشش کی زیادتی شکر
گزاری سے ہوتی ہے جو ختم نہ ہونے والی ہے۔

{۵} وَامۡنَحۡ لَنَا اَنۡفَالَ تَوۡفِیۡقِ عَلٰی تَوۡبٍ کَیُوۡنُسَ فِیۡ دُجَی الظُّلُمَاتِ

تو ہمیں توبہ کی زائد توفیق عطا فرما تاریکیوں میں
حضرت یونس کی توبہ کی طرح۔

{٦} وَبِھُوْدٍ اِذْ نَجَیْتَهٗ مِنْ قَوْمِهٖ مِنْ شَرِّاَیَّامٍ بِهِمْ نَحِسَاتِ

اور حضرت ہود علیہ السلام کے طفیل میں جن کو تو نے ان کی قوم پر آئے منحوس دِنوں کے شر سے نجات دلائی۔

{٧} وَبِیُوْسُفَ اَلصِّدِّیْقُ فِیْ تَاْوِیْلِهٖ فِی السُّنْبُلَاتِ السَّبْعِ وَالْبَقَرَاتِ

اور حضرت یوسف علیہ السلام جو صدیق ہیں سات خوشے اور گائے سے خواب کی تعبیر نکالنے میں (انکے واسطہ سے ہمیں خیر عطا فرما)۔

{٨} وَبِرَعْدٍ اِبْرَاهِیْمَ نَكِرَةً ضَیْفَهٗ وَبِحِجْرٍ لِلْقُدُسِ نَحْلٍ نَشْوَاةٍ

اور بجلی کی کڑک (سورہ رعد) ابراہیمؑ کا مہمانوں کو اجنبی پانا (سورہ ابراہیم) اور اصحابِ وادی (جو حضرت صالح کی قوم ہے) (سورہ الحجر مراد ہے) اور بھن بھنانے والی شہد کی مکھیاں (مراد سورہ نحل ہے) اِن سوروں کے واسطہ سے ہمیں خیر عطا فرما۔

{٩} وَبِسِرِّ اِسْرَآئِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ كَهْفِ الْاَنَامِ مُشْفِعِ لِعُصَاةِ

نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام مخلوق کی پناہ گاہ اور گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں ان کے مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں کی سیر کے پنہاں رازوں کے طفیل (ہماری دعاؤں کو قبول فرما)

اسی طرح ہر سورہ کو مکمل مناجات میں بڑے موزونیت سے الفاظ کی ترتیب کی ہے۔

* * خطبات عربی منظوم و غیر منظوم * *

عربی و فارسی و ہندی کے حضرت قطب الہندؒ زبردست ادیب و انشاء پرداز شاعر تھے۔ زبان عربی پر اس قدر قدرت حاصل تھی کہ علماء اہل زبان نے آپ کے کلام نثر و نظم کو زبردست سراہا ہے اور آپ کے کلام سے بیحد متاثر ہوئے ہیں۔ آپ کے تصانیف اور خطبوں کی ایک مستقل کتاب ہے جس میں کئی خطبات جو ہر جمعہ میں علحدہ لکھا کرتے اور ہر خطبہ میں علحدہ عبارت و مضمون فصیح و بلیغ زبان میں درج ہیں۔ اس جگہ صرف ایک خطبہ منظوم اور ایک غیر منظوم بطور عنوان کے مندرج کئے جاتے ہیں۔

** خطبہ غیر منظوم عربی **

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَحَ صُدُوْرَنَا بِنُوْرِ الْاِسْلَامِ، وَنَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِبَرَکَاتِ الْاَعْلَامِ، وَزَیَّنَ اَرْوَاحَنَا بِالذِّکْرِ عَلَی الدَّوَامِ ، وَغَفَرَ سَیِّاٰتِنَا بِقِرَاٰتِ الْکَلَامِ ، وَدَعَانَا فِیْ اٰخِرِہٖ عَلٰی دَارِ السَّلَامِ وَوَعَدَنَا لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی جَلَّ وَعَلَاءِ حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ ، ھُوَاللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْعَلِیْمُ الْعَلَّامِ، تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ، وَیَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُاَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَہٗ وَرَسُوْلَہٗ، اِعْلَمُوْا اِنَّکُمْ فِیْ رِبَاطِ الدُّنْیَا مُسَافِرُوْنَ ، وَمِنْ ھٰذِہِ الْمُنْزِلَۃُ مُرْتَحِلُوْنَ، وَفِی الْقِیَامَۃِ تُحْشَرُوْنَ، اَمَّا فِی الْجَنَّۃِ مَسْرُوْرُوْنَ، کَمَاقَالَ اللّٰہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِی اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّۃِ، اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ، بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ، وَاھْدِنَا بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ، اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ قَدِیْمٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔

خطبہ کا ترجمہ: تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے نور اسلام سے ہمارے سینوں کو کھول دیا اور کشف کی برکتوں سے ہمارے دلوں کو روشن کردیا اور ذکر دوام کے سبب ہماری روحوں کو آراستہ کردیا اور تلاوت قرآن کے سبب ہمارے گناہوں کو بخش دیا اور آخرت میں ہمیں دار السلام (جنت) کی طرف بلائیگا اور اللہ جل علیٰ نے اپنے اس قول کے ذریعہ سے ہم سے وعدہ کیا خیموں میں محفوظ حوروں کا وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت علم والا ہے آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو جلال و اکرام والا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ واحد اللہ سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے آقا محمدؐ اس کے بندے و رسول ہیں۔

جان لو کہ تم سرائے دنیا میں مسافر ہو اور اس مقام سے کوچ کرنے والے ہو اور قیامت میں تمہیں اکٹھا کیا جائے گا اب رہا جنت کا معاملہ تو تم اس میں خوش رہو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''جہنم اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے'' جنتی ہی کامیاب ہیں اللہ ہمارے اور تمہارے لئے عظمت والے قرآن میں برکت عطا کرے اور ہمیں قرآنی آیات اور حکمت والے ذکر سے ہدایت دے بیشک وہ بلند سخی کرم فرما بادشاہ قدیم بھلائی فرمانے والا پالن ہار خوب مہربان ہے۔

اور ایک خطبۂ منظوم بھی منجملہ خطبات منظوم کے لکھا گیا۔ (خطبہ منظوم عربی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَبَادًا وَ اَزَالاً وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ اَبْکَارًا وَّ اَصَالًا

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
اور شکر صبح وشام اللہ کے لئے ہے

اَللّٰہُ رَبِّیْ حَقًّا لَا شَرِیْکَ لَہٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ تَفْصِیلًا وَ اِجْمَالًا

یقیناً اللہ میرا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں
اجمالی اور تفصیلی طور پر میں اللہ پر ایمان لایا ہوں

وَبِالنَّبِیِّ حَبِیْبِ اللّٰہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقٍ مَا زَالَا

اور اس نبی پر جو اللہ کے محبوب ہمارے سردار
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہمیشہ تمام سے بہتر ہیں

صَلَّي الاِلٰہُ عَلَیْہِ دَائِمًا اَبَدًا مَادَامَ وَابِلُ مُزْنِ الْفَیْضِ ھُطَالَا

درود بھیجے اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ ہمیشہ
درود بھیجتا رہے جب تک خوب برسنے والا بادل برستا رہے

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ طُرًّا هُمْ نُجُوْمُ هُدٰی　　وَالتَّابِعِیْنَ لَهُمْ قَوْلًا وَّ اَفْعَالًا

اور تمام اہل بیت وصحابہ پر وہ سب ہدایت کے تارے ہیں
اور ان پر جو قولی اور فعلی طور پر پیرو کار ہیں

یَا رَاغِبِیْنَ اِلَی الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا　　وَ مُقْبِلِیْنَ عَلَی الْاَهْوَاءِ اِقْبَالًا

اے دنیا اور اس کی زیبائش کے دلدادو
خواہشات پر توجہ کرنے والے

سَتَتْرُکُوْنَ اِذَا مِتُّمْ نَفَائِسَهَا　　وَ تَهْجُرُوْنَ اَوْلَادًا وَّ اَمْوَالًا

جب تم مر جاؤ گے تو اس دنیا کی تمام چیزوں کو چھوڑ دو گے
بلکہ ہر مال واولاد کو بھی چھوڑ دو گے

وَ تَسْکُنُوْنَ تُرَابًا مُظْلِمًا وَّحْشًا　　حَتّٰی اِذَا جَاءَ وَعْدُ اللّٰهِ مَا قَالَا

وحشت ناک تاریک مٹی میں تمہیں رہنا ہوگا
اللہ کا فرمان شدہ وعدہ آ کر رہے گا

فَدُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا وَالْجِبَالُ کَذَا　　تُشِیْبُ شِدَّتُهٗ الْوِلْدَانَ اَهْوَالًا

پس زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا
جس کی ہولناکی کی شدت بچوں کو بوڑھا کر دے گی

اُوْلَاتُ حَمْلٍ یَّضَعْنَ الْحَمْلَ مِنْ فَزَعٍ　　وَالْمُرْضِعَاتُ اِذَا یَنْسِیْنَ اَطْفَالًا

خوف زدہ ہو کر حمل والی عورتیں حمل گرا دیں گی
دودھ پلانے والی عورتیں (شیر خوار) بچوں کو بھلا دیں گی

وَ یُحْشَرُ النَّاسُ اَفْوَاجًا لِمَوْعِدِهِمْ　　وَ حَامِلِیْنَ مِنَ الْاَوْزَارِ اَثْقَالًا

تمام لوگوں کو فوج در فوج اکٹھا کر دیا جائے گا
یہ سب اپنے اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے

وَاللّٰہُ یَحکُمُ بَینَ الخَلقِ اَجمَعِھِمُ   لَا یَظلِمُ النَّاسَ بَل عَدلًا وَّ اَفضَالًا

اور اللہ تعالی تمام مخلوق کے بیچ فیصلہ فرمائیں گے
وہ (یعنی اللہ تعالی) لوگوں پر ظلم نہیں کریں گے بلکہ عدل و فضل فرمائیں گے

یُقِیمُ مِیزَانَ قِسطٍ ثُمَّ یَاْمُرُھُمُ   یَا حَاضِرِینَ زِنُوا الیَومَ اَعمَالًا

وہ عدل وانصاف کا میزان قائم کریں گے پھر حکم دیں گے کہ
اے حاضرین آج تم اعمال کو تولو (وزن کرو)

فَاِنْ یَّکُنْ حَسَنَاتُ الْمَرْئِ رَاجِحَةً   بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ قَدْ نَالَ مَا نَالَ

اللہ کے فضل وکرم سے اگر آدمی کی نیکیوں کا (پلہ) جھکا ہوا ہوگا
تو وہ شخص جو بھی پانا ہے پا کر رہے گا

وَمَنْ یَّخِفُّ لَهُ الْمِیزَانُ مِنْ عَمَلٍ   یَلْقٰی عَذَابًا وَ ا لَامًا وَّ اَنْکَالًا

اور عمل کا میزان جس شخص کا ہلکا ہوجائے گا
تو وہ عذاب وتکالیف اور عبرتناک سزائیں پائے گا

اَیْنَ الْفَرَارُ وَ کَیْفَ الْحَالُ یَوْمَئِذٍ   یَا مَنْ یُضِیْعُ مَتَاعَ الْعُمْرِ اِھْمَالًا

اس دن کہاں بھاگو گے؟ کیسے حال ہوگا
اے وہ شخص بے کار میں جو زندگی کو ضائع (وبیکار) کردیا ہے

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ فِی سِرٍّ وَّ فِی عَلَنٍ   مِنْ قَبْلِ اَنْ تَبْلَغَ الْاَقْدَارُ اٰجَالًا

علانیہ اور خفیہ (ہر دو حال میں) تم اللہ سے توبہ کرو
قبل اس کے کہ تقدیریں اپنی مدت کو پالیں (یعنی موت سے پہلے)

أَلَا وَ شُدُّوْا نِطَاقَ الشَّرْعِ فِیْ وَسْطٍ   وَقَطِّعُوْا مِنْ ثِیَابِ الْوَرْعِ سِرْبَالًا

آگاہ رہو (خبردار) شریعت کا پٹہ کس کر رکھو (یعنی شریعت پر سختی سے کاربند رہو)
شلوار (پائے جامہ) کیلئے تقوی والے لباس کو کٹوائی کا اہتمام کرو یعنی ٹخنے سے اوپر تہہ بند یا شلوار یا پائنٹ وغیرہ کی سلوائی۔

وَ رَاقِبُوا اللّٰہَ بِالْاَسْرَارِ خَالِیَۃً عَمَّا سِوَی اللّٰہِ تَعْظِیْمًا وَ اِجْلَالًا

تنہا حالت میں بھی تم اللہ کی کبریائی کا خیال رکھو
اللہ کی طرف یکسو ہو کر اس کی عظمت وجلال کا خیال رکھو

یَرْزُقُکُمُ اللّٰہُ اَنْوَاعَ النَّعِیْمِ اِذًا وَیَسْقِیْکُمْ بِکُؤُوْسِ الْقُرْبِ سَلْسَالًا

تو اللہ تعالیٰ تمہیں قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا
اور وہ تمہیں قرب ونزدیکی کے پیالوں سے شیریں (مشروب) پلائے گا

ہٰذَا الطَّرِیْقُ طَرِیْقُ الْحَقِّ مُتَّضَحٌ وَ لَا یَنَالُ ہُدًی مَنْ عَنْہُ قَدْ مَالَا

یہ راستہ حق کا راستہ واضح ہے۔۔۔جو اس سے ہٹا وہ ہدایت نہیں پا سکتا

خَیْرُ الْکَلَامِ کَلَامُ اللّٰہِ مَوْعِظَۃً مُفَتِّحًا لِلْقُلُوْبِ الْغُلْفَ اَقْفَالًا

وعظ ونصیحت کے اعتبار سے اور دلوں کے غلاف وقفلوں کے نقطۂ نظر
سے بہترین کلام، اللہ کا کلام ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الرَّجِیْمِ کَمَا مِنْ تَابِعِیْہِ اِذَا یَدْنُوْنَ اِضْلَالًا

مردود کے شر سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں
اس طرح اس مردود کے پیروکاروں سے چوں کہ وہ بھی گمراہ کرتے ہیں

مَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَآئَ اللّٰہِ مُحْتَسِبًا فَوَعْدُہٗ ، کَانَ مَاتِیًّا کَمَا قَالَا

اجر وثواب پانے کی غرض سے جو بھی اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے
تو اس کا وعدہ ہو کر رہنے والا ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے

بَارَکَ اللّٰہُ فِی الْقُرْآنِ لِیْ وَ لَکُمْ وَ یَنْفَعُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ و الْبَالَا

اور برکت دے اللہ تعالیٰ قرآن میں مجھے اور تمہیں
اور سماعت بصارت کو فائدہ پہونچائے

یَا رَبِّ وَفِّقْنَا لِمَ تَرْضٰی وَ تُحِبُّہٗ　　لَقَدْ رَجَوْنَا کَثِیْرًا فِیْکَ آمَالًا

اے پروردگار تو ہمیں ایسی چیزوں کی توفیق دے جسے تو پسند کرتا ہے

اور ہم نے تجھ سے بہت امیدیں باندھ رکھے ہیں

اِرْحَمْ مُصِیْبَتَنَا وَ اغْفِرْ خَطِیْئَتِنَا　　نَدْعُوْکَ فِیْ کُرْبٍ ذُلًّا وَاِقْلَالًا

تو ہمارے مصیبت زدوں پر رحم فرما ہماری خطاؤں کو بخش دے

ہم عاجزی کے ساتھ مصیبت میں تجھ سے دعا کر رہے ہیں

نَخْشٰی عَذَابَکَ نَرْجُوْ رَحْمَۃً وَ رِضًی　　وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَحْوَالًا وَ اَقْوَالًا

اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تیری مہربانی اور خوشنودی کے ہم طلب گار ہیں

اور تو ہمارے حال وقال کو جانتا ہے۔

* غزلیات فارسی *

حضرت قطب الہندؒ فارسی کے بھی بہت بڑے ادیب وشاعر تھے۔ اس زبان میں بھی آپکا بڑا فصیح وبلیغ کلام حکیمانہ ومعرفانہ حقائق پر مبنی میں ہے۔فارسی غزلیات وقصائد پر ضخیم دیوان ہزار ہا ابیات پر مشتمل ہے جن سے میں سے چند غزلیات بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ فارسی اردو اور ہندی میں آپ کا تخلص فقیرؔ تھا۔

......{غــزل (فارسی)}......

۱) بے کسے نیست التجا مارا　　بس بود دردِ دل دوا مارا

ہماری التجا کسی سے نہیں ہمارا دردِ دل ہی ہماری دوا ہے۔

۲) بخیالات خویش مشغولیم　　هست تاخویش شغلها مارا

ہم اپنے ہی خیالات میں مشغول ہیں جب تک ہم ہیں ہمارے لئے اشغال ہیں۔

۳) کونچه گردیم و گرد کونچه شدیم　　تابکویت برد هوا مارا

ہم اس کی گلی ہوجائیں اور اس کی گلی کی گرد بن جائیں تا کہ ہم کو ہوا اس کی گلی تک لیجائے۔

۴) ایکه برعلم وزهدمی لافی　　حور وغلما ترا ، خدا مارا

اے شخص جو اپنے علم اور زہد پر لاف زنی کرتا ہے تجھ کو حور و غلماں مبارک اور ہم کو خداوند تعالی

۵) بچه ارزد جهان بچشم فقیرؔ　　دولت فقر شد عطا مارا

یہ دنیا فقیر کی نظر میں نہیں جچتی ہم کو فقر کی دولت عطا ہوئی ہے۔

......{غــزل}......

۱) درعشق روئے شوریده حالم　　هوش ازسرم رفت عقل از خیالم

عشق میں شوریدہ حال ہوں، ہوش میرے سر سے اور خیال سے عقل جاتی رہی۔

۲) از مهر روئے بدر منیرش　　پشتِ خمیده همچو هلالم

اس کے بدر منیر چہرے کی مہربانی سے، میری کمر ہلال کی طرح خمیدہ ہوگئی ہے۔

۳) رانند دایم بر در مگس وار　　باشد که بخشد شهد وصالم

وہ مکھی کی طرح ہر وقت اپنے در سے ہنکا لتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے شہد وصال بخشیں

۴) خواهم چو بلبل در گلشن وصل　　روزے دهد باز آن نونهالم

میں چاہتا ہوں کہ بلبل کی طرح گلشن وصل میں، مجھے کسی دن پھر وہ نونہال دے دے

۵) تاروئے خود را بر آستانش　　باعجز و زاری برخاک مالم

میں اپنا چہرہ اس کے آستان کی خاک پر، عاجزی و زاری کے ساتھ ملتا ہوں۔

۶) من خود ندارم سویش وسیله　　الّاکه گوید بس این مقالم

میں خود اس کی طرف کوئی، وسیلہ نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ.....................

۷) من گرد تیره اُو مهر تابان آه از کجا خواست فکر محالم

میں تاریک مٹی اور وہ مہر تاباں، ہائے میری فکر نے اس محال کو کیسے طلب کرلیا

۸) یا پیر رهبر محتاج پرور محبوب سبحان مقبول عالم

اے پیرِ محتاج پرور، اے محبوب سبحان و مقبول عالم

۹) دانم که از لطف بیند سوئ من رحمی نماید بر ضعف حالم

جانتا ہوں کہ مہربانی سے میری طرف دیکھتے ہیں، میرے ضعف حال پر رحم کرتے ہیں

۱۰) مسکین فقیرم یاشاه جیلان لله شیأ هست این سوالم

اے شاہ جیلانی میں مسکین و فقیر ہوں، آپ سے سئ اللہ میرا سوال ہے۔

** مکتوبات وقصائد **

آپ کے مکاتیب کی عربی و فارسی، ہندی، اردو میں ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے جو سینکڑوں خطوط و مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کی طباعت و اشاعت میں وابستگان سلسلہ شجاعیہ و اہلیان علم و ہمدردان اسلام و معتقدین بزرگان دین کی دلچسپی و نظر کی اشد ضرورت ہے۔ اس جگہ چند ضروری قصائد و مکاتب لکھے جاتے ہیں۔ اس قصیدہ کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے یہاں ایک خط میں لکھ کر بھجا تھا۔ جو حضرت قطب الہندؒ سے خاص تعلق خاطر رکھتے تھے اور اکثر اپنے مکتوبات میں حضرت قطب الہندؒ کی بے حد مدح و ثنائی ہے۔ عربی زبان میں حضرت قطب الہندؒ کی تعریف میں چند اشعار بھی لکھے ہیں جو ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

** قصیدہ عربی **

القتنی النفس فی جبّ عصیان ولاتبالی بخسران ونقصان

نفس نے مجھے چاہ عصیاں میں ڈالدیا اور خسارہ و نقصان کی پرواہ نہ کی

فمن لها بالتقاظ من غیابت کا بن یعقوب من حُبّ بکنعان

اپنے غیاب میں کون اسے نکالیگا کونین کی گہرائی سے ابن یعقوب کی طرح ہے جو چاہ کنعان میں تھے

یاویلها بنواهی الله تامرنی وعن اومرها کلفت تنهالئ

ہائے افسوس اللہ کی منع کردہ چیزوں کا مجمع حکم دیتا رہا اور اوامر ہی بجا لانے سے مجمع روکتا رہا

لاتشتری نعمة العقبی لعاجلها ولاتخیرباقی ها علی الفانی

نہ وہ اپنی عجلت سے نعمت عقبیٰ کو خریدتا ہے ور نہ باقیات عقبیٰ کو فانی پر ترجیح دیتا ہے

ماذا اقول اذا الجبار یئسالی یوم القیمة ماقدمت یاجانی

میں قیامت کے دن کیا کہوں گا جب جبار (اللہ) مجھے دریافت کریگا کہ اے مجرم تونے کیا عمل پیش کیا؟

ابکی واطرق راسی من فجالة ما نقضت عهدی باخطاء ونسانی

میں رووں گا اور شرمندگی سے اپنا سر جھکالوں گا
کیونکہ میں نے غلطی اور بھول سے اپنے عہد کو توڑ دیا

اقول تسالنی وبی لتفضنی وانت تعلم اظهاری وکمّانی

میں عرض کروں گا (اے رب) تو مجھے دریافت کرر ہا ہے
تا کہ میں شرمندہ ہو جاؤں جبکہ تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے

انی اکتسبت ذنوبا لیس یکسبها من یسکن الارض من جن وانسانی

بیشک میں نے ایسے گناہ کئے جو اہل زمین کے جن و انس نے نہ کئے

لکنی قط لم اعبدسواک ولا حنیت ظهری لاصنام ...

لیکن میں نے کبھی بھی تیرے سوائے کسی کی عبادت نہ کی
اور نہ خود کو بتوں اور (تیرے جھوٹے) ہمسروں کے سامنے جھکایا۔

شھتّدت انک انت اللہ لیس له ضدّ ولا ندولا مثل ولاثانی
میں نے گواہی دی کہ بیشک تو ہی اللہ ہے جسکی نہ کوئی ضد ہے نہ ہمسر نہ مثل نہ ثانی
علمت انک ذوفضل ومغفرة وانت ارحم من امی واخوانی
مجھے معلوم ہے کہ تو فضل اور بخشش والا ہے اور تو میری ماں اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے
اتیت قارع باب العفو معترفا بماتقدمت من قلبی وجسمانی
اپنے دل اور جسم سے جو میں نے کیا اسکا اعتراف کرتے ہوئے
میں باب بخشش پر دستک دینے آیا ہوں
فارحم لعبد ذلیل لیس یرحمه سواک یاامِلی فی کل اذمان
عبد کمتر پر رحم فرما (ہائے میری امید) زمانے میں تیرے سوائے اس پر کوئی رحم نہ کریگا
وصل ربی صلوة منک ذاکیة مامرّ دھرٌ وماکرّ الجدیدان
اے میرے رب اپنی جانب سے مقدس درود بھیج
تا مرور زمانہ اور دنوں جہاں کے لوٹنے تک جاری رہے
علی محمد ن المنعوت فی صحف وفی زبور وانجیل وفرقان
محمد عربیؐ جنکی نعت کا ذکر صحیفوں میں ہے یعنی زبور و انجیل و قرآن میں ہے
والال والاھل والاصحاب اجمعھم وتابیعھم بتعظیم اواحسان
اور آپ کی آل واہل اور تمام صحابہ و تابعین پر عظمت واحسان کے ساتھ رحمت نازل فرما

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کو اشعار حضرت قطب الہندؒ کے جب مکتوب کے ساتھ پہنچے تو اس کے جواب میں مولانا نے حسب ذیل چند اشعار حضرت قطب الہندؒ کی تعریف و مدح میں لکھ کر روانہ فرمائے جس سے حضرت قطب الہندؒ کے علمی تجرد و دبدبہ و شان معرفت کا اظہار ہوتا ہے۔

رایت نظما کُدّراً واکمرجان ...انار وجدا علی وجد والھنی
میں نے اس نظم کو موتی و مرجان کے مانند پایا
جس نے کیفیت وجد کو جوش دیا اور مجمع دیگر سے غافل کردیا

رأیته حسب حالی فی ندامته من   ألتی ذنوباکر ضوی اوکعسقلان

میں نے اسے ندامت میں اپنی حالت کے مطابق پایا کہ جوکوہ رضوی یاشہرعسقلان کی طرح بڑے گناہ کرتا ہے

لعل صاحبه بالکشف فاه به   حتی اتی باموٍر طابقت شانی

شائد کے صاحب نظر نے کشف سے اسے کہا ہو

حتی کہ انہوں نے ایسے امور کا ذکر کیا جو میرے حال کے موافق ہیں

خطوط منظوم عربی

ان خطوط کو مولانا حکیم غلام حسین صاحب شیخ الہندؒ کو لکھا کرتے جو فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہیں جو تصانیف ضبط تحریر کئے گئے علاوہ اس کے اور کئی تصانیف مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں جو آپ کے تصانیف میں ان کا ذکر بھی آتا ہے لیکن وہ نسخے برآمد نہیں ہوئے ہیں۔

** اُردو تصانیف ** *

شہادت نامہ (اردو): حضرت قطب الہندؒ نے ایک رسالہ ’’شہادت نامہ‘‘ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے متعلق جامعیت و معنویت کے ساتھ واقعات وحقائق کا نہایت بلیغ و فصیح انداز میں سلیس وسادہ دکنی اردو میں تصنیف کیے ہیں جو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

ہدایت نامہ (اردو): اس میں حضرت قطب الہندؒ نے بہت سارے مسائل دینیہ جو اہم وضروری ہیں ان سب سوال و جواب کے طور پر نہایت سلیس وبلیغ زبان اردو میں لکھا ہے جو خاص وعام مقبول ہوا۔ (۱۲۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

خط بطور پند و نصیحت بنام نواب غلام رسول خان والی کرنول: ۔نواب الف خاں خان بہادر والی کرنول حضرت قطب الہندؒ کا بیحد معتقد اور والہانہ محبت رکھتا تھا اور حضرت قطب الہندؒ کے مطابق ارشاد وحکم کرتا تھا۔ جب تک وہ بادشاہت پر رہا امن وچین سے حکومت کیا لیکن جب نواب الف خاں بہادر انتقال کئے تو ان کی جگہ پر نواب غلام رسول خاں فرزند اکبر کو حضرت قطب الہندؒ کے ہی حکم سے چلاتا رہا۔اس وقت تک کوئی فتنہ وفساد برپا نہیں ہوا۔لیکن جب وہ انگریزوں کے خلاف جہاد کیلئے تیاری کرنے لگا اور حضرت قطب الہندؒ سے اجازت طلب کیا تو آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد ابھی نہ کرنے کیلئے فرمایا۔لیکن غلام رسول خان نے آپ کے ارشاد اور حکم کی تعمیل نہ کر کے تیاری شروع کردی اور انگریزوں کے خلاف جہاد شروع کردیا۔ ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہ ہونے پایا کہ فریجر رزیڈنٹ بلدہ خراسانی نے اپنی افواج کے ساتھ نواب غلام رسول خاں کو محاصرہ میں لے لیا اور تمام اسباب ومتاع وغیرہ ضبط کرلیا۔اور ان کو گرفتار کر کے حکومت سے بیدخل کردیا۔اور ان کی جگہ پر اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کردیا۔جب نواب کا قلمدان خاص رزیڈنٹ صاحب نے کھول کر دیکھا تو اس میں حضرت قطب الہندؒ نے نواب غلام رسول خاں کو ابھی جہاد نہ کرنے کے متعلق حکم دیا تھا۔اس خط کو مصلحتا پورا نقل کردینا مناسب سمجھا نہیں گیا اس لئے ناظرین مناقب شجاعیہ تاریخ برہان پور میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

جب رزیڈنٹ نے حضرت قطب الہندؒ کا خط پڑھا تو بے حد متاثر ہوا اور اس خط غلام رسول خاں کیلئے ایک پیشن گوئی سے تعبیر کیا اور حضرت قطب الہندؒ سے ملنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہوا۔اور چند روز کے بعد خدمت عالیہ میں حاضر خدمت ہو کر آپ کا خط دکھلا کر دریافت کیا

کہ یہ آپ ہی نے والئ کرنول کو لکھا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ہم نے غلام رسول کو اس ناجائز ارادہ سے باز رکھنے کیلئے لکھا تھا لیکن اس نے اس پر عمل نہ کر کے نقصان اٹھایا۔

اس انکشاف پر زریڈنٹ کو حضرت قطب الہندؒ سے غیر معمولی انسیت وعقیدت دل میں پیدا ہوگئی۔ اور چند صحبتوں کے بعد وہ حضرت قطب الہندؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور حضرت قطب الہندؒ نے اس کا نام غلام احمد خراسانی رکھا۔

(بحوالہ تاریخ مناقب شجاعیہ۔ تاریخ برہان پور۔ تاریخ محبوب ذوالمنن۔ تاریخ خورشید جاہی۔ گلزار آصفیہ۔)

باب سوم

در بیان کرامات

حضرت قطب الہندؒ

حضرت قطب الہندؒ کے کرامات اور خرق عادات کا

کامل احاطہ تحریر میں لانا اس مختصر رسالے میں ناممکن ہے

لیکن نمونے کے طور پر

چند واقعات کرامات درج ہیں۔

در بیان کرامات

حضرت قطب الہندؒ کے کرامات کی چند واضح مثالیں مثلاً بڑے بڑے وزراء و علمائے اہل ہنود کا حضرت کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جب ازلی مقبولیت سے جس کسی کو تقرب بارگاہ رسالت مآب ﷺ مرحمت ہوتا ہے تو اس مرد کامل سے کرامات اور خرق عادات کا ظاہر ہونا ایک ادنی سی بات ہے کیوں کہ ولی کامل کی قوت کشف اللہ سبحانہ تعالی کی جانب ایسے پر اثر اور پر زور ہوتی ہے کہ محالات عقیلہ اس کے سامنے آسان ہو جاتے ہیں جیسے کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الہ　　　　　　تیر جستہ باز گردندزہ راہ

ہر چند حضرت قطب الہندؒ کے کرامات اور خرق عادات کا کامل احاطہ تحریر میں لانا اس مختصر رسالے میں ناممکن ہے لیکن نمونے کے طور پر چند واقعات کرامات کے ہدیہ ناظرین کر دینا ضروری ہے اس لئے درج ذیل کئے گئے ہیں۔

چونکہ حضرت قطب الہندؒ خود اپنے معاصرین بزرگان دین کی نظر میں بے حد قدرو منزلت اور عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اور حضرت قطب الہندؒ کے معاصرین بزرگان دین اپنے مریدین کو حضرت قطب الہندؒ کے خدمات عالیہ میں بھیجا کرتے تھے جن کو حضرت قطب الہندؒ کی صحبت بابرکت ونظر خاص اس کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی تھی۔ آگے چل کر واقعات سے خود پتہ چل جائیگا کہ حضرت قطب الہندؒ کی کیسی شان اور کیا مقام و مرتبہ تھا۔ آپ کے معاصرین خود آپ کو قطب اور غوث ثانی کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔

راجہ شمبھو پرشاد وزیر فینانس کا اسلام سے مشرف ہونے کا واقعہ: جامع شجاعیہ کی موجودہ بلڈنگ موقوعہ چارمینار زنانی مکان لنگر خانہ اور اقامت خانہ کیلئے بکیں (تابوت) تیار کی گئیں اور حضرت قطب الہندؒ کے متعلقین وغیرہ کو برہان پور سے طلب کرلیا گیا اور حضرت قطب الہندؒ برہانپور سے حیدرآباد تشریف لاکر مقام متذکرہ صدر میں اقامت پذیر ہو گئے۔

حضرت قطب الہندؒ کے خانقاہ اور لنگر خانہ سے متصل راجہ شنو پرشاد وزیر فینانس سرکار آصفیہ کی دیوڑھی تھی (جس کے ایک حصہ میں اس وقت دارالعلوم ہائی اسکول موجود ہے) راجہ صاحب جو اس وقت تک حضرت قطب الہند سے واقف نہیں تھے ایک روز اپنی دیوڑھی کی قد آدم گہری مہری تھی جس کا گزر خانقاہ کے نیچے تھا۔ جب مہری صاف کروانے کے لئے مزدوروں کو حضرت قطب الہندؒ کے پاس بھیجا گیا تو مزدوروں نے آکر اس کی اطلاع دی کہ اگر اجازت دی جائے تو ہمارے سرکار کی دیوڑھی کی مہری جو خانقاہ کے نیچے سے گئی ہوئی ہو صاف کی جائے دی۔

اس وقت حضرت قطب الہندؒ خانقاہ میں موجود نہیں تھے اور مریدین نے اطلاع دی کہ تم لوگ کل آکر حضرتؒ سے اجازت لے کر مطلوبہ مہری کو صاف کرلیں اس واقعہ کو مزدور راجہ صاحب سے ذکر کئے۔ راجہ صاحب جو اس دور میں وزیر فینانس تھے اس اطلاع پر بھڑک گئے اور کہے کہ کون فقیر ہے ہماری دیوڑھی کے پڑوس میں مقیم ہوا ہے جو ہمارے کاموں میں رکاوٹ کا سبب بن رہا ہے اور نیز غصہ میں بہت کچھ الفاظ کہہ دیئے۔ پس اسی شام شنبو پرشاد کو خواب پڑا، کیا دیکھتے ہیں کہ چند بزرگ لوگ شنبو پرشاد کو پکڑے ہوئے دیوڑھی کے عقب میں ایک کھلے ہال میں لاکر کھڑا کردیئے ہیں۔ راجہ صاحب نے دیکھا کہ

ان کے روبرو ایک بزرگ تشریف فرما ہیں جس نے ان کو کبھی دیکھا نہیں تھا جیسے ہی اس کی نظر ان بزرگ پر پڑی گھبرا گیا اور اپنے خادمین کو پکارنے لگا اور حضرت یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اس کو مخاطب فرما کر کہہ رہے ہیں کہ تم اپنی دیوڑھی کی مہری تو صاف کروا رہے ہو لیکن کبھی اپنے قلب کی مہری بھی صاف کیئے کہ جس میں کتنی کفر کی گندگیاں بھری ہوئی ہیں۔

یہ الفاظ سن کر شنبو پرشاد شرمندگی اور سکتہ کی سی حالت میں کھڑے تھے۔خواب سے ہوشیار ہو گیا صبح اپنی چہیتی بیگم مسماہ افضل بیگم کو یہ سارا واقعہ سنایا اور نادم ہو کر کے میں نے کل حضرت قطب الہندؒ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیئے تھے جس پر مجھے خواب میں عتاب کیا گیا افضل بیگم نے جب یہ سب باتیں سنیں تو غسل کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو حضرت ممدوح نے کہلا بھیجا کہ فقیروں کے پاس امیروں کی کیا ضرورت ہے اگر آنا ہی مقصود ہو تو اپنے شوہر کے ہمراہ آنا جب افضل بیگم نے حضرت قطب الہندؒ کے دبدبہ وتقوی دیکھا تو اس پر بے حد اثر ہوا اور اپنے شوہر شمبھو پرشاد سے واقعات بیان کیئے۔شمبھو پرشاد پر بھی اس کا بے حد اثر ہوا اور اس نے تہیہ کر لیا کہ اگر خدمت میں حاضر ہونا ہی ہے تو اپنے قلب کی گندگی کو دور کرنے کا عہد کر کے حاضر ہوں گا۔پھر اس نے بادشاہ وقت ناصر الدولہ آصفجاہ خامس سے اپنے قبول اسلام کی اطلاع کر دی اور فوری ایک دن حاضر خدمت ہو کر مع اپنے دوسو افراد خاندان کے روبرو حاضرین مجلس مولوی اللہ والے صاحب حضرت علامہ عبد اللہ فرزند قطب الہندؒ مولوی سید عبد الکریم صاحب مولوی بدر الدین صاحب ناصر الدولہ آصفجاہ خامس امیر الملک طالب الدولہ شمس الامراء وغیرہ اسلام سے مشرف ہوئے۔اور ان کا سابق نام شنبھو پرشاد کے بجائے اسلامی نام غلام رسول رکھا گیا اس

طرح دوسرے افراد خاندان کے نام بھی اسلامی بنیاد پر رکھے گئے۔

یہ واقعہ سرزمین دکن ہی کیلئے نہیں بلکہ سرزمین ہند کیلئے بے مثال اور اہلیان اسلام کیلئے قابل فخر تھا اور اسلام لانے کے بعد از سرنو افضل بیگم کا نکاح اسلامی اصول پر (شمبھو پرشاد) یعنی غلام رسول کے ساتھ کر دیا گیا اور سارے شہر میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔اس کے بعد ہزاروں آدمی عقیدت سے حاضر خدمت ہو کر فیضان محمدی سے مستفیض ہونے لگے۔ اس کے بعد غلام رسول صاحب نے حضرت قطب الہندؒ سے وہ عقیدت والہانہ پیدا کئے کہ ایک دم حضرت کی فرقت کو گوارا نہ کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت قطب الہندؒ کے مکان میں سے ایک دروازہ اپنے مکان خاص میں کھلوائے اور اس راستہ سے آمدرفت رہا کرتی یہاں تک کہ غلام رسول صاحب کے انتقال کے بعد بھی غلام رسول صاحب کا مدفن حضرت قطب الہندؒ کے دائیں بازو احاطہ شجاعیہ مین واقع ہے۔

<u>غلام مرتضٰی کمندان کے اسلام لانے کا واقعہ:</u> حضرت قطب الہندؒ کی دوسری کرامت اس طرح ہوئی کہ راجہ چندولعل کے وقت مسمیٰ متیا کمندان (۲ ہزار فوج) کے باقاعدہ سپہ سالار تھے وہ اپنے بیٹے کی شادی بڑی شان وشوکت سے شروع کئے اور بروز شب گشت ایسے واقعات اور ممانعات درپیش ہوئے جس سے ان کا دل اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہو گیا اور وہ مسلمان ہونے پر مستعد ہو گئے۔

ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ ایک زبردست بزرگ ہستی کے ہاتھ مسلمان ہورہے ہیں اور ان کا دل اسلام سے منور اور مطمئین ہورہا ہے اور بار بار ان بزرگ کے آنکھ سے آنکھ ملاتے ہیں ان کے دل مین اطمینان اور سکون پیدا ہوجاتا ہے اور خواب

سے بیداری کے بعد دربار آصفیہ میں حاضر ہو کر ناصر الدولہ آصفجاہ خامس سے اپنے خیال اور اپنی آرزو کا اظہار کیا۔ ناصر الدولہ بہادر اور ان کے مصاحبین دربار میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ کمندان جیسا مذہب ہنود کا سخت پابند آدمی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق کیسے ہوئی پھر دریافت پر تمام احوال سنائے گئے اور اس خواب کا واقعہ بھی سنایا گیا۔ چونکہ متیا کمندان حضرت ممدوح ؒ کو کبھی دیکھے بھی نہیں تھے اس لئے سوچا کرتے کہ وہ کونسے ایسے بزرگ ہوں گے کہ جن کے ہاتھ پر خواب میں اسلام لایا ہوں اور بغیر ان کے اسلام کی حقیقت نہیں جانتا تھا۔ جب اس بات کی شہرت ہوگئی تو اکثر علماء مشائخین (متیا کمندان) کو اپنے اپنے ہاتھ پر مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرنے لگے۔ چنانچہ بادشاہ وقت اور راجہ چندولعل وغیرہ نے ان چند علماء اور مشائخین کی طرف متوجہ کر کے کہے کہ فلاں بزرگ کے ہاتھ پر تم اسلام لے آؤ تو مناسب ہے۔ مگر متیا کمندان کو تو اپنے خواب کی تعبیر پوری کرنے کی خواہش تھی اس لئے اس واقعہ کی پورے شہر میں شہرت ہوگئی اور ہر شخص کی نظر متیا کمندان سپہ سالار پر لگی ہوئی تھی کہ کس کے ہاتھ پر اسلام لاتے ہیں اور اہل ہنود کی گردنیں شرمندگی سے جھکی ہوئی تھی کہ سب سے بڑا آدمی اسلام قبول کرنے پر تلا ہوا ہے۔

آخر کار ایک دن غلام قدر خاں بہادر صدر المہام کی والدہ جو حضرت قطب الہند ؒ کی مریدتھیں ایک تقریب مقرر کیں اور اس تقریب میں حضرت قطب الہند ؒ تشریف فرما تھے اور دیگر دعوتی بھی موجود تھے۔ ناصر الدولہ بہادر وزراء اور روساء مشائخ عظام وغیرہ بھی مدعو تھے۔ متیا کی نظر جیسے ہی حضرت قطب الہند ؒ پر پڑی اپنے خواب کی مبینہ شکل پا کر دوڑتے ہوئے قدمبوس ہوئے اور خواب کا واقعہ بیان کر کے عرض کئے کہ غلام کا اب مطلب بر آیا مجلس تقریب میں اس واقعہ سے ہر شخص کو مسرت ہوئی اور بے تحاشہ با آواز بلند تکبیر پکار اٹھے

اور دوسرے روز جامع مسجد چارمینار میں اجتماع عام منعقد ہوا اور بڑے تزک واحتشام سے حاضر خدمت ہو کر تین سو ہمراہی کے حضرت قطب الہندؒ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت قطب الہندؒ نے ان کا نام غلام مرتضی مقرر فرمایا۔ اور اب ان کا مرقد جہاں نما میں غلام مرتضی کمندان کی چھاؤنی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد روز کئی عورتیں اور مرد مسلمان ہونے لگے۔

صاحب حسین کمندان سپہ سالار کا اسلام لانا: تیسری برکت ایک یوں ہوئی کہ صاجو کمندان جو دس ہزار با قاعدہ افواج کے سپہ سالار تھے چند روز کے بعد وہ بھی دوسو آدمیوں کے ہمراہ حضرت قطب الہندؒ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ حضرت قطب الہندؒ نے ان کا نام صاحب حسین رکھا جب یہ تین بڑے بڑے ذی رتبہ روساء مسلمان ہوئے تو کئی اشخاص اس کے بعد اسلام لانے لگے جس کی وجہ سے اسلام ومسلمانوں کا حلقہ بڑھنے لگا اور کفر واہل اصنام کا زور ٹوٹ گیا اور یہ کہئے کہ بالکلیہ خاتمہ ہو گیا۔ تواریخ (تاریخ مناقب شجاعیہ) میں حضرت قطب الہندؒ کو دکن میں پہلے ترقی اسلام وتعلیمات محمدی ﷺ کا بانی قرار دیتے ہیں۔

کرامات وخرقِ عادات

واقعہ [۱] نماز اشراق میں مریدین پر توجہ فرمانا: عادت شریف تھی کہ ہر روز بعد نماز اشراق مریدین پر توجہ فرماتے اور نماز میں بھی توجہ کا اثر مقتدیوں پر ظاہر ہوا کرتا۔ ہر روز نماز فجر میں کثیر مسلمانوں کی جماعت ہوا کرتی۔ دور دور سے لوگ خصوصا نماز فجر وعشاء میں شریک ہونے کیلئے والہانہ اشتیاق سے آیا کرتے حالت نماز میں آپ کے تکبیر تحریمہ

کے ساتھ مریدین کی ایک حالت بیخودی و اضطرابی کی سی ہو جاتی اور کئی لوگ چیخ مار کر بیہوش ہو جاتے۔ایک بار آپ نے میر شمس الدین صاحب سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی نماز میں چیخ مارے تو اس کو باندھ لینا۔اتفاقاً مولوی بدرالدین صاحب نے آپ کے تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی چیخ مار کر بے خود ہوتے ہی میر شمس الدین صاحبؒ نے ان کو حسبِ الحکم حضرت قطب الہند باندھ کر تھامے ہوئے لے چلے مگر وہ حالت بے خودی میں حوض کے قریب بری طرح گر پڑے جس سے سر پھوٹ گیا اور خون پھواروں کی طرح نکلنے لگا۔حضرتؒ نماز سے فارغ ہو کر ان کے پاس تشریف فرما ہوئے اور پانی پر دعا دم کر کے جب ان کے سر اور منہ پر مارے تب مولوی صاحبؒ کو ہوش آیا اور خون نکلنا بند ہو گیا۔اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اب سے ہم حالت نماز میں توجہ نہیں دیا کرینگے۔اگر کوئی گر کر ہلاک ہو جائے تو مناسب نہیں۔

واقعہ [۲] قطب الہند کے صاحبزادے شہید الاسلام کی شہادت: ایک روز حضرت قطب الہندؒ کے اکلوتے صاحبزادے حضرت قدرۃ السالکین علامہ حافظ عبداللہ صاحب شہیدؒ نے اپنے والد بزرگوار سے حج بیت اللہ و زیارات سلسلہ بزرگان کا قصد کر کے حضرت قطب الہندؒ سے اجازت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا ابھی وقت جانے کا نہیں ہے۔اس پر صاحبزادے نے سکوت اختیار کئے پھر چند عرصہ کے بعد اجازت طلب کی گئی حضرتؒ نے اس بار بھی اجازت نہیں دی اس طرح اشتیاق بڑھتا جاتا تھا اور بار بار اجازت پر مصر ہوتے تو آخر کار اجازت دے دی گئی اور جاتے وقت آخری تلقین و وصیت فرما کر روانہ فرمائے صاحبزادے صاحب پدر بزرگوار کی سنت کے موافق پا پیادہ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔باوجود شاندار سواریوں کے پیدل سفر ہی کو ترجیح دیئے۔آپ کے ساتھ خاص معتقد

رکھ لیا جب اُدیگر متصل دیوُنی ایک قصبہ کے قریب پہونچے تو اہلیان قصبہ نے اجنبی مسافر سمجھ کر قریب کے سوکھے باولیوں سے واقف کرادیئے تا کہ رات کے وقت دھوکے سے گر نہ جائیں۔ لیکن یہ اہل کشف بزرگوں پر باوجود منکشف ہونے کے مشیت ایزدی کے سامنے کچھ نہ چل سکتی رات کو جب تہجد کے لئے پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو پانی کی تلاش میں مرید صاحب اندھیرے میں ڈھونڈھتے ہوئے ایک خشک باولی میں گر پڑے تھوڑی دیر بعد حضرت علامہ شہیدؒ ان کی تلاش میں نکلے اور اسی راستہ پر سے اسی باولی میں گر پڑے جس باولی میں مرید صاحب گرے چوں کہ باولی کافی گہری تھی اس لئے جانبر نہ ہوسکے جب صبح کو گاؤں والوں نے دیکھا مسافروں کا ساز وسامان رکھا ہوا ہے لیکن وہ موجود نہیں تو سمجھ گئے کہ کسی باولی میں گر پڑے ہوں گے تلاش کرنے پر قریب کی باولی میں دونوں اصحاب کی نعش مبارک دکھائی دی تمام گاؤں والے جمع ہوئے اور آپ دونوں کو نکال کر تحقیق کیلئے رکھ دیا اسی شام ایک متقی شخص کے خواب میں حضرت علامہ شہیدؒ آ کر فرمارہے ہیں ہم کو زیادہ دیر بے ٹھکانہ مت رکھوا پنے ٹھکانوں پر پہونچادو وہ شخص نے تمام گاؤں والوں کو خواب کے واقعہ سے مطلع کیا اور فوری غسل دے کر بعد نماز جنازہ اسی گاؤں میں دفن کر دیئے گئے ادھر جس وقت یہ حادثہ ہوا بوقت تہجد حضرت قطب الہندؒ جامع مسجد کے صحن میں ۲/ بجے رات کو اضطراب کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔ مریدین وطلباء جامعہ نے یہ غیر معمولی حالت دیکھ کر متحیر ہوئے اور کسی میں یہ جراءت نہیں ہوتی تھی کہ وجہ دریافت کریں۔ جب غلام رسول صاحب وزیر فینانس کو معلوم ہوا فوری حاضر ہو کر وجہ دریافت کئے تو حضرتؒ کے زبان مبارک سے صرف اتنا ہی نکلا کہ حافظ عبداللہ خدا کو پیارا ہو گیا ہے یہ سننا تھا کہ کہرام مچ گیا اور پورے شہر میں اطلاع ہوگئی اور ناصر الدولہ آصفجاہ نے فوری تیز رفتار سوار معلومات کیلئے روانہ کئے اور چند روز بعد

اطلاع ہونے پر واقعہ سچ نکلا۔ پورا شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔

حضرت قطب الہندؒ نہایت صبر و تحمل سے تمام مریدین و معتقدین وغیرہ کو صبر و رضا کی تلقین فرمارہے تھے ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ اُو دگیر سے حضرت علامہ شہیدؒ کی نعش مبارک کو حیدرآباد لالیا جائے۔ ناصر الدولہ آصفجاہ منیر الملک غلام رسول صاحب یہاں تک کہ حضرت شاہ سعد اللہ صاحبؒ نے بھی کہا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا افشاء راز کی وجہہ دفن کے بعد قبر کھولنا منع ہے اس پر بھی تمام لوگ اصرار کرتے رہے۔ آخر پندرھویں دن آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ اب نعش منگوالی جائے۔

چنانچہ ناصر الدولہ آصفجاہ نے فوری فوج کے جمعیت کو نعش مبارک لانے کیلئے روانہ کردیا۔ ہمراہ غلام رسول صاحب غلام مرتضی کمندان سپہ سالار اللہ والے صاحب قبلہ مولوی بدرالدین صدر الصدور وغیرہ روانہ ہوئے۔

جب نعش کو نکالنے پر مستعد ہوئے تو وہاں کے روافض نے کہنا شروع کئے اب تک لاش کہاں باقی رہی ہوگی غرض قبر کو کھولنا تھا۔ ایک خوشبو سے فضاء معطر ہوگئی اور نعش مبارک کے علاوہ کفن کو تک دھکا نہیں لگا۔ معترض لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر اور تائب ہوئے اور دوسرے لوگ سجدہ شکر بجالائے۔

جب نعش کا صندوق بڑے اہتمام کے ساتھ فوج کی حفاظت میں بلدہ کو پہونچا تو لاکھوں عوام ٹوٹ پڑے اور بے پناہ ہجوم غم واندوہ کی حالت میں اپنے کاروبار کو بند کر کے نماز جنازے میں شرکت کے لئے مکہ مسجد میں جمع ہونے لگا۔ شہر کے بڑے مقامات پر فوج متعین کردی گئی اور سخت انتظامات کئے گئے اور نماز جنازہ مکہ مسجد کے باہر تک ادا

ہوئی پھر بھی آدھے سے زائد لوگ باقی تھے تو سہ بار جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔اور نعش مبارک کو جب باہر لایا گیا تو اژدھام کے سبب سے کئی سو آدمی بے ہوش ہو گئے۔ آخر کار حضرت قطب الہندؒ کے روضہ سے کچھ دور برہنہ شاہ سڑک پر ایک احاطہ میں موجود مقبرہ شہید کے نام سے موسوم ہے میں تدفین عمل میں آئی۔نعش مبارک کو قبر میں اتار کر حضرتؒ کو آخری دیدار کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا قیامت کے دن دیکھنا ہوگا۔بہت ہی اصرار پر جب قبر کے قریب پہونچے اور دیدار فرمایا کہ یکایک نعش کے پیر کھینچے گئے آپ نے فرمایا فوری ڈھانپ دو اور ارشاد فرمایا یہ واقعہ جن لوگوں نے بھی دیکھا ہے کسی اور کے سامنے ہماری زندگی تک نہیں کہنا۔پیر کے قریب کھینچے جانے کی وجہ یہ تھی کہ والد بزرگوار رخ کے پائنتیں کھڑے تھے۔جس کی وجہ سے سوء ادبی کو روح نے برداشت نہیں کیا اور جسم اطہر میں حرکت پیدا ہوگئی۔

آپ کے وصال کی تاریخ ۲۴/ محرم الحرام ۱۲۵۰ھ ہے۔آپ کے دو صاحبزادے (۱) حضرت علامہ حافظ دائم صاحب قبلہ (۲) حضرت علامہ حافظ قائم صاحب قبلہ اور ایک صاحبزادی حضرتہ حافظہ عوض بیگم صاحبہ ہے جو حضرت میر پرورش علی صاحب قبلہ عرف بادشاہ میاں مسجد نور قاضی پورہ سے منسوب ہوئی۔

واقعہ [۳] <u>مولانا رحیم خاں صاحب وجد و اضطراب</u>: مولانا رحیم خاں صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک بار میرے دل میں خطرہ گزرا کہ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب اور شیخ جی حالی صاحب کے مریدین میں جو حالت وجد و اضطرار کی ہوتی ہے اگر ہم لوگوں میں ہو جائے تو کیا خوب ہے۔پھر ادھر حضرت قطب الہندؒ کے قلب مبارک پر ان کے خطرہ کا اثر

اس طرح ہوا کہ وقت نیم شب حضرتؒ نے لفظ (اللہ) جل جلالہٗ کو ایک چیخ کے ساتھ ادا فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے اب جتنے لوگ اس وقت سوتے تھے سب پر اس کلمہ کی نورانیت اس طرح اثر کی کہ سب لوگ وہی لفظ مبارک کہہ کہہ کو اٹھتے۔ادھر مولانا رحیم خاں صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ وہ بھی چیخ مار کر معہ بستر اپنے روبرو دروازہ مکان زنانہ کے جو کسی قدر فاصلہ پر تھا جا گرے اور ایسی آواز ہوئی کہ جامعہ و خانقاہ گونج اٹھا۔مولانا اپنے خطرے سے متنبہ ہو کر پھر کبھی بھی اس قسم کا خطرہ خیال دل میں نہیں لائے۔اس وقت سے والہانہ عقیدت بڑھ گئی۔

واقعہ[۴] حضرت قطب الہند کا نوجوان کو زنا سے روکنا : مولانا رکن الدین صاحب سے روایت ہے کہ ایک شخص جو حضرت قطب الہندؒ سے بعیت مریدی کا مشتاق تھا اور ہر وقت حضرت کے ساتھ ہی باجماعت نماز ادا کیا کرتا تھا اور اس کو اشتیاق نکاح بھی دامن گیر تھا اور کئی بار عرض کیا کے میرا نکاح کروا دیجئے۔اس پر حضرتؒ وعدہ فرمائے کہ تمہارا نکاح ضرور کرا دیا جائے گا۔ایک روز قرآن خوانی کے صلے میں اس شخص کو کچھ رقم ملی اس نے ارادہ زنا پر مستعد ہو گیا اور بعد نماز عشاء ایک فاحشہ کے پاس گیا اور اس کو وہ قرآن خوانی کے صلہ کی رقم دے کر ارتکاب گناہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں وہ شخص کیا دیکھتا ہے کہ حضرت قطب الہندؒ کی شبیہ نہایت ہی غصہ کی حالت میں اس کے اور فاحشہ عورت کے درمیان کھڑی نظر آ رہی ہے۔یہ شخص دیکھتے ہی دہشت زدہ اور گھبرا کر اس کو کچھ کہے بغیر باہر بے تحاشہ بھاگ گیا۔

اب یہ شخص مارے شرم کے مسجد میں آنا اور حضرت کے ساتھ نماز پڑھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ تین مہینے تک حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔اس غیر حاضری پر حضرت

نے رکن الدین صاحب سے وجہ دریافت کی چونکہ اس معاملہ سے رکن الدین صاحب واقف نہ تھے۔اسلئے لاعلمی بیان کئے۔ایک بار مولوی رکن الدین صاحب نے اس شخص سے کہے کہ تم کو حضرت قطب الہندؒ یاد فرمایا کرتے ہیں اور تم کیوں نہیں جایا کرتے۔اس شخص نے اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا کہ حضرتؒ سے مجھ کو بڑی شرمندگی ہے۔اس لئے مجھے حاضر خدمت ہونے میں ندامت ہے۔

مختصر یہ کہ اس شخص کو رکن الدین صاحب ایک دن حاضر خدمت کئے حضرت قطب الہندؒ نے ایک نظر ڈالنے کے ساتھ ہی وہ شخص بے اختیار روتے ہوئے حضرت کے قدموں پر گر پڑا چوں کہ یہ راز باہمی تھا حضرت اپنا دست مبارک اس کے پشت پر پھیر کر تسکین دیتے ہے اور صرف اتنا ہی فرمایا کہ ایک شخص سے گناہ ہوتا ہے مگر بدافعالی سے نادم ہونا عمدہ بات ہے بلکہ مغفرت کی علامت ہے اور دوسرے روز اس کا نکاح ایک شریف گھرانے کی لڑکی سے کرادیا اور پھر مریدی سے بھی مشرف ہوا۔

واقعہ[۵] داڑھی منڈوانے پر تنبیہ: نواب فخرالدین خاں بہادر امیر کبیر نے اپنے فرزند نواب محمد رشید الدین خان وقارالامراء بہادر کو حضرت قطب الہندؒ کے آغوش میں خیر و برکت و درازی عمر وعلم کیلئے دیئے۔جب رشید الدین خاں بہادر سن بلوغ کو پہونچے تو داڑھی منڈوایا کرتے ہر چند حضرت قطب الہندؒ ان کو منع فرماتے مگر نواب صاحب حضرتؒ کے فرمودہ پر عمل نہیں کرتے تھے ایک بار حضرت قطب الہندؒ خاصہ تناول فرماتے ہوئے نواب صاحب کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے کہ خیر تم یوں تو نہیں مانتے اب تم کو اور طریقہ سے سمجھانا چاہیئے۔اسی شب کو نواب رشید الدین خان بہادر خواب میں حضرت قطب الہندؒ کو کچھ

اس عالم میں غصہ سے فرماتے دیکھے۔ اور ارشاد فرمارہے تھے کہ کیوں میں تم کو داڑھی نہ منڈوانے کو کئی بار کہا مگر تم عمل نہیں کرتے خبردار اب کی بار اس عمل سے باز آجانا۔ اس تہدید نے نواب صاحب پر ایسا اثر کیا کہ اسی صبح سے نواب صاحب معزنے داڑھی منڈوانی چھوڑ دی اور توبہ کیا اس واقعہ کو اپنے والد بزرگوار کے سامنے بیان کیا۔

واقعہ [۶] <u>قطب الہند نے فرمایا مجھ سے کیا نادم ہوتے ہو؟ مالکِ حقیقی سے نادم و پشیماں ہونا</u>: ابتداء میں خواجہ میاں صاحب کا نام حافظ ظہیر الدین تھا آپ چنیا پٹنم سے آکر حضرت قطب الہندؒ کی خدمت میں بغرض استفادہ علم لدنی چند برسوں تک رہے حضرت قطب الہندؒ کی خدمت میں اکثر حاضری دیا کرتے اور استفادہ فرماتے رہے اور عقب جامع مسجد میں ہی مقیم رہے اکثر مجلس سماع منعقد کیا کرتے اور کیفیات وجدانی میں مستغرق ہوتے۔ حضرت قطب الہندؒ نے کئی بار تاکید کی کہ وقت نماز مجلس نہ کیا کریں لیکن وجد میں بے خبر رہتے اور کئی کئی نمازیں ترک ہو جاتی ایک بار مجلس سماع گرم ہے اور تمام احباب معتقدین شریک مجلس ہے اور وجد کی حالت میں مستغرق ہیں اور ادھر مغرب کی نماز کا وقت قریب آگیا ہے۔ مصلیان مسجد جو کثیر تعداد میں حضرتؒ کے مریدین و شاگردین رہا کرتے۔ عرض خدمت میں ہوئے کہ نماز کا وقت قریب ہے اور خواجہ میاں صاحب مجلس سماع میں مشغول ہیں اور یہاں تک کہ ڈھول ہارمونیم کی آواز آرہی ہے روکنے کیلئے ارشاد فرمائیں آپ نے چند لوگوں سے کہلا بھیجا کہ مجلس سماع کو روک کر نماز کیلئے آجائیں۔ جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو مجلس سماع کا رنگ اور ہی کچھ تھا اہلیان مجلس اور خواجہ میاں صاحب سب ہی کیفیات وجدانی میں بے خود ہیں اس حالت کی اطلاع حضرت قطب الہندؒ کو کردی گئی حضرتؒ حوض پر وضو فرمارہے تھے اپنے مسواک مبارک سے حوض کے پانی پر تین

مرتبہ ضرب لگائے اور اُدھر فوری یہ ہوا کہ ڈھول و ہارمونیم سے آواز بند ہوگئی اور تمام اہلیان مجلس اور خود خواجہ میاں ۔ہوش میں آئے اور فوری سمجھ گئے کہ یہ کام حضرت قطب الہندؒ کا ہی ہے اور فوری خدمت شریف میں حاضر ہو کر اظہار ندامت و شرمندگی فرمانے لگے تو حضرت قطب الہندؒ نے ارشاد فرمایا خواجہ صاحب مجھ سے کیا ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے ہو اس مالک الملک کے سامنے نادم و پشیماں ہو جس کے احکامات کے خلاف ورزی آپ نے کی ہے اور آئندہ وقت دربارالہی اپنا دربار مت جمایا کرو۔اس دن سے خواجہ میاں صاحب جو سماع منعقد کرنا چھوڑ دیئے اور حضرت قطب الہندؒ کے پسندیدہ مسلک قادریہ پر پابندی فرمانے لگے۔

واقعہ[۷] <u>حضرت رفیع الدین قندھاریؒ کا احسان اللہ خان کے ہاتھ کو قطب الہند کے ہاتھ میں دینا:</u> نواب احسان اللہ خاں بہادر حضرت قطب الہندؒ کے جامع شجاعیہ میں تحصیل علوم دینیہ کی غرض سے قیام پذیر ہوئے تھے۔جب فارغ التحصیل ہوگئے تو وہ ارادہ کئے کہ ہندوستان جا کر اپنے آبائی مرشدی خاندان میں بیعت حاصل کروں گا۔چنانچہ اس عقیدے سے روانہ ہوئے راستہ میں ایک مقام پر بلوائیوں کا معرکہ ہوا اور یہ بھی ان کی زد میں آگئے اور شدید زخمی ہو گئے۔حالت بہوشی میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضرت قطب الہندؒ قریب میں بیٹھے ہوئے خون زخم کو صاف فرمارہے ہیں اور تسلی دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں میں تھوڑی دیر میں جب ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں حضرت قطب الہندؒ کی خانقاہ میں لیٹا ہوا ہوں اور تمام استاد بھائیاں گھیرے ہوئے ہیں۔میری تعجب کی انتہائی نہ رہی اور میں نے یہاں پر آنے کے اسباب دریافت کئے تو ان میں ایک نے کہا جس دن آپ یہاں سے روانہ ہوئے تھے اسی شام کو حضرت قطب الہندؒ نے نیم شب کو ہم کو بیدار کر

کے روانہ کر دیا فلاں مقام پر احسان اللہ خاں زخمی ہو گئے ہیں انہیں فوراً لے آؤ بغیر استفسار کے فوراً حسب ارشاد مقام حادثہ پر پہونچکر دیکھا تو ہمارے حیرت کی انتہا نہ رہی کہ تم شدید زخمی اور بیہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے پائے گئے ۔ اور ہم فوری یہاں اٹھالائے ۔

احسان اللہ خاں صاحب اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے ۔ اسی شام خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قندہاریؒ احسان اللہ خاں کا ہاتھ لے کر حضرت قطب الہندؒ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ان کو داخل طریقہ کرو۔ صبح احسان اللہ خاں صاحب بہادر اپنے سفر کے ارادہ سے باز آ کر حضرت قطب الہندؒ سے بعد صحت یابی کے حاضر خدمت ہو کر اپنے خواب میں بعیت حاصل کر لینے کا واقعہ بیان کر کے مرید ہوئے ۔

واقعہ [۸] ہماری زندگی تک اس کیفیت کو خبر دار پوشیدہ رکھنا: نواب شاکر بیگ بہادر جو نواب سکندر جاہ بہادر کے استاد تھے اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں اسہال کی شکایت کی وجہ سے سخت بیتاب و بے قرار ہو گیا تھا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ وقت نصف شب کے پورے علامات موت کے مجھ میں ظاہر ہو گئے ۔ اور ہاتھ پاؤں کے انگوٹھے باندھ کر چادر اوڑھا دیئے ۔ اور انتقال کی کیفیت حضرت قطب الہندؒ کے پاس روانہ کر دی گئی ۔

حضرت قطب الہندؒ یہ سنکر ارشاد فرمائے کہ صبح تجہیز و تکفین میں آنا ہوگا اب بعد تین پہر رات کے میرے تن بے جاں میں حرکت پیدا ہوئی اس حرکت خلاف عادت پر لوگ متحیر ہو کر انگوٹھے کھول دیئے اور تمام احباب جو سینکڑوں کی تعداد میں اردگرد جمع تھے حیرت زدہ ہوئے میں خود ہی منہ سے چادر ہٹا کر ہوش میں آیا صبح کو حضرت قطب الہندؒ اور مولوی اللہ

والے صاحب تشریف فرما ہوئے تو مجھ کو زندہ پائے حضرت قطب الہندؒ سے اپنے اس وقت کی سرگزشت کو عرض کرنا چاہا تو حضرت نے آہستہ سے منع فرمایا۔ دوبارہ پھر حضرت سے متوجہ ہو کر عرض کرنے کا قصد کیا تو پھر حضرتؒ نے منع فرمایا۔تیسرے مرتبہ جب کہنے کا قصد کیا تو آپ نے ارشاد فرمائے کہ معلوم ہوا کہ فقیر موجود تھا۔

ہماری زندگی تک اس کیفیت کو خبردار پوشیدہ رکھنا جب میں خاموش ہوا بعد وصال حضرت قطب الہندؒ شاکر بیگ بہادر کہتے ہیں کہ میری روح آسماں اول و دوم وسوم سے ملائیکہ لے کر گذرے وہاں حضرت قطب الہند کو میں نے دیکھا کہ سانبر کے چمڑے کا کرتہ پہنے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔اور غیب سے آواز آئی کے اس کو چھوڑ دو جس کے بعد ہی میری جان عود کی۔

اس قسم کی کرامات اولیاء اللہ سے صادر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت عبد القدوس گنگوہی اور حضرت غوث الاعظم اور حضرت نظام الدین اولیا۔اورنگ آبادی وغیرہ اولیاء اللہ سے احیائی موتی باذن اللہ صادر ہوئے۔گرچہ قضائے مبرم نہیں ٹلتی مگر قضائے معلق کا ٹل جانا دعا اولیاء اللہ و کرامت سے جو کہ باذن اللہ ہوتا ہے۔وہ محال نہیں اگر محال کہا جائے تو خرق عادات وغیرہ جو خلاف عادات عقل کے صادر ہوتے ہیں۔جن کا ثبوت بالاجماع مسلم ہے لغو ہو جاتا ہے حالانکہ انکار کرامات اولیا اللہ کفر ہے معاذ اللہ۔

واقعہ [۹] شاہ ولایتؒ کا قطب الہند کی پیٹھ تھپ تھپانا اور حضرت کا مرتبہ قطبیت:

غلام رسول صاحب وزیر فینانس کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان دربار بزرگان دین سے بھرا ہوا ہے اور دروازوں پر بڑے اکابر بزرگ بغرض پہرہ کے

کھڑے ہوئے ہیں اور دور ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک مقدس بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور بازو میرے پیر و مرشد حضرت قطب الہندؒ تشریف فرما ہے۔ میں نے پوچھا وہ مقدس بزرگ کون ہیں اور کس کا دربار ہے تو اس میں سے ایک بزرگ نے کہا یہ شاہ ولایت حضرت امیر المومنین سیدنا علی حیدر کرارؓ کا دربار اور وہ جو تخت پر تشریف فرما ہیں وہ خود شاہ ولایتؓ ہیں تو میں نے دیکھا شاہ ولایتؓ حضرت قطب الہندؒ کے پیٹھ پر ہاتھ تھپک رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ اس زمانہ کا شیخ الاسلام اور قطب ہے۔ اور ان بزرگوں میں سے ہر شخص آتا ہے اور حضرت قطب الہندؒ کا ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے اس پر شاہ ولایتؓ اپنا ہاتھ رکھتے جاتے ہیں۔ صبح غلام رسول صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کا واقعہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرتؒ نے فرمایا معلوم ہوا۔ دوسری بار پھر کہنے کا ارادہ کئے تب بھی آپ نے اس طرح فرمایا معلوم ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر جب کہنے کا قصد کیا تو فرمایا خبردار رہنا۔ میری زندگی تک اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا چنانچہ بعد وصال انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا۔

واقعہ [۱۰] قطب الہند کا اپنی نبیرہ کو خواب میں تنبیہ کرنا: حضرت میر حیدر علی صاحب والد حضرت میر پرورش علی صاحب عرف بادشاہ میاں صاحب مسجد نوریہ دونوں صاحبین حضرت قطب الہندؒ کے مریدین خاص اور قرابت سے بھی تھے۔ ایک دن حضرت میر حیدر علی صاحب نے حضرت قطب الہندؒ سے عرض خدمت ہوئے کہ آپ کی پوتی یعنی حضرت علامہ حافظ عبداللہ شہیدؒ کی صاجزادی حضرتہ حافظہ عوض بیگم صاحبہؒ میرے لڑکے بادشاہ صاحب کو منسوب ہو تو مناسب ہے۔ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا دیکھا جائیگا اسی شام مراقبہ فرما کر دوسرے روز قبول فرما کے نسبت مقرر فرما دیئے اور شادی بھی ہوگئی۔

چونکہ حضرت قطب الہندؒ کے خاندان میں مستورات مسیّ نہیں لگایا کرتے تھے اس لئے دلہن نے مسیّ نہیں لگایا اس پر ان کے خوشدامن مسیّ لگانے کے لئے کہا کرتے ایک بار میر صاحب کے قرابت داروں میں تقریب شادی تھی اس لئے خوشدامن نے دلہن کو جبراً مسی لگا کر شادی میں لے گئی اسی شب کو دلہن کے خواب میں حضرت قطب الہندؒ آ کر اس زور سے ہونٹوں کو مڑوڑ دیئے کہ ہونٹ ورم کر گئے اور فرمائے کہ کیوں مسی لگائی ہو معلوم نہیں کہ منع ہے۔صبح کو جو بیدار ہوئے تو ہونٹوں پر ورم تھا اس وقت سے دلہن نے کبھی مسی نہیں لگائی۔

واقعہ [۱۱] <u>سجادہ حضرت نائب رسول کو قطب الہند سے بیعت کرنے کا اشارہ</u>: جب حضرت قطب الہندؒ بغرض زیارت حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسولؒ اللہ قبلہ جو آپ کے دادا پیر ہوتے ہیں رحمت آباد شریف روانہ ہوئے اور جب رحمت آباد ایک روز کے فاصلے پر رہ گیا تو اس شب سجادہ خواجہ رحمت میاں ثانی قبلہ اور ان کے محل ونقارچی لوگ درگاہ حضرت معزؒ یکساں خواب میں دیکھے کہ حضرت خواجہ رحمت اللہؒ نایب رسول اللہ قبلہ اور ان کے بازو حضرت قطب الہندؒ ایک عجیب وغریب سواری پر بیٹھے بے پناہ ہجوم کے بیچ میں چلے آرہے ہیں اور ہر ایک قریب جاتا ہے تو حضرت قطب الہندؒ کا ہاتھ حضرت خواجہ معزؒ لیکر اس کے سر پر رکھتے ہیں اور خود اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔

مجمع میں سے کسی نے ان دونوں بزرگوں کا نام بتلایا اس کے ساتھ ہی خواب سے بیدار ہوئے اور سب سے پہلے خواب کا تذکرہ سجادہ صاحب کے محل نے کیا اس پر حضرت سجادہ صاحب نے سن کر فوری اپنے وہی خواب کو بیان کئے اور نقارچیوں نے بھی حاضر خدمت سجادہ صاحب ہو کر اپنا وہی ہو بہو خواب بیان کئے اور تعبیر دریافت کی۔اس پر حضرت

خواجہ رحمت میاں قبلہؒ نے یوں تعبیر بیان کی کہ حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول قبلہ ہم سب کو ان بزرگ مقدس یعنی حضرت شجاع الدین قطب الہندؒ پر بعیت کرنے کا اشارہ کیا ہے۔

اب ان لوگوں کو اس تعبیر کے بعد سے اشتیاق پڑھ گیا اور خیال کرتے تھے کہ کیسے ان بزرگ مقدس کو پائیں۔ دوسرے روز دیکھتے کیا ہیں حضرت قطب الہندؒ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کو مسرت کی انتہاء نہ رہی۔ حضرت خواجہ رحمت میاں ثانی سجادہ حضرت خواجہ معزؒ اور ان کے محل مبارک و دیگر نقارچی مرید ہوئے اور سجادہ صاحب خلافت سے ممتاز ہوئے۔

واقعہ [۱۲] قطب الہند کا بادشاہ جن پر رعب: حضرت قطب الہندؒ کے یہاں مستقل طور پر ایک جماعت اجنہ حاضر خدمت ہو کر آپ سے استفادہ کرتی اور وقتاً فوقتاً خدمت گزاری بجالاتی تھی۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ خانقاہ مبارک میں انسانوں کا بے پناہ ہجوم حاضر خدمت ہے اور ہر ایک اپنے اپنے احوال و حاجات پیش کر کے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص کو دیکھے سفید لباس میں دوڑتا ہوا پریشانی کی حالت میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے اس سے اس پریشانی کا سبب پوچھا اس نے کہنا شروع کیا۔ یا حضرت میرا ایک لڑکا ہے وہ نہایت حسین و جمیل ہے اس پر ہمارے بادشاہ کی بیٹی دیوانہ وار عاشق ہوگئی۔ لڑکا بادشاہ کے خوف سے اس سے ملنا نہیں چاہتا لیکن شہزادی کی شدت نے تمام راز فاش کر دیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے میرے لڑکے کو قتل کر دینے کا حکم دیدیا ہے۔ اور وہ کل قتل کر دیا جائے گا۔ اگر وہ قتل کر دیا گیا تو میری زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ ہمارا بادشاہ جو علم میں آپ کا شاگرد ہے اس کو اس فعل

سے باز رکھئے تو بڑا اکرم و احسان ہوگا۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا تم چلے جاؤ۔ ہم کہد ینگے جب وہ جا چکا تو لوگوں نے حیرت سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھا اور کیا چاہتا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جن تھا جو میرا شاگرد بھی ہے۔ اس کے بادشاہ نے اس کے لڑکے کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور بادشاہ خود بھی میرا شاگرد ہے۔ تمام مجموعے سے مخاطب ہو کر فرمایا آؤ ہم تم کو ایک تماشا دکھلاتے ہیں۔

یہ کہہ کر آپ وہاں سے اُٹھے اور سامنے کیطرف ایک میدان پر تشریف لیجا کر تمام مجمع کے درمیان ایک حصار اپنے عصا سے کر دیے اور تاکید کر دی کہ اس محصورہ دایرہ کے اندر نہیں آنا۔ اور کچھ ورد فرمانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام مجمع نے دیکھا اس محصورہ دائرہ میں بہت سی کرسیاں دالی گئیں اور ایک کے بعد دیگر سفید لباس میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد مخصوص لباس میں چند مصاحبین کے ساتھ ایک شخص کا آنا تھا کہ تمام لوگ کھڑے ہو گئے اور احترام سے سر نیچے کر لئے۔ جب آپ نے اپنا عصا زمین پر مارا تو وہ شخص جو اجنہ کا بادشا تھا۔ فوری حضرت کیطرف دیکھ کر سر کو جھکا لیا۔ اور کچھ باادب ہمکلام ہو کر ساتھیوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ حضرت اٹھے اور فرمائے کہ دیکھا تم نے اجنہ کو اور وہ مخصوص لباس میں جو شخص تھا وہ بادشاہ اجنہ تھا۔ اس کو میں نے تاکید کر دی اب وہ اس شخص کے لڑکے کے قتل سے رک گیا۔ اس واقعہ سے تمام مجموعہ کو بے حد اثر ہوا کہ حضرت قطب الہند کو اجنہ پر بھی اتنی قدرت حاصل ہے۔

واقعہ [۱۳] برہان الدین پشاوری کو تکمیل سلوک پر عطائے خرقہ و خلافت: سید عبداللہ صاحب ؒ بروم پوترے حضرت مولانا سید علوی صاحب بروم ؒ کو ریاضت چلہ کشی کا انتہائی

شوق تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب جامع مسجد میں تخت پر وظیفہ پڑھتا ہوا بیٹھا تھا۔ آدھی رات کو دیکھا کہ بیچ صحن مسجد میں ایک بسا بزرگ مقدس باہر سے آ کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں چند اصحاب اور ان کے اطراف جمع ہو گئے۔ اور سب کے چہروں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کے منتظر ہیں۔ تھوڑی دیر نہیں گزری کہ مشرقی دروازہ مسجد سے حضرت قطب الھندؒ مسجد میں داخل ہوئے تھے کہ بیٹھے ہوئے تمام افراد فوری اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت حضرت کا چہرہ مبارک بُقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ جس کی روشنی سے صحن و مسجد وغیرہ منور نظر آ رہی تھی۔ تمام لوگ بہت ہی عقیدت اور ادب سے قدمبوس ہوئے آپ نے ان بزرگ مقدس ہستی پر نظر کیا۔ تھوڑی دیر میں ان کے چہرہ سے اسی قسم کا نور چمک اُٹھا اور روشنی سے فضا نورانی نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے اپنی تسبیح کو ان کے گلے میں ڈال دی بزرگ مقدس فوری قدمبوس ہوئے آپ نے ان کو کچھ ارشادات و تلقینات فرمانے کے بعد روانہ فرمادیا۔ وہ سب لوگ نظروں سے غائب ہو گئے۔

اس نادر واقعہ کے تعلق سے دوسرے روز حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کے باہمی کیفیات و واقعات کے بارے میں دریافت کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا خاموش رہو۔ جب میرا اشتیاق حد سے زیادہ بڑھ گیا تو فرمائے ان لوگوں میں سے جو بزرگ شخص تھے وہ برہان الدین پشاوری تھے۔ اس کے مرشد کے حکم وصیت کے مطابق میرے یہاں آئے تھے جس کی تکمیل سلوک و عطائے خرقہ خلافت دینا ضروری تھا کیوں کہ ان کے بعد مسند رشد و ہدایت پر بیٹھنے والا ایسا کوئی قابل شخصیت نہیں تھی اس لئے میں نے اس کی تکمیل کر دی۔

واقعہ [۱۴] <u>حضرتِ قطب الھند کا غلام مرتضیٰ صاحب کو شفاء یاب کرنا</u>: صوفی

مولوی شہاب الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ غلام مرتضی صاحب کمندان سپہ سالار اعظم سخت علیل ہو گئے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہو رہا تھا چوٹی کے حکماء و اطباء نا امید ہو گئے تھے تو آخر میں غلام مرتضی کمندان نے اپنے مرشد و رہبر کو آخر وصیت و دیدار کرنے کیلئے کہلا بھیجا تو حضرتؒ ان کے پاس گئے وہ اتنے شدید بیمار تھے کہ اپنا خود ہوش نہیں تھا۔ جب ان کے قریب پہونچے اور یہ آیت کریمہ ورد فرمایا۔ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اس کو پڑھ کر اپنا دست مبارک ان پر پھیرنا شروع کیا۔ اس دست حق پرست کا یہ اثر ہوا کہ اس وقت مرض میں افاقہ معلوم کرکے اٹھ بیٹھے اور دن بدن توانا ہوتے گئے آخر مکمل صحت پائے۔

واقعہ [۱۵] حضرت قطب الہند کی کرامت سے کلال کا مسلمان ہونا: صاحبزادے کی شہادت کے بعد حضرت قطب الہندؒ کا ہر شب جمعہ مزار مبارک فرزند کیلئے تشریف لے جاتے اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر فوری واپس ہوجاتے ایک دن حسب عادت تشریف لیجارہے تھے۔ راہ میں ایک کلال اپنے سیندھی کا گھڑا اٹھا کر لیجارہا تھا۔ جیسے ہی اس نے حضرت کو آتے دیکھا تو خیال کیا کہ مزدوری کے طور پر اس شخص کو گھر تک گھڑا اٹھائے لے چلنا چاہیے۔ اس نے آپ کو آواز دیا تو آپ اس کے قریب پہونچ کر بلانے کی وجہ دریافت کئے۔ اس پر کلال نے سیندھی کا گھڑا مزدوری پر لے چلنے کے لئے کہا۔ آپ اس سے اجرت کے بجائے ایک شرط پورا کردینے کیلئے فرمایا۔ اس کو تو عجلت تھی بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا۔ اچھا تمہاری شرط پوری کردوں گا۔ جب گھڑا سر پر رکھ کر آپ آگے آگے اور کلال پیچھے چل رہا تھا تو تھوڑی دور جانے کے بعد کیا دیکھتا ہیکہ گھڑا سر سے اونچا اور معلق چلا جارہا ہے اور حضرت اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ یہ عجوبہ دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اور فوری

دوڑ کر قدم پکڑ لیا کہنے لگا۔ یا حضرت مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی۔ مجھے معاف فرمائیے۔ اس پر آپ نے فرمایا تو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو یقیناً تیرے گناہ اللہ تبارک وتعالیٰ معاف کر دیگا۔ یہ سنکر اس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہوجانا چاہتا ہوں۔ تو کیا میرے جو حالت کفر میں گناہ ہوئے ہیں معاف ہوجائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں آپ نے اس کو جامع مسجد پر آنے کے لئے فرمایا۔ دوسرے روز وہ اپنے اہل وعیال جملہ بارہ افراد کیساتھ روبرو مجموعہ عام حضرت کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس کا اسلامی نام حضرتؒ نے عبداللہ رکھا۔

واقعہ [۱۶] قطب الہند نے واقعہ معراج سے برہمن کی زندگی معراج کردی:

حضرت قطب الہندؒ کے دور میں علاقہ دکن میں کفر کا کافی زور تھا۔ ہر طرف علماء ہنود اسلام کو مٹانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے علاقہ دکن سے فتاوے آپ ہی کے پاس سے نکلتے تھے۔ ناصر الدولہ وافضل الدولہ بہادر کے دور میں عہدہ افتاء وقضاءت آپ کے تفویض تھا جس کی وجہ سے علماء ہنود کی نظر حضرت قطب الہندؒ پر زیادہ رہتی تھی۔ اکثر علماء ہنود آپ سے مباحث ومناظر کیا کرتے جس پر آپ علم ظاہری سے تشفی کر دیتے۔ اگر کوئی سرکشی سے اڑ جاتا اور سخت رویہ اختیار کرتا تو اس کو اپنے کشف وکرامات سے مطمئن فرمادیتے جس پر وہ متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیتا۔ اسی قسم کے واقعات میں سے ایک بار کا واقعہ ہیکہ ایک زبردست عالم برہمن حضرت قطب الہندؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر معراج کے متعلق کچھ سوالات کرنے لگا۔ اس کا ایک اہم سوال یہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ ساری کائنات آسمانی کی چند گھڑیوں میں کیسے سیر کئے۔ یہ بات عقل سے بعید ہے اس پر ظاہری دلایل سے بہت کچھ طریقے سے سمجھانے کی کوشش کئے۔ لیکن وہ ماننے کیلئے تیار ہی نہیں تھا۔ جب آپ نے اس کی غیر تشفی صورت دیکھی تو آپ کا چہرہ جلال سے تمتما اٹھا۔ اور فرمائے کہ اگر میں یہ بات تیرے

قلب میں بٹھادوں تو کیا تو اسلام قبول کریگا؟ اس پر برہمن عالم نے جواب دیاہاں یقیناً میرے سوال کی تشفی پر اسلام قبول کرلوں گا۔اس کے بعد آپ نے اپنی تسبیح کو اس کے گلے میں ڈالتے ہوئے فرمایا اپنی آنکھیں بند کرلو۔

چند منٹوں کے بعد آپ نے حاضرین کے سامنے اس کے گلے سے تسبیح کو نکالنا تھا کہ وہ مجنونانہ طور پر چیخنا چلانا شروع کیا۔میرے بچے میری بیوی میرا گھر میں کہاں آگیا ہوں وغیرہ ایسی کیفیت تقریباً آدھے گھنٹے تک رہی۔آخر مین جب ہوش میں آیا اور حواس ٹھکانے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔بول تو نے کیا کیا دیکھا؟اس نے تفصیلی حالات و واقعات بیان کرنا شروع کیا کہ میں ایک ملک میں تھا جس کا نام اس نے بتلایا۔پھر شادی کیا اور اس سے کئی بچے پیدا ہوئے اور بارہ برس تک لذائذ زندگی سے مستفیذ ہوا۔اور ایک دن اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک اپنے آپ کو یہاں پا کرمیری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کہ کونسی دنیا میں آگیا اور حقیقت کیا تھی اس پر آپ نے اس کو تمام واقعات و اسرار سے واقف کروا کر فرمایا کہ یہ صرف دس بارہ منٹ کا تماشہ تھا۔جس سے طویل زندگی کا احساس ہوتا رہا ہے۔کیا اپنے حبیب ﷺ کو خداوند تعالی نے چند منٹوں میں سارے کائنات آسمان کی سیر کروائی ہوگی تو اس میں شک وشبہ کی کیا بات ہے؟ یہ بات اللہ تعالی کے نزدیک کوئی مشکل نہیں ہے۔اس پر وہ فوری قدمبوس ہو کر کلمہ شہادت کا اقرار حاضرین مجلس کے روبرو کر کے اسلام قبول کرلیا۔اس کا اسلامی نام آپ نے شہاب الدین رکھا۔

واقعہ[۱۷] شہید اعظمؓ کا اسم گرامی کا کہنا تھا کہ مجمع پر رقعت طاری ہوگئی:

حضرت قطب الہند کی عادت تھی کہ زیادہ کلام نہیں کیا کرتے اور جو بات بھی کرتے بہت یہ مختصر

وجامع پر اثر ہوا کرتی۔ایک دن شب عاشورہ تمام مریدین ومعتقدین وعوام الناس کا اژدھام تھا۔ان میں چند مخصوص حضرات نے حضرتؒ سے عرض کیئے کہ آج شب عاشورہ ہے اور تمام لوگ حضرت سیدنا امام حسینؓ کے حالات آپ سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔کچھ ارشاد فرمائیں۔یہ سنکر آپ نے سکوت اختیار فرمایا۔پھر دوبارہ سہ بار عرض کیا گیا تو بار بار اصرار پر اٹھ کھڑے ہوئے اور زبان مبارک سے شہید اعظمؓ کا نام مبارک نکلنا تھا کہ مجمع پر ایک رقت طاری ہوگئی اور لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے اور اکثر روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

یہ عالم دیکھ کر آپ بیٹھ گئے۔جب مجمع قابو میں آیا تو فرمائے۔ہر بات کا ایک وقت ہوا کرتا ہے۔اس لئے اصرار کرنے سے احتراز کیا کرو۔اس واقعہ سے حضرت قطب الہندؒ کی زبان مبارک میں تاثیر کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔

واقعہ[۱۸] <u>قطب الہند کی صاحبزادی کا نکاح</u>: حضرت قطب الہندؒ کی صاحبزادی صاحبہ سن بلوغ کو پہنچ گئیں تو اس شب حضرت نے روبرو الٰہی تہجد میں اپنے دل میں عہد کر لئے کہ پروردگار تیری بندی سن شعور کو پہنچ چکی۔اور اس کی ذمہ داری تجھ پر ہے کہ جو شخص صبح فجر میں جامع مسجد میں پہلے داخل ہو اسی سے میں تیری بندی کا نکاح پڑھادوں گا۔علی الصبح جب نماز کیلئے حسب عادت مشرق کیطرف کے دروازے میں داخل ہو رہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو کمبل اوڑھے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو رہا ہے۔صورت و ہیبت دیکھ کر بعد نماز اشراق سب سے پہلے اپنے عہد کا اظہار حاضرین کے روبرو کرتے ہوئے فرمانے لگے۔اگر یہ بات فلاں صاحب کو قبول و پسند ہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔یہ سنکر وہ کمبل اوڑھے صاحب نے فوری دوڑ کر قدمبوس ہوئے اور عرض خدمت ہوئے

کہ یا حضرت میں عبدالکریم ہوں بدخشاں سے اپنے پیر و مرشد کی وصیت کے مطابق آپ ہی کے یہاں تکمیل علوم وسلوک کیلئے آیا تھا لیکن یہ سرفرازی وعنایت میرے لئے بہت بڑی سعادت وخوش نصیبی کا موقع دیا میں اسکا انکار بھلا کیسے کرسکتا ہوں ۔ مجھے یہ رشتہ دل وجان سے قبول ومنظور ہے حاضرین نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور ایک غیر معمولی کیفیت مجمع پر طاری رہی ۔ چند دنوں کے بعد حضرت مولانا سید عبدالکریم صاحب بدخشانی سے حضرت کی مکرمہ صاحبزادی صاحبہ کا نکاح کر دیا گیا اور چند برسوں کے بعد خرقہ خلافت دیکر بدخشاں میں روانہ فرمادیئے ۔ بدخشاں میں رہ کر حضرت بدخشانی ہزاروں کو اپنے فیضان سے مستفیض کرتے رہے اور وہ بدخشاں میں ہی روضہ مبارک ہے ۔

واقعہ [۱۹] <u>قطب الہند کا حضرت شیخ جی حالیؒ کے انتقال سے قبل مریدین و معتقدین کو جمع کر لینا:</u> حضرت قطب الہندؒ سے غیر معمولی خلوص ومحبت رکھنے والے ہمعصر بزرگان دین خاص طور پر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب نقشبندیؒ اور حضرت شیخ جی حالیؒ صاحب قبلہ وغیرہ ہیں ۔ایک بار کا واقعہ ہے، حضرت شیخ جی حالیؒ صاحب قبلہ کے انتقال کے ایک دن قبل حضرت قطب الہندؒ اپنے تمام مریدین وشاگردین وغیرہ کو تاکید کردی کہ کل تمام لوگ جمع رہنا اور ہمارے ساتھ چلنا اس ارشاد پر اکثر لوگ حیرت کا اظہار کئے کہ کیا معمہ ہے ۔آخر کار دوسرے روز تمام لوگ جمع ہو گئے ۔آپ مجمع میں تلقینات فرماتے ہوئے تشریف فرما تھے ۔ اتنے میں چند لوگ روتے ہوئے حاضر خدمت ہو کر حضرت شیخ جی حالی صاحب کے وصال کی خبر سنائے ۔سانحہ ارتحال کو سنکر مجمع میں غم ورنج کی لہر دوڑ گئی اور انتہائی متحیر ہو گئے کہ آج جمع کرنے کا مطلب کیا تھا؟ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت شیخ جی حالی وصیت فرما گئے ہیں کے ہمارا غسل مولانا شجاع الدین صاحب سے دلوانا ۔آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ، پڑھتے

ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور تمام مجمع کیساتھ پہونچے۔ اپنے ہاتھوں غسل دیکر دفنایا۔ قبل ازیں واقعہ کا معلوم ہو جانا اہل کشف و کرامت والے کے نزدیک بالکل معمولی بات ہے۔

واقعہ [۲۰] قطب الہند کا رکھا یا ہوا مضعفر کا حصہ سترہ دن بعد بھی بلا تغیر رہنا:

جس روز حضرت علامہ حاجی حافظ عبد اللہ شہید کا نکاح ہوا اس روز حضرت قطب الہندؒ دولہے کے حجرے میں تشریف فرما کر ایک مضعفر (ایک قسم کا میٹھا) کا حصہ خواجہ میاں صاحب کے حوالے کر کے فرمائے دیکھو جب فلاں بزرگ آئیں تو یہ حصہ ان کو دیدینا۔ انہوں نے عرض کیا وہ کون بزرگ ہیں جن کو یہ حصہ دیدوں؟ وہی بزرگ جو ہمیشہ آیا کرتے ہیں۔ خواجہ میاں صاحب نے وہ حصہ کو ایک گیہوں کی کولی میں رکھدیے اس کے سترہ روز بعد بزرگ مسجد میں آئے تو حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ کر خواجہ میاں صاحب کے پاس حجرے میں لے گئے اور اس روز کے حصہ کو منگوایا۔

خواجہ میاں صاحب نے عرض کیا کے میں نے اس کو ایک کولی میں رکھ دیا تھا چوں کہ عرصہ بہت گذر چکا ہے نہیں معلوم درست وسلامت ہے یا خراب ہو گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کاملوں کا حصہ بھی کہیں خراب ہوتا ہے؟ لے آؤ۔ غرض جب اس حصہ کو نکالے تو کسی طرح کا اس میں تغیر نہیں تھا گویا تازہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس حصہ کو ان بزرگ کے حوالے کر دیئے اور وہ لیکر رخصت ہوئے۔

واقعہ [۲۱] قطب الہند کی کرامت سے پانی کا ظاہر ہونا: مولانا عبد الباسط صاحب کہتے تھے کہ ایک بار حضرت قطب الہندؒ معہ مریدین ابراہیم پٹنم کا قصد فرمائے، اثنائے راہ میں عصر کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے مریدین سے وضو کیلئے پانی تلاش کرنے کیلئے فرمایا تو

ہم لوگ پانی کی تلاش کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ پانی تلاش نہ ہونے پر حاضر خدمت ہو کرعرض کیا کے حضور پانی کہیں نہیں دکھائی دیتا۔ یہ سنکر آپ نے ہم لوگوں کو ساتھ لے کر فرمایا دیکھیں پانی کیوں نہیں ملتا۔ جب تھوڑی دور کے فاصلے پر پہونچے حضرتؒ نے فرمایا دیکھو نا یہاں پانی موجود ہے اور تم لوگ کہتے ہیں کہ پانی نہیں ملتا۔ پانی کو دیکھ کر ہمارے حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہم اتنا تلاش کرنے کے باوجود یہ پانی کہاں سے آگیا غرض تمام لوگ اس چشمہ پر وضو کر کے عصر کی نماز پڑھے اور میں نے ایک خاص نشانی اس مقام پر چھوڑ دیا تا کہ بعد میں دیکھوں کے وہ چشمہ پہلے تھا یا نہیں۔ جب ہم ابراہیم پٹنم سے واپس ہو کر اسی مقام سے گذرے تو میں پیچھے ٹھر کر اس مقررہ نشان پر پہنچا تو میرے حیرت کی انتہاء نہیں رہی کہ وہ چشمہ تو کجا دور تک پانی موجود نہ تھا۔ اس واقعہ سے میں نے حضرت قطب الہندؒ کی بزرگی اور کرامت کا اندازہ لگایا۔

واقعہ [۲۲] <u>قطب الہند کا اپنے مرید کے حال سے باخبر رہنا</u>: مولوی سردار علی صاحب شطاری ناقل ہے کہ ایک بزرگ جو حضرت قطب الہندؒ کے خاص مرید تھے۔ اپنے وطن سے واپسی کے دوران ایک مقام پر دو روز سے بھوکے تھے۔ اتفاقاً کہیں سے کھانا نہ ملاء بیتاب ہو کر آصف نگر کی راہ لی وہاں بھی کچھ نہ ملا تو قریب پہر رات کے حضرت قطب الہندؒ کے پاس جانے کا قصد کر کے بلدہ کو روانہ ہوئے۔ لیکن راستہ میں ناتوانی کی وجہ بیتاب و بیقرار ہو کر ایک باغ کی دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ دفعتاً حضرت قطب الہندؒ میرے عقب سے روبرو آ کر چار روٹیاں دیکر فرمانے لگے کھالو۔ کیوں کہ مجھ کو غشی طاری ہو رہی تھی تو خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں ڈالا تو مجھے ہوش آیا اور جب میں ان سے کچھ عرض کرنا چاہتا تھا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ہمارے پاس آجانا۔

یہ کہکر رخصت ہوئے جب صبح حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ آپ کو میری حالت کا کیسے پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تعلق نسبت میں یہاں غافل رہینگے تو پھر وہاں کیا حال ہوگا؟ یہ کہہ کر خاموشی اختیار فرمائے ۔اس وقت سے تادم ذیست والہانہ عقیدت پیدا ہوگئی ۔ دم آخر حضرت ہی کی خانقاہ مبارک میں ہی گزاران کیا۔

واقعہ[۲۳]ایک عجیب واقعہ: مولوی غلام رسول صاحب وزیر فینانس اور مولوی حکیم عبد اللہ صاحب خیر آبادی سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت قطب الہندؒ معہ مریدین و معتقدین میر محمود صاحب کی پہاڑی پر تشریف فرما ہوئے ۔ اثنائے کلام میں ارشاد فرمائے۔ اگر اس جگہ فقراء و مساکین کو کھلایا جائے تو کیا ہی اچھا ہوگا۔ تھوڑی دیر نہیں گزری کہ ایک شخص کملی میں ملبوس صوفی منش آ کر پانچ سو روپئے حضرت کے روبرو رکھ کر کہے۔ یا حضرت ارادہ پورا فرمانا۔ یہ کہکر وکمبل پوش بزرگ رخصت ہوئے اور ہم اس پر انتہائی تعجب وحیرت کئے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ جب آپ نے لوگوں سے پکوان کا انتظام کرنے کو ارشاد فرمایا تو بعض لوگوں عرض کئے ۔خانقاہ میں چل کر ہی پکوان کیا جائے تو مناسب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہماری نیت تو یہیں پکوان کرنے کی تھی۔ لوگوں عرض کئے ۔اگر پکوان کرلیا بھی جائے تو کھانے والے اتنے کہاں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے رزق کا انتظام کیا وہی کھانیوالوں کو بھیج دیگا۔

بعد گفتگو پکوان کا سامان فراہم کیا گیا اور جب کھانا تیار ہو چکا تو تھوڑی دیر نہیں گزری کہ ایک جماعت کثیر درویشی لباس پہنے ادھر پہونچ گئی ہم نے ان سے یہاں پر غیر معمولی طور پر آنے کے اسباب دریافت کئے تو ان لوگوں نے کہا نیچے تالاب پر ایک کمبل پوش آواز

دہ کر ہم کو اوپر روانہ کیا۔ ہم لوگ خیال کئے کہ دیکھو کون شخص ہے جب نیچے جا کر دیکھے تو کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ یہ ماجرا ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر کار کھانے سے فارغ ہو کر حضرت کے ہمراہ سب لوگ خانقاہ مبارک واپس ہوئے۔ دوسرے روز اس واقعہ کو معلوم کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہو کر کل کا معمہ دریافت کرنے کی جرائت کر رہا تھا تو حضرت نہ پہلے ہی فرمایا دیا جس واقعہ کو دریافت کرنا چاہتے ہو ہمیں معلوم ہوا وہ کمبل پوش بزرگ حضرت میر محمود صاحب قبلہ تھے درویشانہ لباس پہنے ہوئے لوگ انہیں کی جانب سے بھیجے گئے تھے اس واقعہ سے ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔

واقعہ [۲۴] قطب الہند کے غمِ فراق سے بے ہوشی کے عالم میں بھی نماز کی پابندی:

سردار بیگ صاحب قبلہ کے والد بزرگوار کشمیری شالوں کی تجارت کرتے تھے اور کافی متموّل اور شہر کے روساء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ جب صاجزادے سن وشعور کو پہونچے تو والد بزرگوار نے حضرت قطب الہندؒ کی خدمت میں صاجزادے کو لاکر چھوڑ دیا۔ عالیشان مکانات میں عیش وعشرت سے زندگی بسر کرنیوالا انسان ایک حجرے میں زندگی گزارنا قید بامشقت سے کچھ کم نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ سب کچھ برداشت کرتے ہوئے کئی برس تک اسی عالم میں تعلیم و تربیت پا کر جس مقام کے ماحول سے قریب تر ہو گئے تھے اور درویشانہ وفقیرانہ رنگ غالب آگیا تھا۔ وہ کیفیات جلالی اثرات رونما ہونے لگے لیکن رہبر مشفق کی زندگی ایفاء نہیں کی جس کی وجہ سے دوسرے پیر ومرشد سے بحکم حضرت قطب الہندؒ خرقہ خلافت حاصل کرنا پڑا۔ وصال مبارک سے چند دن قبل سردار بیگ صاحب کو حضرتؒ نے حکم دیا کہ تم خیر آباد مولوی حافظ محمد علی صاحبؒ کے پاس جاؤ اور ہمارا خط انکو دے دینا اور وہ جو کچھ تم سے کہیں گے اس کی تعمیل کر دینا اور جب بھی تم خیر آباد سے واپس لوٹو گے تو ضرور ایک کھڑوائیں کی جوڑی

لیتے آنا کہکر سردار بیگ صاحب کو خیر آباد روانہ فرمادئے۔ جب سردار بیگ صاحب حضرت حافظ محمد علی شاہ صاحبؒ خیر آبادی کی خدمت میں خط لیکر پہونچے۔ انہوں نے خط کو کھول کر پڑھنا تھا کہ ایک چیخ مار کر بول اٹھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ افسوس کہ دکن کا آفتاب غروب ہوگیا اور سرزمین ہند بہت بڑے قطب و بزرگ ہستی سے محروم ہوگئی۔

سردار بیگ صاحب اس واقعہ کو سمجھ نہیں سکے اور دریافت فرمائے کہ یہ حضرت کون آفتاب کون قطب یہ کیا ماجرا ہے۔ پہلے تو حضرت خیر آبادی بوجہ فرط غم سکوت فرمائے اور آنکھوں سے اشک جاری تھے طبیعت سنبھلنے کے بعد ارشاد فرمایا تمہارے پیر و مرشد مولانا شجاع الدین قبلہ کا وصال ہوگیا۔

بس اتنا سننا تھا کہ سردار بیگ صاحب قبلہ چیخ مارے اور بے ہوش ہوگئے۔ اسی طرح تین دن تک ہوش نہیں آیا۔ بڑی مشکلات کے بعد حالت سنبھلی۔ لیکن ہمیشہ اپنے پیر و مرشد کی یاد میں رہا کرتے۔ یہاں تک کہ سلوک کے تمام مدارج کو طئے کر کے خرقہ خلافت سے ممتاز ہو کر جب حضرت نے اجازت واپسی مرحمت فرمادی تو وصیت کے مطابق کھڑاویں لیکر سر پر رکھ کر خیر آباد سے روانہ ہوئے۔ اور سیدھے حضرت قطب الہندؒ کے روضہ مبارک پہونچتے ہوئے حاضر دربار ہوئے اور ان کھڑاویں کو پیٹی رکھ کر مزار مبارک پر بیہوش ہوگئے۔

بیہوشی کی کیفیت مسلسل سات روز رہی لیکن جب بھی نماز کا وقت آجاتا ہوش میں آجاتے۔ نماز ادا کرنے کے ساتھ ہی پھر ہوش گم ہوجاتا۔ آخر دم تک پیر و مرشد کی جدائی میں بیقرار و بے چین رہے اور جمادی الاول ۱۳۱۰ھ کو جان بحق ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

قریب انتقال کے واقعات

انتقال کے چھ مہینے قبل آپ نے تمام مریدین ومعتقدین شاگردین وخلفاء کو جمع فرما کر بوقت نیم شب بزبان عربی کوئی ایک گھنٹہ تک دعا فرمائی۔جس میں تمام کیلئے دین و دنیا کی بھلائی اور آخرت کی رسوائی سے پناہ مانگی۔اور اپنے بعد تاقیامت فیضان کو جاری و ساری رکھنے کے تعلق دعاء کی۔تمام لوگوں پر عجیب وغریب کیفیت طاری رہی۔اکثر کو تو ہوش تک نہیں رہا۔دوسرے روز آپ تمام لوگوں کی موجودگی میں فرمایا کہ

”دیکھو لوگو! اب ہم کو اپنے گزرنے کا خیال آتا ہے جلد از جلد اپنی طلب کے موافق جو کچھ حاصل کرنا ہے حاصل کرلو۔“

لوگوں نے روتے ہوئے عرض کیا اگر خدانہ خواستہ آپ ہم سے روپوش ہوجائیں تو پھر ہم آپ سے کہاں اور کیسے ملنا۔تو آپ نے ارشاد فرمایا۔یہ تو اپنی طلب صادق پر منحصر ہے ہاں اگر زیادہ یاد ستائی تو تم ہمارے اور غلام رسول صاحب کی مزار کے درمیان کھڑے ہوکر جو دعا کروگے وہ قبول ہوجائے گی۔اور تمہیں سکون نصیب ہوگا۔اور یوں تو ہم جامع مسجد میں ہمیشہ آیا ہی کریں گے۔

وصال مبارک کے چند دن قبل آپ کا مزاج جادہ اعتدال سے متجاوز ہوا تو ناصر الدولہ وافضل الدولہ وغیرہ نے اپنے خاص خاص حکماء اطباء کو لاکر خدمت اقدس میں عرض کئے کہ اگر حضرت قبلہ اجازت دیں تو حکماء واطباء معائنہ کرلیں۔ اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا وقت آخر ہے اب اس کی ضرورت نہیں اور یہ آیت کریمہ با آواز بلند پڑھے اَلَآ

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پھر فرمانے لگے لوگو خبردار ہو جاؤ کہیں بعد میرے گزرنے کے نامید یا پریشان نہ ہونا کیوں کہ میں نے میاں حافظ میر محمد دائم وقائم وغیرہ کو مکمل تیار کر دیا ہوں اور ان سے وابستہ رہنا ان شاء اللہ تمہارے ساتھ خدا اور رسول ﷺ کی نصرت ونظر رحمت شامل حال رہے گی اور اسی سلسلے سے تاقیام قیامت فیضان جاری رہیگا۔

ہمارے دفن کرنے کی چار جگہ ہیں ایک تو ہمارا حجرہ بشرطئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہو تو میں اظہار کر دوں گا۔ دوسری جگہ غلام مرتضی کمندان کے باغ (موجودہ غلام مرتضی کی چھاؤنی جس میں ہماری قبر تیار کر دی گئی ہے اور اس میں ہم نے دو رکعات نماز بھی ادا کر دی ہے تیسری جگہ میاں حاجی سید عبداللہ شہید (فرزند قطب الہندؒ) کی قبر اور مسجد کے درمیان میں چوتھے اگر میں میر محمد دائم پوترے وجانشین حضرت قطب الہندؒ اپنے باغ میں رکھنے کی اجازت دیں تو وہاں زیادہ بہتر اور برکات کو موجب ہوگا۔ (حضرت کے پوترے صاحب قبلہ) حضرت میر محمد دائم صاحب قبلہ نے اقدس میں عرض کئے کہ حکم ہو تو چوتھی جگہ مقرر کر دیں یہ سنکر ارشاد فرمایا الحمدللہ رب العالمین یہی جگہ انتخاب شدہ ہے۔ جو شخص بھی مزاج پرسی کے لئے حاضر خدمت ہوتا پھر دوبارہ وہاں سے نہیں ہٹتا۔ تمام شہری کاروبار معطل ہو گئے اور ہر شخص بارگاو ایزدی میں حضرت کی درازی عمر وصحت کے لئے دعا کرتا۔

دوسرے روز لوگوں کا بے پناہ ہجوم غم والم کی حالت میں حاضر خدمت تھا کہ یکا یک مجمع کو چیرتے ہوئے ایک شخص حضرت کے قریب پہونچ گئے چہرے اور ہیبت سے

بڑے قطب و ابدال نظر آرہے تھے حضرت اُٹھ بیٹھے ان کا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کچھ اقرار وایجاب کے بعد اپنا رومال ان کے سر پر باندھ دیا اور وہ قدم بوس ہو کر جیسے آئے تھے ویسے ہی واپس چلے گئے ۔قریب بیٹھے ہوئے مریدین خاص نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے اور آپ سے کیا معاملہ ہوا۔آپ نے فرمایا بحکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی قطبیت کو ان کے حوالہ کر دیا اور یہ دکن کے سرزمین پر رہینگے اور ان کا نام قطب الدین ناجوری ہے۔

وقت وصال آپ بیہوش تھے اس وقت شاہ سعد اللہ صاحب نقشبندی مولوی میر حیدر علی صاحب مولانا حافظ میر محمد دائم صاحب (پوترے و جانشین حضرت قطب الہندؒ) مولوی غلام رسول صاحب مولوی غلام مرتضیٰ کمندان وغیرہ بزرگوں نے خیال کیا کہ حضرت قبلہ ایسے شیخ کامل وقطب وابدال عارف وولی ہو کر کلمہ کا ورد نہیں فرماتے ہیں ۔معاً اس خیال کے دل میں آتے ہی آپ نے با آواز بلند کلمہ کا ذکر شروع فرمایا۔ اور ہوش میں آئے اور فرمانے لگے تمام حاضرین کو گواہ رکھ کر مسند رشد و ہدایت وسلسلہ بزرگان دین کے کارہاء نمایاں کا سہرا میاں میر محمد دائم (پوترے حضرت قطب الہندؒ) کے سر باندھتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالی یہ ہمارے فیضان کو خوب نبھائینگے اور تم تمام کو اللہ اور اس کے حبیب کے حوالے کیا ہوں اور اسی توسط سے شفاعت کی امید رکھو ۔ یہ کہتے ہوئے یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً کی آیت تین مرتبہ پڑھ کر اپنی روح مطہر کو ۴ محرم ۱۲۶۵ھ سنہ کو اللہ تعالی کے تفویض کیا۔

جیسے ہی روح پرواز کی بہت دیر تک لوگ یقین نہیں کر سکے کہ حضرت وصال

فرما گئے ہیں ۔کیونکہ آپ کا قلب مبارک حرکت کر رہا تھا لیکن پوترے صاحب فوری اُٹھے اور اس خبر کو عوام الناس کا اژدھام جو تین روز سے اپنے کاروبار بند کر کے دربار میں ہی جمع تھے روبرو حاضرین مجلس کے وصال کی اطلاع کر دئے بس یہ سننا تھا کے مجمع فرط غم سے بے قابو ہو گیا۔اکثر لوگوں نے یقین ہی نہیں کیا کہ حضرتؒ وصال فرما گئے ہیں کیونکہ قلب برابر حرکت کر رہا تھا پوتے صاحب قبلہ نے ان کی تشفی کر دی اور فرمایا۔یہ قلب قیامت تک اسی طرح حرکت کرتا رہیگا۔کیونکہ عارف و ذاکر کا قلب ہمیشہ زندہ اور حرکت کرتا رہتا ہے۔

جماعت اجنہ کی آہ وزاری: ایسے زبردست قطب وابدال و جامع الکمال بزرگ کا عظیم سایہ رحمت سرزمین ہند کیلئے نعمت عظمیٰ وغیر مترقبہ سے محرومی کا سبب ہوا۔اور حیدرآباد شہر ایک زبردست ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ایسا بے پناہ اژدھام حیدرآباد ہی میں کیا ہندوستان میں بھی شاذو نادر ہی دیکھنے میں آیا ہو۔تعلق خاص رکھنے والے مریدین میں چند فرط غم کی تاب نہ لاکر جان بحق ہوئے اور خانقاہ و جامعہ کی دیواروں سے چیخ چیخ کر رونے کی غیب سے آوازیں آرہی تھیں لوگ حیران تھے کہ یہ غیبی آوازیں کس کی ہے۔بعض اہل اللہ نے بتلایا یہ جماعت اجنہ ہے جو حضرت کے یہاں درس وتدریس و استغفار کیلئے آیا کرتی تھی۔وہ بھی رورہے ہیں۔تاریخ گواہ ہے ایسا والہانہ عقیدت ومحبت اور ایسا بے پناہ ہجوم کسی بزرگ دین کے جنازے میں دیکھنے نہیں آیا۔آخر کار تیسرے روز معہ فدائیان پیر و مرشد مکہ مسجد میں کثرت اژدھام کی سبب تین مرتبہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔حضرت کی میت جنازہ آگے آگے اور فدائیاں پیر ومرشد پیچھے پیچھے عجیب وغریب بے مثال منظر پیش کر رہا تھا۔ ایسے سچے فدائیاں نے اپنی جان حقیقی کو اپنے رہبر دیں پر ایثار کر کے لافانی ہو گئے ۔مقام مرقد پر جو کہ حضرت نے اپنی زندگی میں منتخب فرمایا تھا۔یعنی پوترے حضرت دائم صاحب قبلہ کا

باغ موقعہ تالاب میر جملہ میں حضرت کا جسم اطہر کو اس سرزمین پر پوشیدہ کر دیا گیا۔ جو بارگاہ آستانہ شجاعیہ سے موسوم ہے۔

گنبد کے احوال : بعد چالیس دن کے حضرت قطب الہندؒ کے پوترے و جانشین حضرت دائم صاحب قبلہ نے اپنے ذاتی صرفے سے گنبد کی تیاری شروع کی اور پایہ گنبد نہایت عمیق بہ اندازہ بلندی عمارت کھودا گیا اور پون حصہ تعمیر کا تکمیل فرما دیئے۔ باقی سائباں و دیگر نقار خانہ مسجد شجائیہ لنگر خانہ اقامت خانہ وغیرہ کی سعادت مولوی غلام رسول صاحب وزیر فینانس رشید الدین خاں بہادر شمس الامراء افضل الدولہ منیر الملک وغیرہ کیلئے چھوڑ دیئے۔ انہوں نے اس کی تکمیل کی آخر گنبد شریف ستر ہزار روپیہ میں تیار ہوگئی۔ اس کا نقشہ بیرون کی نایاب گنبدوں میں سے ایک ہے۔

بعد وصال کے کئی واقعات و کرامات ہیں اور اب تک فیضان کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

فرزند و نبیرہ گان (سجادہ گان) حضرت قطب الہندؒ
قطب دکن شہید الاسلام علامہ العصر
حضرت سیدنا حافظ عبداللہ شاہ صاحب قادری شہیدؒ

حاجی و حافظ سید عبداللہ شاہ قادری شہید قدس سرہ العزیز حضرت قطب الہندؒ کے سب سے بڑے اور اکلوتے صاجزادے تھے۔ بارہویں صدی ہجری میں سرزمین برہان پور میں ولادت باسعادت عمل میں آئی۔ اپنے آباو اجداد کے جامع الصفات و کمالات و فیوض کو

سرچشمہ تھے۔اپنے والد بزرگور کے آغوش میں زبردست تعلیم وتربیت حاصل کی کم عمری ہی میں علم وفضل روحانیت وتقوی کے بلند مرتبہ پر فائز ہو گئے ۔جس طرح سے مخلوق خدا کی اصلاح وہدایت کا عظیم الشان منصب جلیلہ آپ کے والد بزرگوار واجداد کیلئے قدرت نے مختص کیا تھا اس کے تمام تر آثار آپ میں بچپن ہی سے نمایاں نظر آئے تھے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت قطب الہندؒ میں جلالی وکمالی صفات کے ساتھ جمالی صفت نمایاں تھی ۔مگر صاحبزادے میں جلالی وصفت زیادو نمایاں تھی ۔والد بزرگوار حضرت قطب الہندؒ کی طرح ایک جید عالم وفاضل ومتشرع وطریقت ومعرفت وحقیقت کے علمبردار جید حافظ و قاری قطبیت و لایت کے حامل جامع الکمال مقبول ومنظور نظر خداوندی و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگ تھے۔ برسوں ریاضت ومجاہدہ میں بسر ہوتی اپنے والد بزرگوار کی اتباع میں حج وزیارت پا پیادہ کئی مرتبہ سفر کیا۔ بیشتر حصہ عالم تجزیہ و درس و تدریس تقوی دعوت وارشادات خلق وحقائق معارف سے اگاہ کرنے وتبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔جس طرح سے والد بزرگوار کا ایک مقدس مشن جس میں حضرت قطب الہندؒ نے ہزاروں عیسائی واہل ہنود کومشرف بہ اسلام کیا ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کی تجدید اور عقائد کی اصلاح کی لاکھوں شاگردین ومریدین پیدا ہوئے جنکا اکثر مشاہیر اسلام کی فہرست میں شمار ہوتا ہے۔ کئی جماعتیں دیگر مقامات میں اسلام و اشاعت علوم شرعیہ وطریقیہ پھیلانے کیلئے روانہ کی جاتی تو اکثرا اپنے صاحبزادے کی سرکردگی میں بھیجی جاتی تھی۔

<u>حضرت قطب الہندؒ کے صاحبزادے کی شہادت کا واقعہ</u>: ایک مرتبہ حضرت شہید الاسلام علیہ الرحمان سفر کیلئے روانہ ہوئے دوران سفر میں اُودگیر مہاراشٹرا کے مقام پر

ایک معرکہ پیش آیا اور وہی پر ۲۴ محرم الحرام ۱۲۵۰ھ کو شہادت عمل میں آئی آپکے وصال پر حضرت قطب الہندؒ نے یہ اشعار فرمائے تھے ؎

در سفر شد شہید عبد اللہ　　حاجی و حافظ کلام اللہ
سال تاریخ گفت اے ہاتف　　داخل محفل رسول اللہ

اور ایک غزل اپنے فرزند کے انتقال پر لکھی تھی

ای دیدہ الوداع کہ آن نور دیدہ رفت　　وئے اتش فراق کہ ھوشم رمیدہ رفت
اے بینائی رخصت ہوجا کہ آنکھوں کا نور جاتا رہا　　ائے جدائی کی آگ میرے ہوش اُڑ گئے
ای جسم بے بقابجوی کیفروشمت　　کان شوخ بے بہادل وجانم خریدہ رفت
اے باقی نہ رہنے والے جسم دیکھ کہ میں نے تجھے بیچا ہے　　اُس شوخ نے میرے قیمتی دل و جاں کو خریدا اور چلا گیا
درلالہ داغ بین بغم رنگ آتشیں　　گل پایمال شدکہ گلابش چکیدہ رفت
گل لالہ کے داغ کو دیکھ کہ غم سے آتش ہوگیا ہے　　پھول پائمال ہوگیا اس کی پتیاں جھڑ گئیں

حضرت عبد اللہ شاہ شہیدؒ کو دو صاحبزادے اور ایک لڑکی تھی۔

[۲] حضرت مولانا حافظ میر محمد دائم صاحب قبلہ (جانشین اولی) حضرت مولانا حافظ میر محمد قائم صاحب قبلہ حضرت قطب الہندؒ کے پوترے و جانشین اول تھے آپ قطب الہندؒ ہی کے آغوش میں تعلیم تربیت حاصل کئے اور حضرت قطب الہندؒ نے ان دونوں پوتروں کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھا جس کی وجہ سے یہ علم و فضل، دانش و فراست، تقوی و بزرگی میں اپنے والد بزرگوار سے کچھ کم نہیں تھے۔

حضرت محمد دائم صاحب قبلہ نے مسند رشد و ہدایت کو بڑی حسن و خوبی سے نبھایا اور حضرت قطب الہندؒ کے سلسلہ فیضان کو تاحیات جاری و ساری رکھا۔ اپنے ہمعصر بزرگان دین میں بہت اعلی مقام رکھتے تھے جس کا اقرار ہمعصر بزرگان دین نے خود اپنی زبان سے کیا ہے۔ آپ کی اولادوں میں چار صاحبزادے۔

۱۔حضرت مولانا سید عبداللہ ثانی قدس سرہ العزیز

۲ حضرت مولانا سید شجاع الدین ثانی

۳۔حضرت مولانا عبدالقادر صاحب

۴۔حضرت مولانا احمد حسین صاحب قبلہ ہیں　　اور دو صاحبزدیاں تھیں

[۳] حضرت مولانا حافظ عبداللہ ثانی قدس سرہ العزیز (جانشین ثانی)

حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب ثانی کی ابتدائی عمر سے غیر معمولی خرقہ عادات و کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ والد بزرگ وار نے چاروں صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت اور سینہ بہ سینہ علم سے مرصع کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے چار شیر اسلام کے نام سے مشہور تھے۔ ہر ایک علم و فضل میں یکتائے روزگار تھا۔

حضرت سید عبداللہ ثانی سے نواب میر محبوب علی خاں بہادر اور نواب سالار جنگ ثانی غیر معمولی محبت اور والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ بغیر آپ کے مشورے ارشاد کے کوئی امور مملکت یا امور خانگی نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ کے ایک لاکھ سے زائد مریدین تھے۔ اور کئی سرکش کفار آپ کے ہاتھ پر مشرف اسلام ہوئے۔ آپ کی اولادوں میں ایک

صاجزادے حضرت علامہ سید یسین شاہ صاحب قبلہ اور چھ صاجزادیاں تھیں یہ حضرت عبداللہ ثانی اپنے والد بزرگوار کے جانشین مسند رشد طریقت ہوئے۔

[۴] حضرت علامہ سید یاسین شاہ صاحب قبلہ (جانشین ثالث)

حضرت سید یاسین شاہ صاحب قبلہ اپنے والد بزرگوار کے اکلوتے صاجزادے اور زبردست عالم وفاضل صاحب دل ونظر تھے۔سخاوت میں سخی داتا کے نام سے مشہور تھے اور اپنے والد بزرگوار کے جانشین مسند ورشد وہدایت پر متمکن ہوئے۔اپنے بزرگوں کی روایت کو باقی رکھتے ہوئے ہزاروں کو علمی، روحانی، فیض پہونچایا اور ہر شخص آپ کی مدح وثناء کرتا تھا۔ اور بہت ہی کم عمری میں مرض طاعون میں جام شہادت نوش فرمائے۔ یہ اہلیان دکن کیلئے اور زبردست المناک واقعہ تھا۔

آپ سے میر نواب محبوب علی خاں بہادر اور سالار جنگ ثانی امراہ پائیگاہ وغیرہ کو بے پناہ عقیدت تھی۔اس لئے میت کو جنازہ شاہی انتظامات وتزک احتشام کیساتھ لیجائی گئی۔ جلوس جنازہ میں دور دور سے لوگ جوق درجوق شریک ہوئے۔اور احاطہ بارگاہ شجاعیہ میں حضرت قطب الہندؒ کے پینتی دفنائے گئے۔آپ کی اولادوں میں دو صاجزادے حضرت سید شاہ غلام صمدانی صاحب قبلہ (جانشین رابع) اور حضرت سید عبداللہ المخلص مغفور اور تین صاجزادیاں تھیں۔

[۵] حضرت سید شاہ غلام صمدانی قادری قدس سرہ العزیز (جانشین رابع)

تیرھویں صدی ہجری کے ہمہ گیر اوصاف حمیدہ کے حامل بزرگ دین تھے۔ حضرت پیر طریقت مجاہد الاسلام افضل المشائخ سید شاہ غلام صمدانی قادری جو سرزمین دکن کے چوٹی کے مشائخ میں صف اول میں شمار ہوتا ہے۔آپ کی ولادت ۱۱/ربیع الثانی ۱۳۱۶ء

شب دوشنبہ اور وصال ۲۰ رمضان المبارک ۱۹۸۶ء یوم شہادت جداعظم سیدنا علی مرتضیٰ ہے۔ دس سال کی عمر میں والد بزرگوار کا سایہ رحمت سر سے اٹھ گیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور نانا بزرگوار حضرت علامہ صوفی سید شاہ ظہور الحق قادری جو اپنے دور کے یکتائے روزگار عالم دین وممتاز صوفی سے حاصل کی۔ پھر حیدرآباد کی مشہور درس گاہ و مدرسہ دارالعلوم سے مولوی و منشی فاضل کی تکمیل کی۔ ابتدائی عمر سے ہی آپ میں اپنے خاندانی صفات حمیدہ وشجاعت و بہادری فیاضی اسلامی جوش و جذبہ حمیت وغیریت قومی دیانتداری، راست گوئی ایمانی حرارت کی فراوانی جذبہ اخوت و ہمدردی و دستگری سے آپ سرشار تھے۔ علم وفضل میں حضرت علامہ انوار اللہ خان صاحب فضیلت جنگ اور علامہ مناظر حسین گیلانی وحضرت شبیر احمد عثمانی صاحب کی صحبت سے کمال حاصل کیا تھا۔

فنون سپہ گیری شمشیر و نیزہ بازی، بنوٹ صندوق کشی، شہہ سوار وغیرہ میں نے پناہ مہارت حاصل کی فن کشتی میں آپکی نظیر نہیں تھی۔ آپ نے اپنے خداداد صلاحیتوں وفنون و طاقت وزر بازو کا اہل اسلام کی خدمات وتربیت میں مشغول و وقف کیا اور آپ نے علامہ مشرقی کی تحریک خاکساران ورضا کاران اسلام کو پروان چڑھایا۔ مجالس میلاد شریف ومجالس وعظ پند ونصیحت، یازدہم و دوازدہم اور رمضان المبارک میں سماعت قرآن وشبینوں کی محفلیں کے آغاز و بنیاد کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ توکل وغنا وقناعت، خدمت ورعب و جلال کے پیکر تھے آپ کی عادت شریفہ تھی کہ اشراق و چاشت اوابین وتہجد کو کبھی ترک نہیں کیا اور اپنے خاندانی اوراد وظائف اذکار ومشاغل کی پابندی کر کے ہزارہا معتقدین و مریدین کو اپنے مجاہدہ وعوامل سے مستفیض و بہرور کرتے رہے، بیس سال سے گوشہ نشینی ختیار

کرلی تھی اور یاد الٰہی میں ہمہ تن مصروف رہے۔

تعارف مؤلف

[۶] حضرت مولانا سید شاہ شجاع الدین قادری ثانیؒ

حضرت مولانا غلام صمدانی کے واحد صاجزادے و جانشین وسجادہ نشین خامس ومتولی حضرت ممتاز المشائخ مولانا قاری سید شاہ شجاع الدین قادری ثانی جو بانی شجاعیہ کالج و مدارس شجاعیہ اسلامیہ وایجوکیشنل سوسائٹی وٹرسٹ و دیگر انجمن ہائے سوسائٹیز ومجلس وسجادگان اے پی صدر نشین وناظم اعلی جو قابل ترین ہمہ گیر اوصاف کے حامل شعلہ بیان بصیرت افروز مقرر ،سنجیدہ واعظ وخطیب اپنے بزرگوں کے اوصاف کے مکمل حامل علم وفضل حسن واخلاق ،حق و صداقت لطف وعطا کے پیکر فنون سپہ گیری کے حامل سنجیدہ عالم دین سینکڑوں مریدین و معتقدین و شاگردین کو اپنی خداداد صلاحیتوں و دیگر وسائل سے مستفیض کرتے رہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور علم قراءت امام القراء سید علی میر روشن علی صاحب سے حاصل کی اور دنیوی تعلیم میں آپ نے ایم اے ایل ایل بی کیا۔

مابعد اپنے اجداء کے طریقہ رشد و ہدایت پر فائز رہے۔اور اپنے خاندانی صفات حمیدہ شجاعت و بہادری فیاضی اسلامی جوش و جذبہ حمیت وغیریت قومی دیانتداری راست گوئی، ایمانی حرارت کی فروانی جذبہ اخوت وہمدردی و دستگیری سے آپ سرشار تھے اور اس کتاب کے مولف بھی آپ ہی ہیں اور اپنے خاندانی اوارد و وظائف واذ کار مشاغل کی پابندی کر کے ہزار ہا معتقدین و مریدین کو مستفیض کیا اور آپ گوشہ نشین کو پسند فرماتے اور یاد الہی میں

مصروف رہے اور آپ کا وصال ۲۴ / رجب المرجب ۱۴۱۸ ھ م ۲۴ / نومبر ۱۹۹۷ء کو ہوا۔
آپ کے اولادوں میں چار صاجزادے اور ایک صاجزادی ہے۔

(۱) ابو القاسم سید شاہ عبید اللہ قادری (آصف پاشاہ)

موجودہ سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہ عالیہ، عیدی بازار و متولی جامع مسجد شجاعیہ، چار مینار، حیدرآباد۔

(۲) ابو الابرار سید شاہ محمد ابراہیم قادری سجادہ نشین بارگاہ شہید السلام

(۳) سید شاہ محمد الحسینی قادری احمد پاشاہ (ایم ایس)

(۴) سید شاہ غوث محی الدین حسینی قادری اعظم پاشاہ (ایم۔ٹیک)

فہرست سجادہ گان بارگاہ شجاعیہ

قطب الہند غوث دکن حافظ سیدنا میر شجاع الدین حسین صاحب قبلہؒ

(۱) حضرت مولانا سید شاہ دائم صاحب قادریؒ

(۲) حضرت مولانا سید شاہ عبد اللہ شاہ قادری ثانیؒ

(۳) حضرت مولانا سید شاہ یسین شاہ صاحب قادریؒ

(۴) حضرت مولانا سید شاہ غلام صمدانی صاحب قادریؒ

(۵) حضرت مولانا سید شاہ شجاع الدین صاحب قادری ثانیؒ

(۶) حضرت مولانا سید شاہ عبید اللہ صاحب قادری (آصف پاشاہ)
(موجودہ سجادہ نشین)
۱۴۴۳ / ۲۰۲۲

فہرست خلفاء حضرت قطب الہند

۱) حضرت مولانا حافظ میر محمد دائم صاحب قدس سرہ العزیز
(پوترے و جانشین اولی حضرت قطب الہندؒ)

۲) حضرت مولانا حافظ میر قائم صاحب قدس سرہ العزیز
(پوترے حضرت قطب الہندؒ)

۳) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب بدخشانیؒ

۴) حضرت سید صاحبؒ (دبیر پورہ)

۵) حضرت عبدالقدوس صاحب تاشقندیؒ

۶) حضرت مولانا خواجہ رحمت میاں صاحبؒ ثانی سجادہ نشین حضرت خواجہ رحمت اللہ

۷) حضرت میر پرورش علی صاحب قبلہ عرف پاشاہ میاںؒ صاحب (مسجد نور قاضی)

۸) حضرت خواجہ میاں صاحب عرف اللہ والے صاحب قبلہؒ (برہان پوری)

۹) حضرت محمد قطب الدین صاحب قطب الاقطاب ناجواریؒ

۱۰) حضرت عبدالرحمن صاحب لاہوریؒ وغیرہ

واخر دعونا عن الحمدللہ رب العالمین

تمت بالخیر

عاصی راقم الحروف

ابوالفضل سید شجاع الدین قادری

نبیرہ و سجادہ نشین آستانہ شجاعیہ

ماخذات

از

۱۔گلزار آصفیہ

۲۔تاریخ برہان پور

۳۔تاریخ خورشید جاہی

۴۔مناقب شجاعیہ

۵۔تذکرہ محبوب ذوالمنن اولیاء دکن

نوٹ: اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ بالا کتابوں سے مواد لیا گیا۔